

۱۰۶۶
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَفِی الْفِتْکٰفِ اَفْلٰحٌ مَّبْهُوْرٌ
۶۶۶

۳۸۹	۳۲۹	۶۶	۱۰۲
۶۵	۱۳	۲۶۸	۳۳۰
۱۰۳	۶۶	۳۲۴	۲۸۴
۳۲۸	۲۰۰	۱۰۵	۶۴

Printed.
981

سلوک قلندری

ارشادات قدوة السالکین بده العارفين حضرت مرشدی و مولای
مولوی شاه میر احمد حسین صاحب قبلہ ہائین چشتی القادری مدظلہ العالی
(جلد اول)

بامدی گوید اسرار مشق و مستی و تائبے خیر میر دور رخ خود پرستی
سخن بامر و صحرائی الالے مغزی کم گو کہ صحرائی نمی داند زبان اہل دربار
(جامع)

شاه سید علی رضا رضا اہلی انور پلاش قلندر

غزل

مشتاق از دیده کشا آهسته ما	سرسیت در حقوق محبت بماند ما
موی زنجیب یافته قوت عسما ما	مانوح راز طوقان سرگشته کردیم
یعقوبی دانه کند آهسته ما	انگشتری سلیمان باد بودیم
قربان کند آهسته چه سپردن ما	سحابی در افکنیم به آتش خلیل را
یحیی کشیم دم نه زنده در قضا ما	ما آره را تبارک سر فریاد کشیم
ایوب نما برآمده ز کرمهاست ما	دندان مصطفی را ایدوست بشکنیم
آه تیغ بر حسین کشد کبریا ما	که چاشنی زهر حلق حسن کنیم
سکانزار رسد که خاص بود آه ما	بسجانه را چه کار بود از بلای غم
تیرا که افسداشت سر در پانسا	فرعون را ندادیم اسد دوست در
کس را مجال نیست به چون چرا ما	با پروریم دشمن و ما می کشیم دوست
باشد که خود علاج کند روایت ما	حافظ همیشه ناله کشد در بلای غم

و ک و و و و

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

checked

87

زیباچہ

الحمد لله الذي استعینہ واستغفره وامن به وتوکل علیه وتعوذ
بالله من شرور الفسنا ومن سيئات اعمالنا من
يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي
له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله الم بعد
فخير الحديث كتاب الله خير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم

وکل محذرتہ بدعتہ وکل بدعتہ ضلالتہ وکل ضلالتہ فی السار۔
 اس فقیر حقیر سر ایا تقصیر نے جب حالات زمانہ پر نظر کی اور
 عامہ علماء کے خیالات سے یک گونہ آگاہی حاصل کی تو یہ
 محسوس ہوا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ عام طور پر علم فلسفہ و ہنریت و
 سہ سہ کا چرچا ہے اور تعلیم عام ہو گئی ہے عوام الناس کے
 خیالات مذہب کی طرف سے ہٹتے جا رہے ہیں اور ہمارے
 گروہ اہل سنت و الجماعت میں جمادات عقاید متعدد فرقے ہو گئے
 ہیں جو عام طور پر اگرچہ طریقہ سنت کے اظہار کرتے ہیں مگر برہمن
 عقائد بہت ہی مختلف الخیال ہیں اور صحیح عقیدہ سے بہت
 دور اگر ہمارے مسلمان بھائی اپنے برگزیدہ نبی امی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعلیم کی صحیح طریقہ پر پوری کریں تو آج پھر ان کو یہی

عروج حاصل ہو سکتا ہے جو پچھلے زمانہ میں حاصل تھا۔ بہر حال
 عام طور پر جو زہریلے خیالات ہمارے بھائیوں میں پھیلے ہوئے
 ہیں۔ ان کا ذکر مجھلا ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کو عام کو
 اندازہ ہو سکا کہ بعض ایسی فروعات اور ضیف اختلافات ہی جب
 قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ قوم کے زوال و مذلت کا باعث
 ہوتے ہیں اور بالاعمال خیر ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت ^{و اجماع}
 بلحاظ عقائد عمومی اس وقت تین گروہ پر منقسم ہو گئے ہیں دو بڑے۔
 ۱) ایک گروہ ان علماء و فضلاء کا ہے جو بالکل پابند شریعت
 اور ظاہری احکام کا نہایت شدت کے ساتھ متبع ہے۔ اس گروہ کا
 عمل نہایت پاکیزہ ہے اور اس کا وجود اوائل زمانہ اسلام سے
 باعث اصلاح معاشرت مسلمین ثابت ہوا ہے۔ لیکن فی زمانہ

چونکہ اس گروہ کے اکثر ارکان علوم جدید مثل ہیئت و فلسفہ و مہندسہ وغیرہ سے نابلد محض ہیں اور سوائے فقہ و حدیث کے دیگر و نیوی علوم میں ان کو بالکل دستگاہ نہیں ہے اس وجہ سے آج کل کے تعلیم یافتہ طبقے پر ان کا کوئی خاص اثر نہیں اور یہ تعلیم یافتہ گروہ ایسے علما کو ناکا خطاب دیکر ان کی پیروی کو تضحیح اوقات پر محمول کرتا ہے۔

(۲) دوسرا گروہ ادن صوفیہ۔ متشائخین اور درویشوں کا ہے جو علوم باطنیہ کے حامل ہیں۔ اس گروہ کا وجود بھی احوال زمانہ اسلام سے نہایت مفید اور باعث اصلاح عقائد و تکریم نفوسِ خلوات رہا ہے لیکن آج کل کے معتدایانِ قوم کچھ تو علماء الناس کی بے توجہی اور دنیا طلبی کی وجہ سے صحیح تعلیم

تصوف کو اپنے معتقدین و متبعین میں پھیلانے سے تامل کرتے ہیں اور کچھ تو اس خوف سے بھی کہ اگر ان نوجوانانِ ملک کو صحیح تعلیم دیکر تزکیہٴ نفس کی جانب مائل کرایا جائے گا تو وہ مذہب ہی سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اور اسی لئے رسی مریدی و بیعت پر اکتفا کیا جاتا ہے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر طالبین یا تو سادہ و سادہ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا سرے ہی سے اس علم سے ان کی عقیدت زایل ہو جاتی ہے چونکہ جو حقائق و حقائق و معارف سینہ بسینہ فقرا و صوفیاء اسلام کو چھوچھے ہیں وہ ان تک نہیں بچے نچتے اور اس طریقہ سے بجز پابندیِ رسمیات کوئی خاص فائدہ مرید کو نہیں ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ گردہ جبل و خود غرضی کی صفات سے متصف کیا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو علوم جدیدہ سے واقفیت حاصل کرنے اور ملک میں اچھی خدمات حاصل کرنے کے بعد دنیا بھا
 وجاہت و امتیاز کے علاوہ دینی سلومات کے بھی ماہی ہیں۔ اور
 ان کا اکثر و بیشتر حصہ عمر علاوہ علوم جدیدہ کے علوم دین سے تعلق
 کتب کے مطالعہ میں گزارتا ہے اور چونکہ ہر دو گروہ متذکرہ مدرسے کے
 متعلق ان کے دلوں میں عظمت و ہیبت باقی نہیں رہی ہے اور
 ہماری قوم کے اکثر علماء و مشائخین نے قناعت و تکوئل کو جو ان کے
 لئے باعث عزت تھا ترک کر دیا ہے اور امر اور حکام کے محتاج
 ہو گئے ہیں اس وجہ سے یہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنے معلومات دینی
 کے حصول کا ذریعہ علماء و مشائخین کو نہیں بناتا بلکہ رسمی مریدی یا
 شاگردی کے بعد ان سے مختلف العقیدہ ہو کر مطالعہ کے ذریعہ

اپنی معلومات دینی کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ ہر علم کے حصول
 کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی استاد کامل کا ہونا ضروری ہے اور
 بلا استاد کامل کسی علم کا بھی صحیح اکتساب ناممکن ہے اس
 لئے اس کا لازمی نتیجہ ضلالت ہے اور ایسے صوفیاء کے کلام میں جو اپنے
 آپ کو نمائی اللہ کے ہوئے تھے اور یہ مقام ان کو ریاضات شاقہ
 اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و تجلیہ روح کے بعد حاصل ہوا تھا
 اور ان کے اپنے واردات و مشاہدات سے متعلق تھا
 کہیں بظاہر مسائل شرعیہ سے اختلاف دکھائی دیتا ہے۔
 درحالیکہ حقیقتاً بلحاظ مقامات ان کا کلام بالکلہیہ بموجب قرآن
 و حدیث ہے چنانچہ سیدی علی الرحمہ فرماتے ہیں
 سید ارحم ہی کہ راہ صفا ؛ تو ان وقت مجوز رہے مصطفیٰ

علاوہ اس کے اس زمانہ کے جہلا کے خوف اور نکتہ سے بچنے کے خیال سے بعض صوفیاء و محققین مثل عمر خیام، حافظ شیرازہ، انیسوسہ و غیر ہم رحمتہ اللہ علیہم جمعین نے اشارات و استعارات کے ذریعہ علم تصوف و علم توحید کو بیان کیا ہے۔ ان بزرگواران کے کلام کو بغیر واقفیت اصطلاحات اور بلا استاد کے اگر پڑھا جائے تو سوائے گمراہی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا فرماتے

ہیں

پیر را بگزین کر بے پیر این سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر
ہر گداو بے مرشد سے در راہ شد
اوز خولان گمراہ دور چاہ شد

ہر زمانہ میں ہر فن کے نقالوں کی کثرت رہی ہے اور
 عادت اٹھ جیسی ہی ہے کہ اصل سے نقل میں زیادہ چمک
 دکھ ہوتی ہے اور اکثر مردمان ظاہر میں غلامی و جاہلیت کے
 گرد ویدہ ہو کر ایسے حضرات کے پیرو ہو جاتے ہیں اور آخر میں
 پشیمان ہوتے ہیں۔ **فِیْقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِيْ الْاِجْمَعَةِ الْمُضَلِّيْنَ۔** (ابوداؤد ترمذی)
 ترجمہ: سو اس کے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اور پست امتی کے
 سرداروں کو گمراہ کرنے والوں سے۔

ابن سیرین اور زمانہ کی حالت کے نظر کرتے ہوئے اس فقیر
 کو یہ خیال آیا کہ اگر سچات علوم وقائق وحقائق و معارف کے
 متعلق جو ارشادات و اسرار توحید سینہ بسینہ اس فقیر کو اپنے

مرشد و مولانا مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بالیچین شہتی قادری
 مظلما عالمی سے پونچے ہیں۔ ان کو مجنبہ شایع کر وادے تاملان
 کے ملاحظہ کے بن مطالبان راہ حق کو صحیح نکات علم دینی سے
 کا حقہ واقفیت و آگاہی ہو اور اس علم کے متعلق عام تعلیمات
 طبقہ کو جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ رفع ہو۔

بالآخر یہ عرض ہے کہ فقیر اس کتاب کو اپنے مرشد زادہ
 میان احمد انوار الحق صاحب لہذا اللہ تعالیٰ و طلال اللہ رحمہ کے
 نام سے معنون کرتا ہے۔

کن یا صوفیان خام یاری ۛ کہ باشد کارخان فاطمائی
 فان علم لاشتران شرفا ۛ وللاذال مذہب نامہ حورا

سبجان سر بک سر بل لعزیزت عمایہ صفون و مسلا

علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین : : بنا

خادم الفقراء

شاہ سید علی رضا رنائے الہی عرف پڑس پڑس قلندر

حقیق القادری اخصبلی السنوسی الحمیدی - خلیفہ حضرت مولانا

سی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بالیین شہیدی القادری

علیہ السلام

هو هو هو

من اشحات قلم و فان رقم حضرت پرورش قبله
 قطع

دم سے سید علی رضا کے : بحرفان موجزان ہے

سرفان میں کتاب بھی : پرہ کرنا بھی نوہرے

مشرب بھی غصہ سے بیخ اٹھا : طبعی حسد طعنے زن ہے

گر چاہو ترقی طریقت : کرنا از سر ہی مجھ سے

(۱) تحفہ علی رضائی مصباح القلوب - (۲) اسنادین نون عرفان

از دم قدم علی رضا شاہ : قطعہ ہے درزید پ - حضر

عرفان و دقائق و حقائق : ہم اسل - گزین ازین تبحر

تاریخ زبالیہین است ناظر : مفید ہے شہرہ دور

۱۳۵۳

سوی سید محمد رضا ناظر

فهرست مضامین

		تفصیل مضامین	شماره مسلسل
۳	۳	۲	۱
۱۲	۱	ویا چپ	۱
۱۳	۱	شیر و شیرینی عالی	۲
۱۹	۱۳	فرهنگیات	۳
۲۰	۱۹	نقش	۴
۲۹	۲۱	اصول تصوف: روح آمندمار متعلقه	۵

ب

شماره	تفصیل مضامین	صفحه	پایه
۶	اصول نکات علم قائلین مع اشعار تنقید	۳۰	۲۹
۷	اصول نکات علم حقائق ایضاً	۵۰	۴۹
۸	اصول نکات علم معارف ایضاً	۸۰	۱۱۶
۹	مشوئی حضرت پیر و مرشد قبله و دیگر اشعار	۱۱۷	۱۱۷
۱۰	مسئله تجدد انما	۱۲۹	۱۲۹
۱۱	رساله تبیان التوحید مصنفه حضرت پیر و مرشد قبله	۱۳۸	۱۳۸
۱۲	رساله حضرت فواجه خواجه گلخان عثمان اردنی قدس سره اینگز	۱۷۰	۱۸۵
۱۳	قصیده حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمه الله علیه	۱۸۶	۲۰۰
۱۴	کتاب لیا عرفان وحدت مصنفه حضرت پیر و مرشد قبله و غزلیات	۲۰۱	۲۴۰

هذه الشجرة الطيبة اصلها ثابت وفرعها

في السماء

بسم الله

قوله

الم كعقص حمصق

طه ليين

شجرة حشته عاليه

بسم الله

قوله

ق

بسم الله



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اختار من عباده بندگان من الفقهاء
 وجعلهم من جملة أئمة وأصفياءه وشرفهم على
 الفضلاء والصلاة والسلام على سيدنا وحبينا محمدا
 وآله وصحبه الكرام إلى يوم الدين وإلى يوم نقبلهم للحق
 واليقين. أما بعد فهذا سلسلة من مشائخي في
 طريقتي المحشقة رضوان الله عليهم أجمعين بجزءك
 يا أرحم الراحمين -

(١) خرد خلافت و اجازت همه ارشاد و ظاهری و باطنی من جانب

رب الجليل و رب العزت العرش العظيم جل جلاله و عم و الاكبر المشا

وقدیم الذات عن حضرت سید الکوین رسول رب العالمین خواجہ
ہردوسر محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم را رسید۔

(۲) بعد ازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق و مغارب
امیر المؤمنین و امام الأشجعین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ
وجہہ را رسید۔

(۳) بعد ازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی

حضرت ابی انصاری الحن البصری الانصاری رضی اللہ عنہ را رسید

(۴) بعد ازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت ابی الفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۵) بعد ازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی

حضرت خواجه ابی انعمین فضل بن عیاض رضی اللہ عنہ را رسید.

(۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجه خواجگان ولی کامل سلطان ابراهیم ابن

ادہم البلیخی رضی اللہ عنہ را رسید.

(۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجه سید الدین خدیفۃ المرعشی رضی اللہ عنہ

را رسید.

(۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجه امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ

را رسید.

(۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ابراہیم مستاد علو دیویری رضی اللہ عنہ را رسید
 (۱۰) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ سلسلت چشتیان خواجہ خواجگان ابی اسحق شامی
 رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۱) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ قدوة الدین ابی احمد ابن خرسنا فتنہ الحشتی
 رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ ناصر الدین ابی محمد ابن احمد چشتی رضی اللہ عنہ
 را رسید۔

(۱۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ناصرالحق والدین ابی یوسف رضی اللہ عنہم را رسید
 (۱۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ قطب الحق والدین سود و دوستی رضی اللہ عنہ
 را رسید۔

(۱۵) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندقی رضی اللہ عنہم
 را رسید۔

(۱۶) بعد ازین خرقہ خلافت همه ارشاد ظاہری و باطنی حضرت
 خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہم را رسید۔

(۱۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہستد غریب التوازی

خواجہ معین الدین حسن سجری شمس الجمیری رضی اللہ عنہم ہا رسید۔
 (۱۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ قطب الدین نجیہارکاشی اوشی رضی اللہ عنہ
 را رسید۔

(۱۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اجمودنی رضی اللہ عنہ
 را رسید۔

(۲۰) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ سلطان العارفین نظام الدین محمد امین احمد
 بدایونی سجاری رضی اللہ عنہم را رسید۔

(۲۱) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اودھی چشتی رضی اللہ عنہ
 راسید۔

(۲۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد حسین ^{الملقب} ۱
 گیسو دراز بندہ نواز رضی اللہ عنہ راسید۔

(۲۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ شاہ جمال الدین عبداللہ مغربی رضی اللہ عنہ
 راسید۔

(۲۴) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ شاہ کمال الدین و اصلا اسرار بیابانی رضی اللہ عنہ
 راسید۔

(۲۵) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری
و باطنی حضرت خواجہ سید شاہ میران جی شمس العشاق رضی اللہ
عنه رارسید۔

۲۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری و باطنی
حضرت خواجہ سید یربان الدین محبوب سبحانی یحیا پوری رضی اللہ عنہ
رارسید۔

(۲۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری و باطنی
حضرت خواجہ حاجی الحق چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۲۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری
باطنی حضرت خواجہ حاجی محمد چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۲۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری و باطنی حضرت

خواجہ جنید ثانی چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۰) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری باطنی

حضرت خواجہ شاہ ہدایت اللہ اعنی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۱) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین بخاری رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ سید جمال الدین چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سید محمد الملقب بر شاہ میر رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۴) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین شمس خاندان چشت رضی اللہ عنہ

را رسید۔

(۳۵) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ سید علاء الدین رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سید برهان الدین پروردگار رضی اللہ عنہ

را رسید۔

(۳۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سیار سلطان محمود اللہ شاہ حسینی الملقب بہ

شاہ جی صاحب رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد

ظاہری و باطنی حضرت محمد کمال اللہ شاہ گہاروی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۹۵) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری باطنی

نسیر شاه احمد حسین چشتی را رسید-

(۳۹۶) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری باطنی

و خرقه درویشی هم شاه سید علی رضا داده از نکات علوم و قلوب
و حقائق و معارف آنگاه نمود خلافت و اجازت بر رضا در غیبت

خود داده ام-

اللهم بحرامت هذه الاسماء وبحرامت النبي

صلى الله عليه وآله واصحابه وسائر تسليما كثيرا

كثيرا ابرحمتك يا ارحم الراحمين-

این چیز کلمه برائے سند و اجازت فقیر گردانیدن و گجران

را در سلسله چشتیه عالییه از رضا در غیبت خود بمقام حیدر آبا و دکن

محلہ زیدنی بازار و گروہ پاکبازان حیدرآبادی بہ این شاہید علی رضا
 رضائے الہی عرف پلاس پوش قاسم را تحریر نموده دادہ ام خداوند
 این فقیر و تابعان این فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدار و
 در شاہدہ توحید و جود می دادم ستغرق بدار آمین یا رب العالمین۔
 بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین ۵

المرقوم ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ

اللہ

شاہ احمد حسین چشتی القادری

فرینک

کشف و شهود = مرتبه عین الستر را گویند +

چلیبا = عالم طبائع را گویند +

دیر = عالم انسانی را گویند +

کلیسا = عالم حیوانی را گویند +

طامات = معارف را گویند +

جفا = پوشانیدن دل سالک از مشاهده +

جور = بازداشتن سالک از سلوک عروج +

خشم = ظهور صفات قهر را گویند +

دلدار = صفت باطنی را گویند +

دلبر = صفت قابضی را گویند +

زلف = غیب و هویت را گویند +

گیسو = ظاهر طالب را گویند +

میخانه = عالم لاهوت را گویند +

باده = عشق را گویند +

وصل = عبارت است از نسیان خود بشهود نور وجود حق تعالی +

بتکده = تبحانه - شترانخانه - دیر - خرابات و عالم معنی = باطن عارف

کامل را گویند +

پیر میان = پیر خرابات - خمار - باد و فرودش = مرشد را گویند +

مستی = فرود گرفتن عشق با جمیع صفات +

مست و خراب = استغراق را گویند +
 مست و شیدا = اهل حزن و ذوق را گویند +
 اقامت = غلبه عشق را گویند +
 رجعت = از مقام وصول به قهر بطریق انقطاع را گویند +
 فلاشی = معاشرت - مباشرت = اعمال را گویند +
 ادب باش = آنکه غم ثواب و عقاب نکند +
 قلندر و فلاش = اهل صفا و اهل ترک و اهل فنا را گویند +
 شمع = نورانند را گویند +
 کباب = پرورش دل در تجلیات حق +
 صبور = محادثه را گویند +
 صبح = طلوع احوال و اوقات و اعمال را گویند +

بامداد = مقام بازگشت احوال و اوقات +
کفر = تاریکی را گویند +

بت و شامد معانی = مقصود را گویند +

وفا = عنایت ازلی را گویند +

عکساری = صفت رحمانی را گویند +

خال سیاه = عالم غیب را گویند +

تقریب = عبارت است از تنها کردن دل از جمیع ماسوی الله +

ترسا = مرد در دحانی را گویند که از صفات ذمیمه و نفس اماره خلاصی

یا قیام باشد و متصف به صفات حمیده باشد +

ترسا بچی = واردات غیبی را گویند که از عالم غیب در دل سالک فرماید

گبر و کافر = کسی که بیزنگ در وحدت شده و در دے از ماسوی الله

برتا فتر +

مئے = ذوق راگوئید کہ از دل ساکت سرزند و او را خوش وقت گرداند +

ساغر و پیمانہ = کسے کہ مشاہدہ انوارِ نبی و ادراک مقامات کند +

زنار = علامت یک رنگی و یکجہت شدن راگوئند +

یار - دلبر - صنم - دوست - محبوب = تخیلی صفات راگوئند +

غزہ - بوسہ - فیض = جذبہ باطن راگوئند +

لب و دہان = صفت حیات راگوئند +

چشم - ابرو - جمال = کلام و الہامِ نبی راگوئند +

کلاہ چارترک = ترک فنا - ترک بقا - ترک یاد - ترک رب راگوئند -

شیدا = اہل جذبہ و اہل شوق راگوئند +

ساقی و مطرب - فیض رسانندگان معنی راگوئند +

شراب و بادہ = بمعنی محبت است +

بئے عمل = خون عاشقان کہ از راه دیدہ در جام کنارش ریزند +

اتحاد = عبارتست از استغراق در ہستی حق جل و علی +

سعادت = عبارتست از خلاص شدن بیدین حق تعالی +

شقاوت = عبارت است از حق تعالی باز ماندن +

ذات

ذات احد تیرا ہے سہی تو پر جو برد نام محمد	حق سستی تیرا تجھ سستی حق کا ہو دیکھ کر
کام خدا کافیت نامی جسکو کہیں بجا دوں	کام تیرا ہے سستی یعنی فنائے نام محمد
نین کو دکھانا جو کرے جی حق یعنی خدا کو	آپ نہیں ہو ہے کو دکھانا تجھ کو جو ماں
شاہد بزم غیبیت دیکھنے اپنا طلعت ہو	ذات تیرے پاکیزہ کیا کہ کو تیرے جام محمد
جو حقیقت بر شکستہ بہت ذات تری و صانع	ذات صفات حضرت ذوالجلال و الاکرام محمد
واجب تک تا طرف و عارض شاہد واحد تکبیر مراتب	تو پر خدا کا اندر تیری نور کے رب اقسام محمد

<p>تجھ کو ابوالارواح کیا تجھ جہد کو ابوالاجسام یوسف ذوالقرنین دیکھنا بندے تیری بے ایم جلد نبی شام تیرا در جلد ولی حسد احمد جب تسی آئے فرق پراو کو پاک تیرا اقدام سختی تیرے کھج بنا یا زلف تیرے شام محمد کون لجا تا حق کی طرف کھنق کے میں پیغام محمد جس نے بولا حکم ترا وہ امضی کارام محمد پختہ نہیں ہو خام کھج میں میں میں عام محمد قول ترا چراہ شریعت میں ترا الام محمد اوس کے طفیل کیا بگو کھا کھج اپنا رخ کھنقام محمد احترت دنیا میں کمال الدین کو دولا انعام محمد</p>	<p>کنت نبیاً اذ بعین الطین سے ہر تلمقین کہ حق نے نوح و ایل کو نوحی اچھے سے شفا خواہ تھا تیرے تصرف میں ہمیشہ ملک بنو شہر دلا تسبی تیا پیش بریں عمر و شرافت و مضافت شمس و قمر تیرے دین کے زور میں خلق کی تھی گر تودہ آغا لیاں کو راہ ہدایت کون دکھاتا جس نے بولا یا ترا وہ ذکر الہی میں مداوم عین غدا اور غیر خدا جو ہر دو تھی تجھ کو تیرا بوجھا حال ترا ہے ہر حقیقت فعل تیرا ہوا مگر طرقت ہو یہ میرا شہیر جو تجھ دیدار کی گلزار گلچین رویت حق اور تیری شفا مطلق تھا اور مستقیم</p>
---	---

هو هو

سما ب سبیل و لیسرا و لا تقصیر علینا یا اربا

أصول التصوف

جملة تشبیه

محمد الرسول الله الامت

فرق

غیریت

جملة تنزیه

لا اله الا الله اوست

جمع

عمینیت

تنزیه مع التشبیه تشبیح التنزیه

(دو ذات کاشیوت) لا اله الا الله محمد الرسول الله

همه اوست

(جمع الجمع)

الفرق بلا جمع

تشريك

الجمع بلا فرق

تعطيل

الجمع الجمع

تشريك

توحيد

تعطيل

توحيد

ملاحظه ہو حدیث ترمذی شریف

رباعی

منظور ہے عامی کو فقط چہرہ فرق ہے خاص محب لہجہ جمع میں غماق
کرتا ہے اخص یہہ دونوں ضد کو بام: جیوں شرق بہ غرب جمع اور غریب شرق

(۱۰)

ثبوت بیان جملہ تنزیہ مع التشبیہ

فرق والا ہے جمع سے محروم
زافت ہر دو جانب مذموم
پیر شہمیر ہے مرا مخدوم
خواد مشرک سال یا منظوم

جمع والا ہے فرق سے بے بہر
صاحب جمع جمع ہے مامون
کیوں نہ ہو بندہ آلہ نما
ہمز توحید سے نہیں خالی

(۱۱)

”ثبوت بیان جملہ تثنیہ“

<p>مادری اس کی کیفیت معلوم کا عدم ہے یہ ہستی ہو ہوم نص قطعی نہ ظنی مکتوم وحد کلا لا شریک کا مقہوم ہے کتاب مجید میں مرقوم ہے نہ الا کہ اسم بے ہوم عبد اور رب ہے لازم و ملزوم رہ المحاد و شرک سے مصوم</p>	<p>حق ہے موجود غیر حق معدوم جنب میں ہستی حقیقی کے اس پہ ہے لا الہ الا اللہ اور اسی مدعا پہ ہے شاہد ظاہر و باطن اول آخر حق من جمیع الوجہ غیر خدا منظری منظری کی نسبت سے عنیت غیرت حقیقی کے</p>
--	--

اول حق وابد خلق پر کس کو نظر	خلق اول و بعد حق کسی کا منظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق	کوئی ناظر حق فقط ہے بیخبر

(*)

موجود دو یک مقید و یک مطلق	سب کوئی کہیں اس کو خلق اور کو حق
پر انہیں حقیقت وجودی آحق میں	یک دیکھ نہ دو رنگت احوال حق

(*)

موجود وجود حق کمر شے جب ہے	دعویٰ انا حق اوس سے بال کب ہے
ہے عجب عجب سوز جاویدان	پر عجب وہ حیثیت سے عین رب ہے

(*)

جیو میں پو نہیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا؛ آستارا ہونہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
 پہر کی ذات صفت باطن ظاہر کمرچ میں تو نامی نہ میاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

تھا	متلبس ہو وہ یکپو صد اجلوہ منا
درلباس دو جہاں تھا مجھے معلوم تھا	پیو پر سہت بجز نیست نہیں پیو کا غیر
عین ان یہ بیاں تھا مجھے معلوم تھا	پیو زمین بجز زمان پیو کیں پیو مکان
پیو تین پیو جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا	پیو کو پیو سے پانا ہے وگرنہ تو محال
پیو نولہ فیض سہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا	پیو نے پیو کی گھونگٹ میں دکھایا جمال
یہ عجب نازباں تھا مجھے معلوم نہ تھا	پیو نے پیو سے رونا آپ سوا ہے ورنہ
پیو بے نام و نشا تھا مجھے معلوم تھا	میں تو بچھا تھا مہر پیو ہے سینہ جوا
سرسر دم و گمان تھا مجھے معلوم تھا	پیو نے پیو کو ہر شے میں بتایا ہے مجھے
نہیں تو وہ پیو کہاں تھا مجھے معلوم تھا	پیو کو پیو دکھلانے مرے تئیں لے کمال
پیر شہیر صفاں تھا مجھے معلوم نہ تھا	

(۱۰)

افراط و تفریط سے اے عارف باللہ
توحید الہی کو نگہ رکھ کہ دیگاہ

افراط و تشریک ہے تفریق و تعطیل
 اس نوحے درمیانہ ایک ہے یونچون
 اثبات و وجود ہے تشریک شریعت
 توحید ہے اثبات اور وجود احد کا
 ارباط ایقت کنے توحید و تشریک
 تعطیل ہے عنیت او صاف مع الذات
 او صاف کے لئے اتنا کہتا ہے جو کوئی عنین
 او صاف میں در ذرات میں جو ساطح کا
 ہے غیر کہ ہستی کا حقیقت میں جو اثبات
 ہر شے میں تجھے ذات خدا کی نظر آتا
 ہاں عنین حقیقی ہوتی اور غیر مجازی

اوسط رہ توحید ہے اسے سائر الی اللہ
 زلفین کے بائیں رخ و لبس و دلخواہ
 تعطیل ہے نفی وجود اور صفت اللہ
 ناصد جسے ناند ہے نہ اسثال اشبا
 ہے دل کا توجہ سے اللہ سے اللہ
 لکھ راقط میں بقوت قدم اس سے حذر چاہ
 اثبات کمالات کا نافی ہے وہ مگر
 ہے فرق جو بولوں تو نہ ہو قصہ یہ کوتاہ
 تشریک او سے نفی کرے فانی فی اللہ
 توحید حقیقی ہے بلے باقی با اللہ
 عالم کو سمجھ پڑ نکو تعطیل میں ناگاہ

<p>ہے معرفت اللہ میں توحید و تشکیک یعنی کہ خدا خلق کا اور خلق خدا کا جانے جو جدا ذات و حقیقت کو خدا کے شہمیہ کامیں اور یہ مرقال نہ میرا و اللہ و باللہ کہ میں نہیں جس کمالا</p>	<p>دیلاز حق درویت غیر اسے سخن آگاہ آئینہ تو توحید ہے اور پردہ تو شرک آہ وہ صاحب تپیل ہے در معرفت اللہ العبد و انی یدہ ملک امولہ ہے مجھ میں جو دستا ہے سوا اللہ ہی اللہ</p>
---	--

(+)

<p>کہہ ز اہدا حصول کمال اینہی تو کب انی قریب تجھ کو کہا جب جب نے دع نفسک انال کہا تجھ کو دوست جب جن واسطے ہوا ہے تو مخلوق کا سما ناحق خیال غیر میں کھویا تمام عمر</p>	<p>محبوب کا شہود جمال اینہی تو کب انصاف کر کہ اوس کا وصال اینہی تو کب اوس سے عدو قال اینہی تو کب عوان ایز و مستمال اینہی تو کب چھوڑ چکا راست کہہ یہ خیال اینہی تو کب</p>
---	--

پانا خودی زوال خدائی کا ہے کمال	تحصیل یہ کمال زوال نہیں تو کب
جو قال میں حال ہے اور حال میں قال	حاصل ہوئی وہ قال وہ حال یہ نہیں کب
جب فنا سلو کہا ہے خدا اہل و کور سے	اے قافلان وہ وقت الٰہی نہیں کب
جس حق میں لیا قاس بہا ذتب کیے نبی	اس مصیبت سے تو بہر کمال اب نہیں کب

کہا ہے قرآن میں سخن آفرینے بھجوا سکو نقاب کج	رکھا نہیں وہ کسی سر پر وہ خودی تو زور بجا کج
دہی ہر اول ہی ہے آخر ہی ہو ظاہر ہی باطن	ہو ایک نقطہ کہ جس کا مطلب بیان ساری کتاب میں کج
مثال ہی ہے حال پنا رہے ہمیشہ درون یا	خبر نہیں کہ آپ کیا ہے اگر چہ دن آتا اب میں کج

اصول نکات علم و تامل

منزل ناسوت۔ سراہ شریعت۔ فی کرجلی

نفی شکر حلی تعطیل حلی	}	اثبات معبودین۔ تشریک۔ افراط۔
		اثبات الوداد۔ توحید۔ اوسط۔
		نفی وجود و صفات حق۔ تعطیل۔ تفریط۔

کلمہ شریعت۔ لا معبود الا اللہ

اس ذات کو اسے عبادت و سجود کہو جس ذات کو اس کا زاید	تم جس سے ہستی اوس کی نہ انزو کہو بالذات کہاں سے ہو و کسو جو کہو
--	--

منزل ملکوت - سراة طریقت - ذکر قلبی

نفی

توجه بغير حق - تشريك - افراط
توجه بجن - توحيد - اوسط
سفت عين ذآ - تعطيل - تفريط

شرك خفی

كله طریقت - لا مقصود الا الله

منزل جبروت - سراة حقیقت - ذکر روحی

نفی

اثبات موجودین - تشريك - افراط

اثبات موجود واحد - توحيد - اوسط

شرك خفی

حقیقت حق غیر اعتباری - تعطيل - تفريط

كله حقیقت - لا موجود الا الله

منزل (الہود) - سزاہ معصفت - ذاکر سہری

نہی اثبات - تشریح - انفراد
 اثبات کاثبات - توحید - اوسط
 حق تاکہ وجود اور ذات کو جدا جاننا - تظیل تفریط
 شہود وغیر حق
 کلمہ معصفت - لا مشہود الا اللہ

(+)

کفر حق (سچا انکار) - کفر باطل (جھوٹا انکار)
 منزل صافوت - سزاہ توحید - حق کو کھنی

قرب نوافل لا سرب علی فنا علی بقا
 قرب فرائض ولا عبد حالی فنا حالی بقا

(مقام قرب)

قرب بالارستی رفتن است ÷ قرب حق از قید ہستی رفتن است

وہ گم نہ ہوا نہ بندہ ہوا نہ خدا ہوا

وہ گھل گیا نہ طح ہوا اور نہ ماہ ہوا

یون حق سوتیوں نہ کس کو سمجھ مدعا ہوا

لارب عبد کا کہ جسے کشف عطا ہوا

استدر قد عرف کا تعابا وں پڑا ہوا

اتنا اسیر حیرت و محو فنا ہوا۔

اتنا وجود حق سے حصول بقا ہوا

اثبات و نفی غیر حق اوس کا رعا ہوا

وہ متصف بذات و صفات خدا ہوا

اس کو مقام کن فیکون کا عطا ہوا

آخر مقام قرب او سے منتہا ہوا

حق کی پچانگی سے جو کوڑا آسنا ہوا

بحر زلال سے جو نمک جا ہوا تیرن

اس قول حق سے حق ہر کہہ ڈیر حق نا

معلوم ہوئی حقیقت توحید اوس کے تیرن

جس قدر من عرف کا کھلا جس کے رخ پڑ

جتنا قد عرف کے مہمہ کو حل کیسا

جتنا فنا و محو ہوا اپنی ذات سے

ضدوں کے جمع کا ہنر آئی ہے جس کے ہاتھ

مطلق کیا جو اپنے مفید صفا و ذات

حاصل کیا جو علمی و حالی فنا بقا

کرتا جو قطع پانچ ریاں چار منزلان

پایا نوافل اور فرایض کے قرب کو	سری خفی کہ جس سے ادا بے قضا ہوا
اہل کلام بعد حصول کمال کے	بندہ تو بندہ ہی ہے پر اسٹہ نما ہوا
جو وحدت الوجود بلا وسدۃ الوجود	پایا موندوں کا وہی مقتدا ہوا
شہیر سا ملا جسے صفا کمال ہے	وہ مستحق منصب قرب و لقا ہوا

(۶)

صورت و حیہ کی جبریل جو ہوتے تھے عیال	وحیہ دراصل نہ تھے اس میں نہیں گچھال
عین جبریل نہ تھی صورت و حیہ لیکن	غیر جبریل بھی ہونا نہیں رکھتا اسکال
صورتاً اگرچہ نہ تھی صورت و حیہ جبریل	ایک معنی نہ ہو کر بلکہ جہاں بود وہاں
ہلکا اگرچہ میرا ہے تمیزیہ الذات	سنگل و صورت وہ قدوس و کلام و جہاں
صورت شکل ہو لیکن تشبیہ صفات	متشکل ہوئی در دیدہ اہل عرفاں
حق کہا جاوہ صورت کو نہ خیر حق نیز	جو نکلہ تمثیل میں جبریل کے گذر ایہیاں

<p> کر کے آئینہ تو ہر یک میں ہوا و سکو لگاں جو بدن جسم جس شخص طلل جہاں برزخ و قلب سنان دل و عرش رحاں ناطقہ روح و رواں ماہیہ و جان مغرباں وحدت نفسان اناطت وحدت سیریاں تین اقسام ہیں سما و صفا و فعلیاں اسم کو آئینہ کر دیکھ مسملی کو رواں سخت شکل ہو کمالا نہیں امر آساں </p>	<p> خارجی تین میں ایک شاہد یعنی کے جاب ایک تو یہ ہے کشف اس کے سامنی ہاب دومی پر وہ لطیف اس کو ہیں تین انقا سومبی پر وہ الطف ہے تین انقا ہر ایک آئینہ کثرت کو ہے شامل حق کا داخلی پر وہ بھی اس وحدت کو ہیں ذات فعل میں فاعل ہو صفت میں صوف جمع غیریت ذاتی بہ حقیقی وحدت </p>
--	--

(+)

اس شغل میں دن رات رہ میں نین ہوں حق موجود ہے
 یہہ کام کر یہ بات کہہ میں نین ہوں حق موجود ہے

دیدار مطلق ہے یہی کفار اصدق ہے یہی
 سرانا الحق ہے یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
 اور اد میں اجل یہی اشغال میں اکمل یہی
 افکار میں افضل یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
 جیون شمع میں موجود دوتیوں معرفت میں بودو
 ہے شرک پرہتصود جو میں نین ہوں حق موجود ہے
 اول بھی حق آخر بھی حق باطن بھی حق ظاہر بھی حق
 غائب بھی حق حاضر بھی حق میں نین ہوں حق موجود ہے
 جب مجھ صفات و ذات نین افعال نین آثار نین
 خوش نئی ہے اثبات نین میں نین ہوں حق موجود ہے
 اوس کی مری ہے یہ شناسنظر ہو اسنظر انا

اللہ بقائندہ نما میں نین ہوں حق موجود ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم

لحظہ بہ لحظہ دمدم میں نین ہوں حق موجود ہے

ظل ہے نمود سایہ اور ظل میں سُنْظِل ہے جلوہ گر

ظل میں سُنْظِل ہے معتبر میں نین ہوں حق موجود ہے

ناخاک آجے گل ہوں میں نائفس روح و دل ہوں میں

حق ہے خدا باطل ہوں میں میں نین ہوں حق موجود ہے

کچھ شک اور جسوہ کہاں کان شیر زبرہ کہاں

خود رشید کان ذرہ کہاں میں نین ہوں حق موجود ہے

ہونا نہیں نین ہی کہ تین نین ہے سو ہی ہو نہ کیں

جم ہے سو ہے اور نین سو نین میں نین ہوں حق موجود ہے

معلوم ہوں معدوم ہوں موجود ہوں سوہوم ہوں
 ہوں اسم بے موصوم میں میں نین ہوں حق موجود ہے
 عاری حیات و علم سے بے قدرت و بے خواست ہوں
 احوال اپنا کیا کہوں میں نین ہوں حق موجود ہے
 میں ہوں اسم شنوا ہے حق میں بے بصر بننا ہے حق
 میں گنگ ہوں گویا ہے حق میں نین ہوں حق موجود ہے
 تھا حق نہ تھا میں اول میں نار ہوں تمقبلا
 الان کما کان سن دلا میں نین ہوں حق موجود ہے
 تقلید میں نقصان ضرر شہیر سے تحقیق کر
 کہہ تو کمالا بے خطر میں نین ہوں حق موجود ہے

کر شغل اسم ذات لسانی ہو یا دلی
 ہے ذکر قلب شغل مسمیٰ امر و راہ
 آثار فعل و وصف اپنی نظر نکال
 جتنا ہے وہ نظریہ تجلی و استتار
 غالب و مجب کہ یاد بسر دور ہو ترا
 مانع نہ کوئی شغل بشر اوس نظر کے ہو
 من حیث ذات کل ظائق ہو عین حق
 کہ غیر وہم اور ترا کیا حجاب ہے
 کامل کسی طبیعت و عادت کی کہا دوا
 اول افس کو بوجہ کما ہی جو تو ہو کون
 ارض و سما جہاں کے انصاف و علم سے

کہتے ہیں اہل کشف یقین کو تین سکا
 کر مختصی افس کو اسے دیکھ سنبلی
 رکہہ بر وجود ذات اگر مرد و صلی
 کہتے ہیں ذکر روحی شہود اس کو سبلی
 سیر سی دی ہے دیکھ تو اذ عین کالی
 تو ہے مخفی لے سا لک سا لک نبی علی
 ہر شے میں اس کو دیکھ کے رکہہ اس کما غلی
 تو اوس کے جدا نہیں ہے جزئی سے جہوں کلی
 تا جو و پل میں دور تر اور دوا
 خلاق خلق تجھ کو کیا ہے خلقت لی
 افضل کیا ہے ظلم تر اور جب ملی

<p>تا ہووے ظلم عادلی و جھل عاقلی اس جدوجہد بیچ نہ کر قہر کا ہرٹی کیتا ہے رنگ غیر سے صافی و صیقلی درین بے چوٹی و بے تمشلی</p>	<p>ظالم ہوا پتے نفس پہ جاہل ہو غیر سے کائن ہر حق سے اور ہوا بن تو آغیر شہرہ و ستیگر نے جب دل کا ائینہ دیکھا جمال حق کو تب اس میں کمال نے</p>
---	---

(*)

<p>چونکہ دانستی شدی تو شمع جمع صوچہ بود یا فتن از حق بقا گر ہمیں خواہی کہ تا بد آن بقا جمع غیرش را عدم پیدا شتن کوندید از حق دریں عالم نشان در یقین او دست مسجد عین میر</p>	<p>محو و فسق و جمع و جمع جمع محو بود خویشتن کردن فتا از سن و مائی بکلی شوقنا فرق چه بود غیر را انکاشتن صاحب تعطیل اہل جمع و ان ہر کہ گوید نیست کلی بیسج غیر</p>
--	--

جان او در بحر وحدت گشته غرق	صاحب جمیع ایش و ش نیست فرق
در مرایای بی همه فاش و نهان	جمع جمع است اینکه خود گوید عیان
باز غیرش خواند از وجه دیگر	عین خواند هر چه آید در نظر
زانکه این آن هر دو را شامل بود	صاحب این مرتبه کامل بود
جمع جمع است بشمار داری سنج	صحیح آید محو و فرق بود جمیع
نیست زین علی کمال کمالان	جمع جمع آمد مقام عارفان
قید هست و نیست عین نبی شریعت	مشهد اهل کمال این شهید است
از پس هر ذره حق بیند عیان	چشم بینا هر که دارد در جهان
دوست بیند او بود صاحب نظر	هر که در صورت بود خیر و شر
هست او را بهره از ظلمات نور	زانکه هر چه در جهان دارد ظهور
دو جهت در و سه توان پیدا نمود	هر چه دارد در جهان نقش وجود

آن یکے صورت دگر معنے بود	ہر چہ گوئی غیر ازین دعوائے بوند
ازرہ صورت نماید غمید و دست	چون نظر کردی بمعنی جملہ دست
حسن لیلی را با بید بے گمان	دیدہ مجنون کہ تا بید عیان
روئے غذا کے براندازد نقاب	تا بید دیدہ دامتق پر آب
عاشق و مشوق غیب از یار نیست	در حقیقت غیر او دیار نیست
فہم و دانش کو کہ تا گویم سخن	پر کنم جام و سبوا زیادہ من
پردہ بردارم ز اسرار لقیں	فانش بتمایم بہ عالم یوم دین
دانمایم ہم درین جا سن عیان	آنچہ موجود است در دار جہاں
دیدہ کوتا یا ربیند او عیان	گوش کو تا بشنود راز نہاں
چون ندیدم ہیچ محرم در جہاں	لاجرم دارم نہاں اسرار جان
یار نہاں است در زیر نقاب	ہمچو دریا کو نہاں شد در حجاب

دیده و اکن چهره اسرار بن	پرده بر دار و جمال یار بن
پرده بکشاشاد معلوم را	نیست گردان چهره موهوم را
آشود پیش تو این معنی درست	خار و گل نگر که از یک شاخ درست
خار و گل عین است از اصل بتا	گر بصورت گل نماید غیر خار
هم بوجهی این سخن باشد پسند	گر به گوی خار و گل صد بپند
عارفان را که درین معنی شکست	در بهی گوی که خار و گل یکست
عارف ار گوید جواب این هم خطاست	مرد عارف هر چه می گوید رواست
قول زندان را شنو لا شک فیہ	چون نداری ذوق عرفان اخصیہ
صدق آور تا که ره یابی بدو	هر چه بنود مرترا منکر مشو
هست عاشق را هزاران گفتگو	برتر از فهم و خیال ما و تو پنہ
گشته زان منکر اهل خدا	تو نداری ذوق ارباب صفا

تائلی اول قیدی هم مشو	آیت لایحه تداو از حق شنو
ذوق عاشق از مقام دیگر است	سیر عشق از فهم و عقلت برتر است
هر یک در خورد و خود ز بهره یافت	مهر و دلش بر همه ذرات تافت
کرد از مهرش نبات استادگی	دید از قهرش جمادات و گی
گشت انسان منظر نوع صفات	یافت حیوان بهره ز حسن نبات
هر چه بود از او سے از و پیدا نمود	منظر کلمش بجز انسان نبود
یافت خفیه بحکم دادگر	باز هر صفتش از نوع دیگر
لیک هر یک در خورد خود یافت	گر چه این خود بر همه کسان به تافت
هم بهت در روزنه افکنند تاب	در درون حسانه نور آفتاب
تا شود این حسانه پر نور و ضیا	روزن از هله سرکش این خانه را
پر شود حسانه ز نور آفتاب	سقف و دیوارش اگر سازی خراب

چوں حجاب نور حق دیوار است	نیست کن خود را که این هستی خلاست
گر تو ذوق نیستی دریافتی	در قناد و اسپه خوش بشافتی
من نمی دانم که تو در چیستی	چون نموشیدی تو جام هستی
چون تو بر خیزی ز ما من مے	هر دو عالم پرز خود بینی مے
از چہ در ما و منی چسپید	مرسو تو گوئیانه شنید
چون تو از هستی خود برستی	در صفائے صرف بزم آراستی
چون نگردد کشف این حالت تو	کے شوی واقف ز کنت خود بگو
پرده خود از میان بردار زود	تا عیان بینی بروئے یار زود
شد حجاب ذات اسماء و صفات	پرده اسم و صفت شد کائنات
تا عین بر نه خیزد و از میان	حق بود پنهان نشاید شد عیان
کشف در معنی بود رفع حجاب	بود و آلود بروئے تو نقاب

چہرہ معنی ہنسوں در صورت است	معنی صورت نقابِ حدت است
چسیت اہل کشف و ہمدانہ جو ہا	آنکہ بیند روئے جانان او عیان
دین تعین شد حجابِ رو کرد دست	چونکہ بر خیزد تعینِ جملہ اہرست
انچہ تو جو یائے آفی روز و شب	در توئی شد ادعیان اے بواجب
چون دلت صافی شود از جملہ این	پردہ ما و تو بر خیزد زمین
نیست گرد و صورت بالا و پست	حق عیاں گردد نقش ہر چہ پست
جملہ اسرارِ جہان منصور وار	دائما گویاں انا الحق آشکار
پنہ پست دار را ز گوش جان	گر بر آری بشنوی گفتار شان
آئینہ جان را مصفا کن ز زنگ	تا نماید روئے جانان بیدنگ
گر بقائے یار داری آرزو	دل بود دل آئینہ دیدار جو
آئینہ دل صاف کن از ہر عیار	تا عیاں بہ نماید رخسار یار

دل مصفا کن از زنگ غیر دوست	تأعیان بینی که هستی جمله دست
سدر راه تو توئی آمد بدان	ورنه خود پیدا است در کون مکان

(۴)

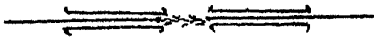
از کمال و اصلان ارشاد است	خود فرا مویشی ہمیں یاد خداست
خود فرا مویشی نه کار هر کس است	هر که خود را گم کند او حق برلست
در جهان آنا نکه یے ماومن اند	و اصلان حق ہمیں اہل فن اند
رفر مو تو قبیل مو تو بہر چہیت	مرگ پیش از مرگ دفع این خجہیت
مرگ این نبود چو جان از تن رود	بلکہ زمین مرگ از تو ماومن رود
تا بکے باشی تو محبوب خودی	دانا کہ خود بینی ست اصل ہر بدی
چون ز خود دستی ہمہ برہان شی	چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شی
در حقیقت ماومن سدرہ است	من نہ گوید ہر کہ از حق آگہ است

از خمار آمدن هر که بر سرست	وز شراب وصل جانان گشت مست
کے مقید و اصلان حق شود	عارف حق آن بود کوی حق شود
در میان بنده و بین خدا	تے زمین آمد حجاب و نسما
بلکہ این ما مہنی آمد حجاب	زو برداری بہ باشی کامیاب

(۳)

خورشید رخت چو گشت پیدا	قزات دو کون شد ہویدا
مہر رخ تو چو سایہ انداخت	زان سایہ پدید گشت اشیا
دریا ئے وجود موجزن شد	موجے بہ فلگتد سوسے صحرا
این جملہ چه بود عین آن موج	و ان موج چه بود عین دریا
ہر چیز کہ ہست عین کل است	پس کل چه بود ہر اسر اجزا
اجزا چه بود منظر کل	اشیا چه بود طلال اسما

خورشید جمال ذات و ال	اسما چہ بود تلوہ و خورشید
کانست کتاب حق تعالی	صحرا چہ بود زمین و امکان
سرد و جہاں کمن ہویدا	اے مغربی این حدیث بگذار



اصول حکایت علم حقائق

مراعات آفاق

(۶)

واحدیت	وحدت	احدیت
شهادت	مشال	ارواح
ذات مطلق	نقطه	گنج مخفی
عرفان	وجود	عشق
مراعات باطن		
روح	دل	نفس
قوات	نور	سر

مرتبہ آفاق

(۴)

احدیث - ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتبارات
میں حیثیت الظہور و کلام و حیثیت البطون -

وحدت - ایک ذات قابل محض اوس کے چارہ اعتبار -

وجود - علم - نور - شہود

(وحدت - ازل - انیت - حقیقت محم) کی کو کہتے ہیں

احدیث
اسمائے حقیقت انسان

ایک ذات قابل محض با اعتبارات

تفسیر آیات (۱) - ۱

واجبہ الوجود ذات شاکستہ الخیر برہمہ الوجود الوجود

جب تک علم الہی میں ہیں۔ ان کو معلومات۔ اعیان داخلی اور خارجی
 عالم کہتے ہیں۔ اور ظہور میں آنے کے بعد اعیان خارجی۔ اعیان خارجی
 کا نام کائنات اور عالم بھی ہے۔ پس جو کچھ محض ذات الہی سے تعلق
 رکھے۔ اس کو مراتبہ الہیہ کہتے ہیں۔ جیسا صفات اور اسماؤ۔ یہہ
 ہمیشہ ہر حال میں ہر مرتبہ میں مثل ذات کے قدیم بے عیب پاک
 منزه و مقدس ہیں۔ اس کے تین مرتبہ ہیں۔ اس تین کے بعد
 ظہور کائنات ہے۔ اس کو مراتبہ کونیہ کہتے ہیں۔ اس کے بھی
 تین مراتبہ ہیں۔ اس طرح جملہ چھ مرتبہ ہوئے۔ ذات ابتدائی
 مرتبہ لائقین۔ دوسرا لائقین اول۔ تیسرا لائقین ثانی۔ یہ ہرگز ذات
 کے مراتبہ الہیہ ہیں۔ بعد اس کے مرتبہ روح۔ مرتبہ مثال مرتبہ
 ان سب کے بعد مرتبہ انسان ہے۔ مرتبہ لائقین کے سوائے تیسرا انسان

تک چھ تہذیب ہوئے۔ اس کو تہذیبات ستہ کہتے ہیں۔ مرتبہ انسان
 مرتبہ جامع ہے۔ یہ مرتبہ سب مرتبوں کا اخیر ہے۔ اس کے سوائے
 مرتبہ تعین اول سے مرتبہ جسم تک پانچ مرتبے ہوتے ہیں۔ ان کو
 حضرات خمسہ کہتے ہیں۔

فائدہ۔ تہذیب اس کو کہتے ہیں کہ ایک شے اول آپ
 جس مرتبہ میں ہے اوسی مرتبہ میں باوصاف خود قایم رکھ کر دوسرے
 مرتبہ میں ظہور کرے مثلاً شخص اور سایہ۔ عکس اور شخص۔

ذات الہی شانہ کو اس یا تہذیب کے نظر کرتے کہ ذات مطلق
 بے قید ہے۔ نہ یعنی نہ اسماء اور نہ صفات کا قید اوس کو دیکھا
 ہیں۔ اوس وقت ذات مطلق کو ذات سازج۔ مجہول نعمت۔
 غیب الغیب۔ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرتبہ عقل کی حد سے دور ہے۔

اس مرتبہ میں ہمت محض کہنے کے سوائے دوسرے کسی قسم کی پہچانت ممکن نہیں۔ اس مرتبہ کو مرتبہ لاتعین اور مرتبہ احدیت بھی کہتے ہیں۔ مثلاً تم نے ایک اجنبی شخص کو دیکھا اسی اوس نے نہ تو تم سے بات کی نہ ہنسا نہ کوئی حرکت کی اور نہ کچھ اشارہ کیا اور نہ کوئی اپنا کمال ظاہر کیا نہ نام و نشان ظاہر کیا تو تم ہی بیان کرو گے کہ ایک فرد بشر ہے۔ مگر کوئی اس کے صفات اوس کے اسماء یا اوس کے کمالات کو بیان نہ کر سکو گے نہ معلوم کہ ہندی ہے یا عجمی یا رومی۔ یہی معلوم ہے کہ ہمت ہے نیست نہیں۔ لیکن اوس کی کنہ یا حقیقت سے واقفیت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرتبہ لاتعین کا یہی حال ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے صفات و اسماء اس مرتبہ میں ایسے پوشیدہ تھے جیسے سحر تنخم میں اوس کا کتہہ وہی جانے جلا پنی

ذات اور انہیت کو اپنے پر جلوہ گر فرمایا اور بطریق اجال کے اپنے صفات اور اسما پر نظر کیا۔ اوس کو مرتبہ تعین اول و مرتبہ وحدت و مرتبہ برزخ کبریٰ اور حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ جب اپنے اسما اور صفات کے تمامی کمالات کو اپنے علم میں بالتفصیل پایا مثلاً نقاش جس طرح اپنے ذہن میں نقوش اور تصویرات کا نقش مفصل خیال کر کے دیکھتا ہے تو تمام نظر آتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ تمام کائنات کا حال اول سے آخر تک جز سے کل تک اپنے علم میں ملاحظہ فرمایا۔ جو جو نقوش کہ علم الہی میں ثابت ہوئے اور ان کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ کاتب کے علم میں حروف ہیں۔ اگرچہ تمام عالم کے حقائق یہی ہیں۔ لیکن خود و خود خارج میں ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ نقاش کے ذہن میں جو نقش ہے وہ بجا لہرھکر

رنگت یا سیاہی کے لباس سے بعینہ وہی نقوش خارج میں آتے
 ہیں۔ حاصل مدعا یہاں تین مرتبے ہوئے جن میں الہیت کے
 سوائے اور کچھ نہیں یعنی عین ذات ہے کسی وجہ سے غیریت کا لفظ
 نہیں آیا اس مرتبہ آخر کو واحدیت کہتے ہیں۔ بعد خدا ہے اول حکمت
 نے اپنی حکمتہ بالغہ سے اپنی ذات و صفات کا ظہور خارج میں
 ہونے کے واسطے روح کو پیدا کیا یہ مخلوق اول ہوا۔ یہاں سے
 دوئی کا نام آیا۔ بعد اس کے مثال اس کے بعد جسم اعنی۔ عرش۔
 کرسی۔ افلاک، عناصر۔ موالیہ ثلاثہ یعنی جہاد۔ نبات۔ حیوان۔ ان
 تینوں مرتبوں میں داخل ہیں کائنات یہی ہیں۔

قائمہ :- مرتبہ لائقین کہہ ذات کا مقام ہے وہاں ملائک و
 مقربین و رسل کی عقل عاجز ہے کیونکہ حقیقت واجب کا مرتبہ ہے

ممکنات سے کوئی بھی اوس کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں
مرتبہ تعین اول سے تعین ثانی تک حد بشر ہے کہ واقف ہو سکے
اس واقفیت کا نام علم وحدت۔ علم حقائق و اسرار ہے۔

سیر

متحد بودیم باشاہ وجود حکم غیریت بکلی محو بود
تکوان اللہما و لکن معنی شئی یعنی اول فہم ذات پاک
اللہ تعالیٰ کی تھی اور کوئی چیز اوس کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ اوس کے
صفات کا ظہور بھی نہ تھا اگرچہ ذات میں تمام صفات موجود تھے مگر
جوشل تغنائی کے سبب اپنے میں آپ مشغول رہنے سے اپنی صفات

اور غیر کی ذات کے طرف توجہ نہیں فرمایا۔ ہر چیز کہ حیاتِ علم
 ارادہ۔ قدرتِ بسماعت۔ بصارتِ کلام وغیرہ تمام صفاتِ قدیم
 جیسی کہ اوس کی ذات کے ساتھ موجود تھیں۔ اسی طرح ذوات
 عالم ممکنات صفتِ علم میں مندرج تھیں۔ مگر ظہور نہیں رکھتی
 تھیں۔ جیسا کہ تخم میں شجر ہے یعنی تخم کے باطن میں اگر شجر
 پوشیدہ نہ ہوتا تو اوس کو زمین میں بونے۔ سے شاخ و برگ و گل
 و ثمر کہاں سے ظہور پاتے۔ میں ذاتِ حق اپنے مشاہدہ میں آپ
 ایسی مشغول تھی کہ ملاحظہ صفات کی گنجائش نہ رہی۔ اگرچہ صفات
 بھی قدیم ہیں لیکن ظہور اذن کا بہ نسبت ذات کے بعد ہے۔ غور
 کریں تو ذات و صفات ایک اعتبار سے واحد ہے۔ اور ایک
 رو سے جدا۔ جیسا کہ آفتاب اور اوس کا نور ایک ہی شے ہے۔

لیکن ایک رو سے آفتاب کو آفتاب کہیں گے۔ اور نور کو نور آفتاب
 حاصل مدعا یہ ہے کہ اس مرتبہ کو جبکہ ذات میں صفات مندرج
 تھے۔ غیب الغیب۔ غیب ہویت۔ غیب مطلق۔ مرتبہ احدیت۔
 مرتبہ لاتعین۔ مجہول الکلیفیت۔ منقطع الاشارات۔ کنہ ذات۔
 ذات بحت۔ ذات سافح اور ذات مطلق کہتے ہیں جبکہ
 ذات حق تعالیٰ کی اپنے آپ ظہور فرمائی تو انا ظاہر ہوا یعنی
 میں ہوں کہا۔ اس مرتبہ کو تعین اول۔ مرتبہ وحدت۔ برزخ
 کبریٰ۔ حقیقت محمدی اور تنزل اول کہتے ہیں۔ یہاں جلے نور
 کہ مرتبہ احدیت میں سوائے ایک ذات بحت کے کوئی اعتبار
 نہ تھا۔ اس مرتبہ وحدت میں چار اعتبار پیدا ہو گئے۔ وجودِ سلم۔
 نور۔ شہود۔ کیونکہ اول انا کہنے کے لئے ذات کا وجود ضرور ہے

دوسرے اپنے ذات سے آپ خبردار ہونے کے بسیرا ناما در
 نہیں ہوتا۔ لہذا ذات کو اپنی ذات کا علم ہونا ضرور ہے تیسرے
 اپنے اوپر آپ ظاہر ہو تو ذات کو اپنی ذات کا شعہود حاصل
 ہوا۔ چوتھے اپنے آپ پر ظاہر ہونے کے لئے نور درکار ہے کیونکہ
 ظلمت مانع ظہور ہے۔ پس یہ چاروں اعتبارات محض ایک
 ہی ذات کے فرض کئے ہیں۔ لہذا اون میں کسی قسم کی غیریت
 ملحوظ نہیں کیونکہ یہاں ایک ہی ذات موجود ہے۔ علم بھی ذاتی
 ہے۔ ظہور و نور بھی ذاتی ہے۔ اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے
 کمالات کا علم جمالی ہے۔ یعنی یہاں بطریق اجمال کے جانا ^{تفصیل}
 کمالات کی دوسرے تعین میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ وحدت کے
 مجلی علم کا نام شیوناس ہے۔ مرتبہ ثانی کے سلوات منفسہ کہلائے

اعیان ثابتہ ہے جب ذات الہی اپنے علم کی تفصیل کی طرف
 متوجہ ہوئی تہا سچ علم قدیم یعنی معلومات جوازل سے علم کے ساتھ
 رہ کر علم میں پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے مثلاً ہم اگر اپنے علم کے
 طرف متوجہ نہوں تو ہم جو جو بات کہ جانتے ہیں۔ اور جس چیز
 کی سمجھ رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہے۔ جب اوپر ہم خیال کر کے
 تفصیل اپنے خیال اور حافظہ پر نظر کرتے ہیں تو تمام علوم جمع
 حالات جملہ کیفیات آنکھوں کے روبرو ظاہر ہوتے ہیں نقطہ تفصیل
 متوجہ ہونے کے اور خیال کر کے محتاج رہتے ہیں۔ اسی طرح مرتبہ
 تعین اول میں ذات جب تفصیل علم کی طرف توجہ فرمائی
 ذات کے جمیع صفات ظاہر ہوئے۔
 اس کے معلومات از جز تا کمال
 پائی
 قدرت کی

ظہور پائی۔ اور اوس کے تمام مقدمات ثابت ہوئے۔ اسی طرح
 ہر صفت اور ہر اسم کے مظاہر صاف و صریح و مفصل ظاہر ہو گئے اور
 حق تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔ اس مرتبہ کو تعین ثانی۔ مرتبہ احدیت
 مرتبہ الوہیت۔ مرتبہ تانیہ۔ تنزل ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس
 مرتبہ کے معلومات مفصلہ اعیان ثابتہ ہیں۔ یہ اعیان ثابتہ
 تمام ممکنات کے حقیقان ہیں۔ یعنی ہماری حقیقت جو علم الہی
 میں ثابت ہے وہ عین ثابتہ ہے۔ علم الہی میں ہم جس طرح تھے۔
 بالذاتی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ سرور اس میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے۔
 تہش کے ذہن میں طرح طرح کے نقشہ خواہ حیوان کی صورت
 خواہ
 نقشہ
 بیل بوٹے بھول چل کے ہزار ہا لکھ
 بیل بوڑے جو وہ نہیں۔ فقط نقشہ

وجود سے قائم ہیں۔ جب نقاش اپنے ذہنی نقوش کا ظہور چاہتا ہے تو کسی چیز پر رنگوں سے وہی نقش ظاہر کرتا ہے۔ گویا وہ نقاش باطن سے ظہور میں آیا۔ اور عدم سے ہستی پایا جیسا نقاش کے ذہن میں تھا بعینہ وہی ظاہر ہوا اور موقوف بہ نہیں۔ نقوش خارج میں آنے سے ذہن نقاش میں کسی قسم کا تغیر و تبدل و خلوا لادم نہیں آتا۔ بلکہ وہ نقش اول جس طرح تھا اب بھی نقاش کے ذہن میں باقی و ثابت رہتا ہے۔ باوجودیکہ اس کا مثل خارج میں بھی

ظہور کرتا ہے۔

ظہور

ظہور

جس طرح کی تھی۔ معطلی مطلق عالم شہادت میں اسی طرح اسی
کو عطا کرتا ہے۔ یہاں شکوہ ہے تو اپنی عین کی قابلیت کا شکوہ
ہے۔ معطلی کا شکوہ بجا نہیں۔ کسی کا ظرف بڑا ہے تو زیادہ پانی پائے
اور ظرف چھوٹا ہے تو کم۔ اگر ظرف پاک ہو تو پانی پاک رہے گا۔
اگر ظرف نجس ہے تو پانی نجس رہے گا۔ بہر حال شکوہ اپنے ظرف کا ہے
دریا کا شکوہ بجا ہے بلکہ شکوہ کی گنجائش ہی نہیں۔ جو نادان شکوہ
حقیقت کار سے ناواقف ہے۔ کیونکہ اعیان اور قابلیت
کے ذات ہے تب

معلوم جدید ہونے سے اس کے آگے ذات کو جہل لازم آتا ہے تو وہ بائید
 دوسرے یہ کہ قدیم ذات میں حادث شے داخل ہونا ضرور
 ہوتا ہے۔ در حالیکہ یہ ہر دو امور مسائل شرعیہ و مستحقات محققین
 سے بھی باطل ہیں۔ کائنات اگرچہ آزادی ظہور کی حادث ہے
 لیکن ماہیات اس کی علم الہی میں قدیم ہیں۔ ماہیات و معلومات
 و حقائق و کائنات اور ایمان ثابتہ کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدا تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ عالم کو پیدا کرنے سے

خصوصاً انسان کے ظاہر ہونے سے اپنا ظہور کامل ہو بعض کو بواسطہ

عناصر بعض کو بلا واسطہ عناصر پیدا کیا۔ ان اسماں اللہ

مشیء فیقول لہ کن فیکون یعنی جب چاہتا ہے اللہ کسی شے

کو پیدا کرنا پس کہتا ہے اس کو ہوا پس وہ ہو جاتی ہے اس کے

معلوم ہوا کہ جب خدایتعالیٰ اپنے علم میں موجودہ اشیاء کو
 ظاہر ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ ظاہر ہو جاتی ہیں وہ کس طرح
 ظاہر ہوتی ہیں۔ اون کا پہچاننا کمال نازک امر ہے۔ ہر کسی کے
 سمجھ میں آنا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ یہ سریرِ لوبیت ہے ہاں
 کسی کو جو صلہ ہو تو اپنے مرشد سے پائے۔ مراقبوں کا خلاصہ
 اسی امر کی دریافت ہے۔ اس سے فنا کے درجہ کو جلد چھو سکتا ہے
 حضرت مرشدی و مولائی شاہ کمال الدین کرم کندوی فرماتے
 ہیں ہے اعیان کے ہے لباس سے ہستی تری عیاں جو جیوں صورت
 طرف سے جلوہ تراب کا۔ اب اس قدر معلوم کرنا ضرور ہے کہ اب
 تک جو بیان ہوا وہ تین مرتبوں سے متعلق تھا۔ یعنی مرتبہ لائقین
 وہاں نہ تعین کا تعین نہ تنزل کا۔ نہ کوئی اعتبار قیاس کیا جاتا

نہ کسی قسم کا اشارہ ممکن ہے۔ تنزیہ محض ہے۔ ذات قید علم سے
 بھی بری ہے۔ علم بھی ذات پر احاطہ نہیں کیا۔ دوسرا اور تیسرا
 مرتبہ تعین اول اور تعین ثانی ہے۔ تعین اول میں علم ذاتی ہے
 اور تعین ثانی میں علم صفاقی ہے۔ لہذا مرتبہ آخر میں ذات
 لانہایت صفات لانہایت پر محیط ہے۔ لہذا ذات قید علم میں
 آئی تعین علمی ثابت ہوا۔ تعین و تنزیل و تقیہ و تجلی کا ایک ہی
 مفہوم ہے۔ ان تینوں مرتبوں میں سوائے ذات کے دوسری
 کوئی چیز کو ظہور نہیں ہے اور یہ مراتب الہیہ ہیں۔ جب کائنات
 کو پیدا کرنا چاہا اول ارواح کو پیدا کیا۔ تعین عینی ہے یہاں سے
 دروازہ غیریت کا کھولا۔ یعنی ماسوی اللہ کا ظہور ہوا۔ خدا اور بندہ
 کہنا شروع ہوا۔ بعد ارواح کے عالم مثال ظاہر ہوا اور اس کے بعد

عالم اجسام - یہی ہیں مراتب تعین کوئیہ - ان تمام کا جامع انسان

ہوا - مراتب الہیہ و مراتب کوئیہ تمام اس میں جمع ہوئے سے

بیابانے طالب جو یاسے دلدار

کہ نقطہ در مراتب کرد حرکت

بہ بین در جان معنی صورت یار

برآمد صورت پر کار دوار

(۳)

رو بتاب از جسم و جان را شاکن

موطن اصلی خود را یا دکن

تو مکانی اصل تو در لامکان

این دکان بر بند و بکشتان کا

(۴)

اولی دہم در اول آخری

باطنی دہم در اول ظاہری

تو محیطی بر ہمہ اندر صفات

وز ہمہ پاکی و مستغنی بذات

(۵)

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بکمال
 جینا یہی ہے اپنی ارادات سے کمال
 کہتے ہیں زہد ترک کو دنیا کے لیک میں
 کہتا ہوں حسنی اس سے پسندیدہ کمال
 دنیا تری نہیں جو کرے اس کو ترک تو
 تیرا جو کچھ کہ ہے تو اسے ترک کر کمال
 گر پوچھتا ہے مجھ کو ترا تجھ میں ہے سو کیا
 تری خودی ہے تجھ میں کیا ہے بے خبر کمال
 مے تری خودی کا تجھے بولتا ہوں سن
 خالی ہے وہم غیر نہ چیرے وگر کمال
 مذہب میں بے خودان خدا وان کے یہ خودی

ہے کفر بلکہ کفرستی ہے تہ کمال
 ورنہ خودی خدا کو ہے لایق کہ سہت ہے
 ہے سہت کی خودی صفت ذات کمال
 ایمان سمجھ تو سانچ کو اور کفر جھوٹ کو
 باطل میں حق میں فرق کا ہے گونہ کمال
 ہے جانا نہیں کو نہیں ہے کو پوجنا
 نین راست ہے دروغ کرا س خدا کمال
 اور ہے کو ہے تہیں کو نہیں بولنا ہے سانچ
 انصاف کر بصر سے بہا کر نظر کمال
 پس ہے سو حق ہے تین سو الپے یعنی اولیٰ کفر
 و عادت کے بھر کا یہ فن ہے تہ کمال

رکبہ اپنے دل کے درج میں کر دج احوال
 ست بیچنے لجا یہ گھر گھر بہ گھر کمال
 رہ دو قدم ہے نفس عدو پہ رکبہ یک قدم
 دو جے قدم کو دوست کے کوچہ میں کمال
 شہہیر کے سخن کو نتھو بھول یاد رکبہ
 ذکر خدا یہی ہے خودی کو بکمال

(۶)

<p> اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کسی کا صل موم لے ہاتھ میں اور عقل سوزی کو کیا انکا کلاس کو نہیں اس سے مجوز تعلقا در نہ ہر شکل سے ہوتا ہے تجلی نسرما </p>	<p> موم کی ذات ہے موجود و جودی مشا نرمی موم سے موجود ہے اما ذہنی موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو موم مشکوں کو دکھایا صفت نرمی کو </p>
---	--

سوم موجود وجودی ہمانہی ذہنی
 لوگ موجود وجودی کی قطع نظر
 سوم موجود وجودی ہے نہ اشکال ایک
 بلکہ موجود ہود ہے فی الواقع سوم
 سو تو تیزی کوئی اگر جو کرے نسبت سوم
 اور اضافت جو کرے سوم کی تشبیہ
 شکل اغیار سے خود سوم کیا گرچہ ظہور
 نہیں موجود مقصود مگر کثرت خلق
 خلق کو صوفیہ موجود کہیں حق کو جو
 پس یقین لوج کہ در عالم ہستی وجود
 یہ تمامی تھا بیان وحدت ہی کمال

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا
 کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو وا
 سوم کی ہستی سے اشکال میں ہو جو بیا
 ذات اشکال برابر عدم ہست ناما
 گر کہیں سوم کے تیس خالق اشکال بجا
 عین اشکال وہی سوم کہنگانہ سوا
 یاں وجود اور ہی موجود در گرائے انا
 حق مطلق ہی عبارت ہو جو دیکتا
 ایک ہستی سے دو موجود ہی کہنا ہوا
 کوئی نہ موجود ہے جو ہستی مطلق ادا
 لیکن روئے حقائق ہر حق خالصا

<p>اول ہونا اپنی پندار کی ہستی سے ایک ذات الہی کو جب وہ تہاتین ایک شخص نیا ہے لک عکس کی کسوٹی میں ایک ہستی مطلق ہے یا انواع ظہور خود جب جلوہ نما ہووے چند بدن مطلق اول تو نہ تھا عالم آخر بھی عدم ہے ممکن ہے وجود خلق اور ذات خدا عینیت وغیرت رب عبد میں کر ثابت</p>	<p>من بعد بقا حاصل کہ یار کی ہستی سے بس یار ہو قائل بس یار کی ہستی سے پھر دو چوچو نکو معنی اسرار کی ہستی سے موجود ہی کر توبہ اغیار کی ہستی سے ذرہ نہ رہے باقی ہمایار کی ہستی سے بے بود نمائیش ہے جون دار کی ہستی سے بالکل تو نہ ہو متکرا آنا کی ہستی سے با کون و دومی کر گم اغیار کی ہستی سے</p>
---	---

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
 کر توبہ کمال الدین دو چار کی ہستی سے

بوسف ضدیت جو غیرتے کو عین نا جانے
 خدا کی معرفت کا راز وہ نادان کیا جانے
 تری بجران میں وصل اور وصل میں بجران کو پاتا ہوں
 جو ہو خود سے فنا تجھ سے بقایہ مدعا جانے
 ہوئے پرہیز سے دو چنڈ اور صد چنڈ درماں سے
 یہہ بیماری کی بیچارہ فلاطون کیا دوا جانے
 نہ نکلا دیدہ عرفان سے جس کی پردہ غفلت
 ترا دیدار وہ کیا دیکھ جانے کیا دکھا جانے
 حقیقی عینیت اور غیرت نالو جھک کر خود کو
 کوئی ملی خدا جانے کوئی مشرک جدا جانے
 نہو سے بے خودی اور باخدائی پرین حاصل

بغیر از کیف کوئی مستی کی کیفیت کو کیا جانے
 کہاں ہے مدعی کو حال خالی قال سے حاصل
 جو گزری رات پروانہ پہ کیا مرغ صبا جانے
 تصور عقل ہے جاناں کہ تراہد حیر کی خاطر
 ترے کوچہ سے کر کر کوچ جنت کو چلا جانے
 کہاں جاتے کمال اللہ کی بندہ منسائی کو
 مگر شہیر سا کوئی بندہ اللہ نما جانے

(۲۰۰)

<p> وہ تصوف نہیں تصلف ہے جس کے تئیں شرع تو مختلف ہے بے تشفع ہے بے تحف ہے </p>	<p> بے تقفہ جسے تصوف ہے کیوں خلیفہ رسول حق کا ہو مذہب شیعہ کا جو کوئی مختار </p>
---	--

سب سے اول جو حق پہنوشہود	معرفت نین ہے بل ترف
مہصولی حضور ہی آخر کار	گرچہ آغاز میں تکلف ہے
وہ ہے عبد عزیز رب عزیز	مصر عرفان کا جو کہ یوسف ہے
نقد دیدار حق ہے عارف کو	گرچہ زہاد کو تو قف ہے
یہ سخن باوجود بے عملی	پیر شہیر کا تصرف ہے
ایک نکتہ ہے اس کے میں کافی	گر کمالی کوئی ترا کف ہے

(۶)

کہتے جو وجود پر قدم بچھم	کچھ نور نہیں اسمیں سراپا ہی کلم
ہے مرتبہ غیب ہوتے کے مراد	جان ہرزہ عبادت اور اشارت باہم

(۷)

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے اسے	ایک رب ہے سو کچھ عجب ہے اسے
-----------------------------	-----------------------------

منتخب ہی سوچے عجیب ہے سے

کل شے در نظر آتم ہے ولے

(*)

پر و جب کمال اس سے ظاہر تر ہے
آئینہ حجاب کیوں ہوا ہے۔ ہر کی

یا آنکہ خدا بصورت ہر ہر شے
حیرت، خلق بین و حق نابین کو

(*)

مولے کے بھی مرتبہ کو ہو عبدرسا
باسمعی انصاف بتدہ بہ خدا

جیوں جبکہ مرتبہ کو چھو نچا مولے
یہ حاصل انصاف حق بابتدہ

(*)

جبریل کو ہونا متمثل جائز
کیوں قادر ذوالجلال مولے عاجز

بر صورت و حیمہ و عربے عاورد
گہہ صورت خلق سے نہائیں کرے

(*)

منقاد ہیں اوس کے امر پر جاہلی کے
سالوک ہیں اسکے سالک ارشاد ہی کے

ہیں سب رہے ستقیم پر پادوی کے
مگر نہ ضلال صرف کے واوی کے

(۲۰)

جیون شیر عیان دروغن و سک نہا
جیون شیر نہان دروغن و سک عیان

تھی وحدت حق عیان نہاں جملہ جہاں
اب وحدت حق نہاں کثرت خلقت

(۲۱)

بد نیک و پلید پاک مسلم کافر
ہیں متعفن ہی اسی کے باطن ہم ظاہر

ہستی پستی سعید قبل مدبر
اطلاق نہ کر بلکہ ذوات اکوان

(۲۲)

جیون کاف کیا جیم جی کی درخواست
ازماست کہہ برماست نہ افزونی نکلا

کاتب کہہ انہاں رکھ جھکو راست
ناحق نہ کرو حق کی طرف تہمت جبر

رب اوسط و عبد لا محالہ اونے	لا رب ولا عبد ہے رتبہ اعلیٰ
مانند صفا و آب و موج دریا	ہر یک میں محقق ہے وجود واط

(*)

گہ چون مگسیم گہ ہمہایم	ما ہیچ نہیم جملہ مایم
در کسوت آب و گل گدایم	سلطان حقیقتیم لیکن

(*)

ہے لاجرم او کمال کر اس کج تمام	ما قل و دل احسن قول و کلام
بر ختم رسل حبیب ہے حق خیر انما	بر ارسال درود و ابلاغ سلام

(*)

اصول نکات علم معارف



جن کو اہل شہود کہتے ہیں | ذات و ویک وجود کہتے ہیں
تدیسیر بہ یکناقدہ تشانیہ دو محل | سہمائے حدود تو ویلا قدم را

وجود ایک - ذات دو

انیت ایک - اقرار دو

حرکت ایک - نسبت دو

فعل کی حقیقت حرکت - حرکت کو دو نسبت - ایک حرکت

طرف تثنیہ کے اور دوسری حرکت طرف تشبیہ کے۔

ارشاد:- نری عنیت کا قائل ملحد اور نری غیرت کا قائل مشرک

معرفت کے ہوا میں اڑنے کو + عینیت غیریت دو پر ہونا
گر برانہ کر سکے وہ نقص ہے + گبر و سلم کا ہے خالق اسے

(۱) (۲) (۳)

روح دل تن

الطف لطیف کشف

(۱) عبارت کلمہ کی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲) معنی کلمہ کے۔ نہیں ہے کوئی معبود بحق سواے اللہ تعالیٰ کے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے۔

(۳) مقصد کلمہ کا۔ نفی اثبات۔ نفی کے معنی نہیں ٹھہرانا۔ اثبات

کے معنی ہے ٹھہرانا۔ نفی الہ باطلہ کی۔ اثبات الہ بحق کلمہ۔ الہ باطلہ

سوجن کو کافران بیدینان مشرکان و اہل ہوا۔ مخلوقات کو

اللہ تعالیٰ کے۔ تعینات کو حق سبحانہ تعالیٰ کے۔ معبود و پھر اسے۔
 اللہ بحق کے معنی ساتھ معبود جس کی شان یہ ہے۔ لیس کلمہ شیء
 و هو السميع البصير۔

(۴) حاصل کلمہ کا۔ توحید افعالی یعنی ہمہ از دست۔

ہر چیز سے از بلندی و پستی پر ہمہ زویافت صورت ہستی
 یعنی ستاروں کی تخیل اور عقل۔ ملائکہ کے عقول و نفوس۔

حیوانوں کے اقوات و اصوات۔ انسانوں کی عقل و تہذیب۔ سب
 اسی سطحی تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

(۵) نتیجہ کلمہ کا۔ اثبات معبودین تشریک۔ نفی وجود و صفات
 حق تعالیٰ۔

(۶) خلاصہ کلمہ کا۔ توحید الوہیت۔ اتباع رسالت۔

۱۔ در کلہ کہ فرد و شرک است چار ۶ از طفیل مرشد کامل برار
 ۲۔ نذر و ظلمت نماید خوبتر ۶ جلوہ تنزیہ در شبیہ نگر
 ۳۔ آب حیواں را بجز ظلمت مجو ۶ وصل حق جوئی ز بیرونت مجو
 ۴۔ سن ہمد کہ در ہر دو طرف صور لا ۶ یح دانی کہ چہ معنی است اس کان
 یعنی اے طفل بہ گوارہ چہ پیغمبر ۶ کہ نہادند وجودت بمیان دو علم
 ارشاد۔ وجہ اشکال چگونگی - وجہ لا اشکال ہستی - چگونگی
 ہستی سے قایم ہے۔

وحدت کے دو قسم۔ (۱) وحدت مقید اس میں وجود مثل کی
 نفی ہے۔ (۲) وحدت مطلقہ اس میں وجود غیر کی نفی ہے۔
 ۱۔ لب اسل قویا قوت است یا قوت است مرجان انا
 ۲۔ چشیم تو با دام است با دام است مرغان انا

سہ زدہ ام برسر جہاں پاؤں : بے سبب این بر منہ پائی نیست
 سے موجود وجود حق کو ہر شے جو ہے : دعویٰ انا الحق اوس سے باطل کہ ہے
 ہر عبد کو عبد رب جاویدن : پر عبد وہ حیثیت سے عین رب ہے
 سبہ صفات ذوات قدم کے - حیات - علم - ارادہ - قدرت - عبادت
 بصارت - کلام -

سبہ صفات ذوات عدم کے - میت - جاہل - مضطر - مجبور - اہم
 اعمی - اہکم -

ارشاد : جو کو ذوات قدم کیا نسبت حقیقی ہے - اور وجود کو ذوات عدم
 کے ساتھ نسبت مجازی ہے -

حق ظاہر بصورت ممکنات - ممکنات موجود بود یعنی حق -

احدیت یا ذوات سازج - مجہول النعت - غیب الغیب -

لا تعین - غیب مطلق - مجہول کیفیت - منقطع الاشارات - ذات
 بحت - ذات مطلق = ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتباراً
 من حیث الظہور و لا من حیث الباطن .

وحدت یا ازل - انیت - حقیقت محمدی - تعین اول - برزخ
 کبریٰ - منزل اول = ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتباراً -
 وجود - علم - نور - شہود -

واحدیت یا اسمائے حقیقت انسانی - تعین ثانی - ممکن الوجود
 اعیان داخلی - حقائق عالم - ماہیات = ایک ذات قابل محض
 باصفات اعتبارات -

اسمائے متقابلہ = قہار - رحمن

صفات متضادہ = قہر - رحیم

ارشاد: ذات ایک صفات کثیر۔ اسم کے رسم کو صفات کہتے ہیں۔ اسم کو پکارنا یا اس کی عبادت کرنا شکر ہے۔ حمد یا تعریف کے چار قسم ہیں:-

- (۱) حمد جمع الجمع۔ خدا اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔ جیسا کہ معراج میں ارشاد ہوا کہ ٹھہرو تمہارا خدا نماز پڑھ رہا ہے۔ اور نماز بعیر سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ "لا اصلوة الا ایفا تحمدا لکننا" (۲) جمع با فرق۔ واحد کثرت کی۔ "انما علی خلق عظیم" (۳) فرق با جمع۔ کثرت واحد کی۔ سبحان اللہ۔ (۴) فرق با فرق۔ ایک مقید دوسرے مقید کی۔ جیسے زید بکر کی تعریف کرتا ہے۔

سراب = ناقص کو علی الترتیب کامل کرنے والا۔

ارشاد:- الحق محسوس والخلق مقول۔

ذات یا وجود کا نام جامع ہے۔ کیونکہ وہ مجموعہ ہے اس لئے
متقابل اور صفات متفادہ کا +

اسے عزیز بنا لیا کہ در راہ فقر و کار اصل است یکے پاک
داشتن دل از محبت غیر خداست یعنی در بریدہ ماندن از ہمہ۔ دوم
آنکہ در جملہ حرکات خود کردار خود دیدن کہ این جملہ افعال حق
است من درین میان نشان رو منظر سے پیش نیم۔ اما گفتن این
معنی شائستہ از زندگی و صدیق آنست کہ معنی یہ یقین دانہ و بر
شرع صادق ماند و عمر در کار بندگی حق بگذارد

عاشق حسن خود است آن بے نظیر و حسن خود را خود تماشا میکند

ارشاد:- ثبوت الذات مصلوب الوجود۔

ارشاد۔ اعیان ثنائیہ۔ لاشتمت راحۃ الوجود۔

الطف۔ امین روح۔ امین شاہد۔ امین وجود۔

لطیف۔ تن مثال۔ روح مقیم۔ انا نور۔

کثیف۔ روح جاری۔ من نور۔ لازم الوجود۔

نفس = برتتا + دل = جانتا + روح = دیکھتی + عشق =

چاہتا + نور = پہچانتا +

نفس۔ شریعت۔ اسلام۔ ناسوت

دل۔ طریقت۔ ایمان۔ ملکوت

روح۔ حقیقت۔ احسان۔ جبروت

عشق۔ معرفت۔ تقویٰ۔ لامہوت

نور۔ مقام قرب۔ توحید۔ بہت یاد ذات بحت

ذات وہ ہے جس کی طرف اسما، اور صفات رجوع کئے جائیں
 بندہ وہ ہے جو اپنی ذات سے کچھ نہیں رکھتا۔ ”العبدُ ما
 فی یدِ بئ ملک الملوی“ +

حبیب = ہم عاشق و ہم معشوق +

چھ وجود ہیں۔ (۱) واجب (۲) ممکن (۳) ناظر (۴) غائب
 (۵) شاہد (۶) واحد۔

(۱) دن کو دیکھتا ہے (۲) خواب میں دیکھتا ہے (۳) ایک
 اور دو کو دیکھتا ہے (۴) ایک دو اور تین کو دیکھتا ہے (۵) ایک
 دو تین اور چار کو دیکھتا ہے۔ (۶) ایک دو تین چار اور پانچ کو
 دیکھتا ہے +

ایجادِ روحوں کا پیدا کرنا +

تکوین = اجسام کا پیدا کرنا +
وجود کے بدلنے کو تو حید وجودی کہتے ہیں۔
قات کے بدلنے کو تو حید ذاتی کہتے ہیں۔
صفات کے بدلنے کو تو حید صفاتی کہتے ہیں۔
اعمال کے بدلنے کو تو حید افعالی کہتے ہیں۔
اسماء کے بدلنے کو تو حید اسمائی کہتے ہیں۔

عالم امر قدرت سے ہے . عالم خلق حکمت سے ہے
تکبر و فکر آن باشد کہ بکشاید رہے | راہ آن باشد کہ پیش آید شہے
شاہ آن باشد کہ از خودش بود | نے ز مخزن نے زلش کرگ بود
کفر ایمان رقیب یکدگر اند | ہر کر اکفر نیت ایمان نیت
بر مرد نادان نہ رتیبہ علوم | کفر تم صنایع نہ در شور بوم

ذات و صفات کے ملاپ کا نام نور محمدی۔

ذات کے معنی انوی۔ وحدت یگانگی۔

صفات کے معنی انوی۔ وحدت یگانگی۔

از قال بجال بایرت کرد گذر	۵۔ خواہی کے شوی وائل ایا نظر
شیرین نہ شود ومان بہ نام کر	از گفتن توحید موحدہ شوی
چند چینی رنگ سرخ و رنگ زرد	۵۔ چند چینی لالہ نسیرن و ورد
یک زمان در خانہ و حارت یما	چند در کثرت نمائی خوشتر را
تلبکے باشم زہت یاری خراب	ساویا ستم کن از جام شراب
کہ نمائند هیچ از کثرت نشان	مست گردان از نئے وحدت ^{خان}
بنہ بر سر بر و ہر جا کہ خواہی	۵۔ ادب تا ہیست از لطف الہی
زان یغیے نیست اہل قال را	۵۔ اصطلاحات مراد بال را

۱۔ آنکہ در عالم خداداتی: جہل علم است علم نادانی
 ۲۔ نماز آتی پر محکومہ وضو آتا ہے: سجدہ کر لیتا ہوں جب سامنے تو آتا ہے
 ۳۔ ہرچہ آید در نظر غیر تو نیست: روئے تو یا خوئے تو یا بوئے تو
 ۴۔ ہوش من از غیر حق آگاہ نیست: در دل جانم بجز اوست نیست
 ۵۔ نارم ذوق رندی خیال پاکلا ^{نی} مراد یوانہ خود کن رنگے کہ میدانی
 عالم تین ہیں: عالم اجسام۔ عالم امثال۔ عالم ارواح۔
 ان کو مراتب کونیہ۔ اعیان خارجی یا کائنات بھی کہتے ہیں۔
 رب العالمین = صاحب دو عالموں کا یعنی خیب و شہادت کا +
 اجسام = عالم شہادت + امثال ارواح = عالم غیب +
 ۱۔ نخواستہ چشم سر محبوب دیدن: سگلاش را بگوش حق شنیدن
 من نور۔ سیاہ حلقہ چشم + لازم الوجود = تن عنصری +

انانور = سیاہ حلقہ چشم باطن = روح مقیم نکلنے کا مقام +
 = مقیم و جاری و من نور انانور : مثالی عنصری تن جان عرفان
 = جاری مقیم مطلق تنوں کو کرنا : ساری عمر آپس کے سائیں کو دیکھ بھرنا
 پنج گنج یا پنج لبوں - احدیت - وحدت - واحدیت - الوہیت -

ربوبیت +

(۱) روح جاری - من نور - لازم الوجود - (بندہ) کشف^{بدا}

(۲) روح مقیم - انانور - تن مثال - (رسول) لطیف^{بدا}

(۳) امین روح - امین شاہد - امین وجود - (اللہ) اللطف^{بدا}

ترجموں = نفس - دل - روح - تزکیہ نفس - تصفیہ دل یا

قلب تجلیہ روح تجلیہ سر۔

عشق میں جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے

ماشقی اوس کی مگر کام کی نین نام کی ہے

بزم وحدت میں اوسے بار کہاں جبکہ تمیز

بدکی ہے نیک کی ہر خاص کی ہر عام کی ہر

قبلہ شاپان پور تاج و کمر : قبلہ ارباب دنیا سیم و زر

قبلہ صورت پرستان آبِ گل : قبلہ معنی شناسان جانِ دل

قبلہ عاشق وصال بے زوال : قبلہ عارف جمال ذوالجمال

انا مطلق و کبریائی + انا - انکساری۔

ارشاد :- ایک صفت کو دوسری صفت کے ساتھ غیریت۔

ہر صفت کو ذات کے ساتھ عینیت۔ جس حال میں عینیت اسی حال

میں غیریت۔ عینیت و جودی۔ غیریت ذاتی۔

عقل = جبرئیل + عقل دروح مقید اندر چو ہاروت و ماروت۔

عقل کل نفس کل مرد خداست	عرش و کرسی را بدان کر و جد است
ہے نے غم و اندیشہ سو روزیاں	نے خیال این فلان و آن فلان
راہ خان گذشتہ راہ دیگر است	زانگہ ہشیاری گناہ دیگر است
بہشت یابی زیاد ماضی	ماضی و مستقبل پر وہ خدا
آتشے در وہ بہرہ و تاجکے	پر گرہ باشی ازین ہر دو چونے
سہ اول حق و بعد خلق پر کونظر	خلق اول بعد حق کسی کا نظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق	کوئی ناظر حق فقط رہے بنیادتر
ارشاد:۔ تنزل اوس کو کہتے ہیں کہ ایک شے اول آپ جس تبتہ	
میں بہر اوسی مرتبہ میں بہ اوصاف خود قایم رہ کر دوسرے مرتبہ	
میں ظہور کرے + مثلاً شخص اور سایہ عکس اور شخص +	
صفات اور ذات کی تفریق:۔ صفات من وجہ غیر ذات ہیں اور	

من وجہ عین ذات - عین ذات من وجہ ظہور اور وجود کے اور غیر
ذات از روئے فہم اور عقل کے کیونکہ صفات کو عین ذات جلتے
سے نفی صفات لازم آتا ہے جو موجب تعطیل ہے +
ذات اور صفات میں اسات طور کا فرق ہے :-

- (۱) ذات کو تقدم ہے صفات کو تاخر ہے (رتبتی)
- (۲) ذات قائم بخود و صفات قائم بذات ہیں
- (۳) صفات میں تعدد ہے - ذات میں نہیں ہے۔
- (۴) ذات کو انیت ہے - صفات کو نہیں ہے۔
- (۵) ذات ہمیشہ یکساں ہے - صفات کو تغیر ہے
- (۶) ذات موجود و جودی ہے - صفات موجود و ذہنی ہیں
- (۷) ذات کو اجمال و تفصیل نہیں ہے - صفات کو ہے

ناموت عالم اجسام است = ماکوت عالم مثال است و
 جبروت عالم ارواح است = ولایوت الہیت و ماہوت مربذات
 مندرج = داخل ہیں مانند دخول۔ نجات کے بیچ موصوف کے
 نہ مانند دخول جہاڑ کے بیچ تخم اور نہ مانند انسان کے بیچ نطفہ کے
 وجود = وہ ذات کہ اپنے کو جانی ہوئی۔

عدم اضافی کہ علم میں موجود ہیں خارج میں نابود۔

حقیقت عالم گنج فحشی سے ظاہر ہے

حقیقت معلومات جو نوران علم ہیں۔

عالم کبیر = یعنی عالم اجسام سے عالم ارواح وغیرہ سوائے

انسان کے سب عالم کبیر ہے۔ عالم انسان سر ہے۔ عالم حیوان

پیٹ سے مکر تاک۔ عالم نباتی بول ویران کی جلیے۔ عالم جمادی پان

عالم علوی سر۔ عالم سفلی گلے سے کمر تک۔ عالم سفلا کمر سے پاؤں تک۔

ایمان مجسم۔ ممکن + ایمان غیر مجسم۔ یقین + پیران پر حقیقت +
 سے سیاہی گر بدانی نور ذاتتہ : بتاریکی درون آب حیات
 ایک تن خاکی۔ دوسرا ممکن الوجود۔ تیسرا ممتنع الوجود۔
 چوتھا عارف الوجود +

قلب مضوی یعنی تمام چیزاں اس میں ہیں۔
 سے غیب کے مہمان اب تقاضا پہ عمل شیفیہ کے وہ تاج الراس ہیں
 تن باطنی کا نام محمد صلعم۔ خطرات دو ہیں۔ نیاب و بد۔ خطرہ
 بد اگر آیا اور گیا تو وہ خطرہ شیطانی ہے۔ اگر قائم رہا تو خطرہ نفسانی
 ہے۔ خطرہ نیاب اگر آمد و رفت رکھا تو خطرہ لکھی ہے اگر قائم رہا تو

خطرہ رحمانی ہے :-

۱۔ اناے مطلق کو جاننا :- اہمیت وحدت کو ماننا
 ۲۔ اے ذکر کردہ دل از علائق صابہ : مزن انذوائش حقائق لاف
 ۳۔ زانکہ در عالم خدا دانی :- جعل علم است علم نادانی
 جیسا کہ اللہ کے چار مقام ہیں ویسا ہی بندہ کے بھی چار مقام
 ہیں یعنی اول عدم آخر عدم ظاہر عدم باطن عدم
 چشم سپد اکن دریں عالم کہ بینی روئے دوست
 ورنہ فردائے قیامت کو رادید از نیت
 لا الہ میں عبودیت :- الا اللہ میں الوہیت
 لا الہ کی صورت عالم :- الا اللہ کی صورت حقیقت
 لا الہ کا پاسبان شاہ حبش یعنی ابلیس ہے۔

علت فاعلی - بنائے والا + علت مادی جن چیز بنتی ہے +

علت صوری = چیز بنے بعد جو صورت لیتی ہے +

آدم تین ہیں = عقل کل مردان - عقلمان مجرد -

حواتین ہیں = نفس کل - عورتان - نفسان مجرد -

آدم = عالم ارواح -

۵ تا بجاروب کا نہروبی راہ پتہ رسی در سرائے الالشد

سو سے - روح + فرعون = نفس + روڈ نیل = خواہش +

بیان نہ یطون چشتیہ :-

گنج مخفی - نقطہ - ذات مطلق - احدیت - وحدت

ایمن وجود ایمن کچھ - ایمن شاہد - روح مقیم - اناؤز نور

واحدیت - ارواح - مثال - شہادت

علم الوجود - روح جاری - من نور - تن غصیری

نفس کا پر تو خطرہ + دل کا پر تو یاد + روح کا پر تو زور +
 سے چھنٹان میں حق کے تجھ میں گئے نئے نئے : نفس و دل اور روح و خطرہ یاد زور
 سر کی حقیقت = یاد غالب غفلت مغلوب +

ہ اپنا سو بے یاد یا دحق کا : پر کان ہے معلم اس سبق کا
 ہ ہر قوم کو ہی جہزی عبادت : عارف کو ہے بے خودی عبادت
 جو غیر کو آپ کر چھپانے : وہ کیوں کرے دشمنی روانے
 ہ جنے جو کو سمجھا سو سمجھا دے : مگر جو سمجھنے کو آتا کسے
 ہ خدا بندہ میں اگر لیں نہاں ہے

کہ چون بونگل کی گل کے درمیاں ہے

عدم العدم - عدم محض - عدم حقیقی - ذات باری تعالیٰ کو کہتے ہیں
 بود نبود - عدم اصطلاحی - عدم مجازی - مخلوق کو کہتے ہیں -

۱- ذکر علی - سانی یادلی - نفس زیر ناف - سفید رنگ مہتابی
یا نیلگوں -

۲- ذکر قلبی - دل - زیر پستان چپ - زرد رنگ -

۳- ذکر روحی - روح - زیر پستان راست - سرخ رنگ -

۴- ذکر سری - سر - در میان سینہ - سفید رنگ مانند پنبہ -

۵- ذکر خفی - نور - مقام پیشانی - سیاہ رنگ -

۶- ذکر اخفی - ذات - دماغ - سبز رنگ -



۱- ذکر علی یا شغل سانی یادلی - پاس انفاس -

”الذین یدکسون اللہ قیاماً و قعوداً“

و علی جنوہہم

۱۔ شغل قلبی۔ توجہ سچ

کرنے پر توجہ آپس کو اسے دیکھ مہنگی۔

۲۔ شغل روحی۔ نظر پر وجود

اشارہ و وصف بغیر سے اپنی نظر نکال

رکھہ پر وجود ذات اگر مرد و اسلی

۳۔ شغل سردی۔ یاد غالب غفلت منلوب۔

۴۔ شغل خفی۔ مانع نہ کوئی شغل بشر اس نظر کے ہوے

سراجہاں لا الہ الا اللہ صراطہم اموالہم و لا یجمعون

ن کما اللہما۔

۵۔ شغل انھی۔ نہ ذکر و ذاکر و نہ کور و نہ ہنا۔

لا ادب ولا عند

حضرت حق جل شانہ صاحب قدرتت بہ یک امر تمام اشیاء
 موجودی نمود اما حکمت موقوف می ماند ہم قدرت و ہم حکمت
 بہ سرکار آورد یعنی چیزے از چیزے بر آورد چنانچہ عالمی مخلوقات
 از خاک و خاک از آب و آب از آتش و آتش از باد و باد از ہوا
 و ہوا از سفا و سفا از قدرت و قدرت از ذات۔

اے عزیز تمام خلقت را ہمیں خاک خداست اگر بخود قائم
 بودے۔ خاک ہمیں بہ آب خواندے اگر استقامت بخورد آستے
 علیٰ القیاسن یخنین تا ذات کہ ذات قائم بخود است بغیر تعالیٰ
 شانہ غیر بالقولوں ۵

ہر چہ از دیگرے بود موجود و در حق او ہمان خدا باشد
 لیکن قائم بخود نشین نبود و خداش ازاں جدا باشد

حق بخود قائم است آجری + گر خدا دانیش روا باشد

تفصیل الوان عناصر

- (۱) ہوا کا رنگ سبز ہوتا ہے
- (۲) آتش کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔
- (۳) آب کا رنگ بے رنگ ہوتا ہے۔
- (۴) خاک کا رنگ زرد ہوتا ہے۔
- (۵) مٹا یعنی ایتھر کا رنگ ہنستی یا کبوتر ہے۔

(۱۰)

فقیر = ترک فنا۔ ترک بقا۔ ترک ماید۔ ترک ریب = کلاہ چار

ترک۔

فقیر - فاقد - قناعت - یاد الہی - رضاے مولا -

فقیر - فنا فی اللہ - قاسم باللہ - راضی برضا -

(۴)

عبر مطرک کا بیان اصول موضوعو - وجودی کا بیان

(۱) وجود یعنی ہستی مطلقاً حقیقت ہے جسے جو خارج میں بصورت

اشیاء موجود ہے -

(۲) وجود مصدری جو موجود ہی ہوا ہے نہ موجود فی الخارج

اس سے یہ وجود مستزہ ہے -

(۳) یہ وجود بسیط ہے جو تقسیم و تجزی سے براب ہے -

(۴) وجود مطلق کے مراتب لا تخصی ہیں - یہی وجود مرتبہ اولیٰ ہے

ربوبیت۔ خالقیت میں اللہ۔ رب۔ خالق۔ اور مرتبہ عبودیت
میں عبد۔ مرلوب۔ مخلوق ہے +

(۵) ایک مرتبہ کا نام اطلاق دوسرے مرتبہ پر کفر و الحاد ہے
ع۔:۔ اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقہ۔

۷ مرتبہ تنزیہ میں اللہ ہے : صورت تشبیہ عبد اللہ ہے
۷ چون وجود سے بلیا کس عدے می آید

پدروش زانا العبد دے می آید

(۶) وجود بطلان حلول و اتحاد سے پاک ہے۔ حلول و اتحاد کے

واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ایک کو جو

دوسرے موجود میں حلول کرے یا اوس کے ساتھ متحد ہو +

(۷) وجود مطلق عرض اور جوہر ہونے سے منزہ اور بری ہے۔

بل العالمہ کبھی اجزاء، اعراض و المعترضات
ہو الموجدون .

(۸) خالق و مخلوق کی حقیقت ایک دوسرے سے حقیقی مغایرت
ہے۔ یعنی خالق کی ذات علیحدہ ہے۔ جو جو محض ہے اور مخلوق
کی ذات علیحدہ ہے جو عدم قابل الوجود ہے۔

(۹) خالق اور مخلوق وجود میں ایک دوسرے کا حقیقی عین ہے
یعنی ذات و وہی وجود ایک ہے۔

(۱۰) حقیقت خالق اور حقیقت مخلوق ہر دو قدیم اور ازلی ہیں
اس سے تعدد قدام لازم نہیں آتا۔

(۱۱) حقیقت خالق صورت۔ مقدار۔ لیتیت وغیرہ صفات
حدوث سے منزہ ہے۔

(۱۲) حقیقت کے ظہور کے واسطے صورت کا ہونا ضروری ہے

(۱۳) جن نقائص سے ذات حق مستزہ ہے ان ہی نقائص

سے ظاہر ہے۔

(۱۴) کوئی صورت بغیر اپنے مقوم کے قائم ہو سکتی ہے اور نہ

قائم رہ سکتی ہے۔

(۱۵) تعینات علم الہی کا نام صور عالیہ ہے۔ یہی صور عالیہ

ماہیات اور حقائق ممکنات میں جن کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

(۱۶) ماہیات ممکنات مع اپنے قابلیت و اقتضات ذاتیہ

کے علم الہی میں بے جعل جاہل اذالاً ابداً ثابت ہیں۔

(۱۷) کوئی شے اپنی حقیقت سے علیحدہ نہیں ہو سکتی یعنی اس کا

شے پنا اس سے ذائل نہیں ہو سکتا ورنہ علم الہی میں محلیت ^ش _{حلیت}

اور جمل کا نقص لازم آئیگا۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک۔

(۱۸) کسی حقیقت کا اقتضائے ذاتی اس سے زائل نہیں ہو سکتا
لہذا ہر حقیقت اپنے اقتضائے قبول کرنے پر مجبور ہے۔ اس واسطے کہا
گیا ہے۔

العباد مختلفا شر فی فعلہ مجبوراً فی اختیارہ۔

(۱۹) ایک حقیقت کے اقتضائے ذاتی کو دوسری حقیقت کو دینا
یا باہم تبادلاً کرنا وضع الہی فی غیر محلہ ہے جس کو ظلم کہتے
ہیں۔

(۲۰) حق تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔

(۲۱) کوئی حقیقت یا اس کا اقتضائے علم الہی سے منفرک نہیں ہو سکتا
قد احاط اللہ بکل شیء علماً۔

(۲۲) مشیت علم کے تابع ہے۔ اور علم اپنے معلوم کا تابع لہذا علم الہی شقی کو سعید اور سعید کو شقی معلوم نہیں کر سکتا۔ گدھے کو گھوڑا سمجھنا یا اونٹ کو ہاتھی جاننا بدیہی جنون ہے۔

(۲۳) ایجاد اشیا و حق کے ذمہ واجب نہیں ان شاء فعل وان شاء الفاعل۔

(۲۴) حق تعالیٰ کو اشیا عالم کے ساتھ سمیت ذاتی ہے علمی سمیت پر بس کرنا ذات حق کے محدود اور مخیر ہونے اور ذاتی سمیت کے انشاک کو مستلزم ہے۔ جو ہر دو موجب نقص ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ كُلِّ قَرْيَةٍ وَيَسِّرَ لَكُمْ سُبُلَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
(۲۵) کان اللہ ولم یکن شیء غیورہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ

موجود تھا۔ اور کوئی شیء اس کے سوا موجود نہ تھی۔

(۲۶) جب کوئی شے سوائے حق کے موجود نہ تھی پھر جو کچھ ہوا
 اور چرہا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ اس کی تشبیہ بصورتِ معاوضہ کرتا تھا
 نہیں۔

۳۰ صلا موجود تھا اول نہ تھا غیر : وہ غیاب بھی عدم تو گر تو سمجھے
 (۲۷) مخاطبہ کن کے واسطے علمی تصور کا تعین ضروری ہے یہی
 تعین علمی حقیقت ممکن ہے جس کو اس کی عین ثابۃ کہتے ہیں
 آن یکے ماہی بنید عیان : و آن یکے تاریک می بنید جہاں
 و آن یکے سلسلہ ماہی بنید ہم : این کس منشا سے یکے وضع بہ غم
 چشم ہر ہرہ باز گوش ہر ہرہ تیز : در تو آویران و از من در گریز
 سحر غیب است این عجیب بطف نھی : بر تو نقش گرگ و پرن یوسفی است
 عالم ارعبدہ نہرا است و فزون : بر نظر انیس است این سجدہ بون

بدانکہ پیر شاہ بنی است در حق تربیت۔۔ الشیخ فی قومہ
کا النبی فی امتہ۔

۵۔ اے کہ کنی فرق بنی از ولی : ہر دو یکے دان رہا کن مٹی
سے گفتیم کہ پیمبری تو یا پیر : گفنا کہ دوئی ز راہ برگیر
۵۔ بدانکہ پیر اسر صفات حق باشد

اگر چہ پیر نماید بصورت بشری
پیش تو چو کف است و بوصف حق دریا۔
پیش خلق ما مقیم است و ہر دس سفر

(۱۰)

الصفو باوصاف اللہ صفات بشریت سے و در ہر کہ
اشد کی صفتوں سے متصف ہوتا۔ یہہ امر چار حیاتیات اور چھ

موقوف ہے اول حجاب دنیا اور اس کی لذتیں۔ دوم دین اور اس کی لذتیں۔ سوم حجاب اخروی اور اس کی کرامتیں چہارم شعور جب فقر کی آگ نے یہ چاروں حجاب جلا دئے تو پھر نور ہی نور باقی رہا۔ اور یہی نور ہدایت پیرگی ذات ہے۔
 انہیں حجابات کا اٹھنا۔ جمعیت نصیب ہونا۔ تفرقہ کا مٹنا اور یہ گویا فقر کا تمام ہونا ہے۔ یہی معنی ہیں: "فَاِذَا كَرَّ الْفَقْرُ هَوَّنَا"
 کے۔

۷۔ فانی از خود شو کہ تیا با بی پناہ چوں تو بر خیزی نشید حق بجا
 صحبت شیخ بہ ز ذکر خداست ۶ ذکر با شیخ بہ ز ذکر خداست
 ز انکہ او نیست لکن صفا خداست ۶ و صفا و نیست و ذات خداست
 جز بدرقہ صفت شیخ ازین داوی و حشت خیز و باد یہ محنت انگیز

بسر بردن ممکن نیست۔

• کیت درین منزل حشر فراز ۛ راه نماید به خدا جز خدا می

• بادوست پیام در نه گنجد ۛ خود بود که خود پیمبری کرد

• پیر من و مرید من در دمن دو دوائے من

راست بگفتم این سخن شمس من و خدای من

اما این معنی در کار خاہ عقل نیست

عقل ازین معنی متلس مادر زاد است

این از عالم عشق است۔ اینجا نشان ازین معنی یا بندہ عشق

چون الهی کار دیوانگان دیگر است و کار عاقلان دیگر۔

این چنین گر عاقلے گوید خطا ۛ لیکن از دیوانہ عاشق رواست

مرشد سے معرفت کا جسے اکتساب کم
 اوس کو علاتہ یار سے اور انتہا کم
 جام مجاز سے جو حقیقت کا سنے پیا
 اوس ست کو بے بیش نوازش عتاب کم
 دو ذات یکت جو دکے شارق میں تاب تام
 یک ذات دو وجود کے گوہر میں آب کم

مثنوی

حضرت پیر و مرشد قبلہ

گوش دل سے کراس کو قبول	بعد حمد خدا و نعت رسول
ادب معنوی کے فیض آب	ظاہر اس میں تہی کے آداب
مصطفیٰ شکل پیر میں باہر	پیر کی شکل سے خدا ظاہر
رہتا مصطفیٰ کا ہے تائب	مصطفیٰ کا ادب خدا کا ادب
یونہی آداب پیر کا بھی لحاظ	مصطفیٰ کے ادب کا رکھ تو لحاظ
دیکھ تفصیل اون کی فرقان	ادب مصطفیٰ کو قرآن میں
رکھ ہمیشہ تو مشل پیش شاہ	خدمت پیر میں ادب کو نگاہ
زنگ سے دوی کا دلجاوے	سنگد سے تو بادشہ ہووے
تا ہر دور تجھ سے فضل رب	کوئی حرکت ہو خلاف ادب

پادشہ کو کرد و دل میں یک ذرہ	ناخوشی پیر کی بھی یک ذرہ
ناخوشی اوس کی تہرہ مولا ہے	خوشی اوس کی خوشی انا ہے
دید جاناں کی ہو مگر خواہش	گر تجھے وصل حق کی ہو خواہش
لیتے تجھ وقت کے پیہر پیہر	متصر ہے زمانے رہ پیہر پیہر
در عیاں در نہاں برابرہ	با ادب حاضر اور قائب رہ
در کلام مجید رب غفور	جملہ آداب جو ہوئے منظور
یونہی در حق رہنا سن لے	باب میں مصطفیٰ کے ہیں آئے
بھر رحمت کو کجوش آجائے	با ادب جب تو ایسا ہو جائے
گنج مقصود ہا تجھ آئے گا	ذہر مقصود کو تو پائے گا
با ادب پائے فضل و عز و جاہ	ہے ادب تاج سر پر فضل اللہ
با ادب بانصیب سنتے ہیں	بے ادب بے نصیب کہتے ہیں

کوئی حرکت خلاف مرضی پیر
 نہیں ہے پیر طالب دولت
 خلق کہتی ہے رہت کا کو شاہ
 یہ صفت پادشاہ دنیا ہے
 پیر طالب ہے حب ذاتی کا
 تو جو دھوکے میں پیر سے لے یار
 مال و دولت کے اس کو جو کیا کام
 تجھ سے طالب ہو وہ محبت کا
 وہ بھی تیرے لئے ہی ہو بھائی
 اسی رستے سے چو پنچا حق تک
 کر اطاعت تو پیر کی شرف روز
 ہوئی تجھ سے گئی تب ہی تاثیر
 نہ وہ چہتا ہے تجھ سے کچھ شرف
 شاہ کیوں کر ہو طالب زوجا
 پیر تو پادشاہ عقیقی ہے
 نہیں حب اس کو کچھ معافی کا
 مثل اپنے تو سمجھا دنیا دار
 طالب عجز و جاہ نہیں اور نام
 نہ زرد و سیم اور دولت کا
 فائدہ اوس کا نہیں کجی
 وجہ مطلق لو پائیگا بدیشک
 حب ذاتی میں اس کو رہنمؤ

سن یہ حالت ہو تجھ پر جب باہمی	تب کھلے راز رویت باری
دل آگاہ کو اشارہ بس	نہو غافل کو سی پارہ بس
پیر ظاہر بصورت باہمی	ہو اطالب کا سر ہر وہاہمی
مکمل و صورت سخن ہے پاک انہی	بے تمثیل نہ ہو گا کام کوئی
اس لئے پیر کی لیا صورت	تا نہو طالبوں کو کچھ وحشت
انس کا واسطہ ہے جنسیت	نہ ہو نا جنس سے کبھی الفت
جب نہو انس تو نہو تاثیر	اور تسلیم بھی کرے نہ پذیر
آپ کہتے ہیں کرتے ہیں کچھ اور	آپ کو ہی سزا میں یہ یہ طہور
آپ کا داؤن سب کے اعلیٰ ہے	اور کا داؤن اس سے ادنیٰ ہے
خود تو کرتے ہیں نام اور دل کا	کیا جھلا دل اس میں غیروں کا
کوئی ذرہ نہیں ہے غیر ترا	تو ہے قیوم ذرہ درہ کا

ذره اور آفتاب میں تیرا	نور چمکا ہوا مرے مولا
تو تعین کے رو سے غیر دکھے	اور ہستی کی رو سے عین دکھے
ہرست اور نسبت میں ہیں راز	خوب فرمائے شاہ بندہ نوا
خود سو فانی و حق سے باقی ہے	ماجر اطراف فانی باقی ہے
ہے فنا سے تعین اسے بھائی	ہستی محض باقی جان انھی
پیر کے سامنے تو ہو مردہ	ہاتھ میں مردہ شمع کے جون
تذو جو پیر کو تو دیتا ہے	تیرے خوش کرنے کو وہ لیتا ہے
ڈالے مانبا پتھکوں غلطی میں	پیر ٹھلائے تھکوں حجت میں
نہ وہ جنت ہے جو مجازی ہے	بلکہ وہ جنت حقیقی ہے
مرتبہ گھٹ گیا ام و اب سے	ہوا ارفع گرو ملا جب سے
اس کا احسان کیا کرے تو ادا	کیا ادا کر سکے گا شکر خدا

پارکر بیٹرا اس کا یا اشد	احمد بے نوا دجال تباہ
اور آل بنی کے صدقہ میں	اپنے پیارے نبی کے قدمیں
دید میں تیری آخر ہو یہ پائش	نزع کے وقت تو ہی تو سوچاں
حال در حال۔ حال ہی حال ہے	نہ کسی غیر کا خیال ہے
حال مطلق نصیب کرا حق	کر عطا مجھ کو خبت مطلق
حاجت صرف ہر سر دل میں	بہنیں ہے کوئی آرزو دل میں
حال دل تجھ سپہ ہیں جیاں سار	
ہیں عیاں سامنے نہاں سارے	

(۱)

نبی کی ذات کے مرآت میں نور خدا دستا
 جہاں کے جام میں عکس جمال مصطفیٰ دستا

خدا اور مصطفیٰ یک دوسرے کا بلکہ ہے درپن
 محمدؐ میں خدا دستا خدا میں مصطفیٰ دستا
 دسے ذات فدایا مصطفیٰ یوں عین شے مجھ
 کہ نقطہ یا الف جیون عین ہر حرف پہا دستا
 دیا ہے رویت مطلق کا دیدہ جس کو حق ادا کو
 نبی اللہ نما دستا خدا بندہ نما دستا
 حقیقی عینیت کی حیثیت سے بالیقین باہم
 احدا حمار گمانہ اور عرب رب آشنا دستا
 ولے بیگانگی واقعی اصطلاحی کے
 تصور میں محقق کو خدا بندہ جدا دستا
 دو شے کو جمع کرنا باوجود ضدیت یکجا

مجھے الحق مقامِ معرفت کا منتہی دستا

بجز قلبِ حقیقت رب کو عینِ عبدیوں دیکھو

کہ جیون ہر روپ میں بہروپ عین اس روپ کا ستا

اپس میں میرشد میں پیمبر اور نبی میں حق

کمالا تجھ کو ہے مشہور شاہد ادا کا دستا۔

(*)

موجود بنا۔ اتہ ہے واجبِ متعال

موجودم بنفسہ بے ممکن نہ محال

ہے بہت کا غیر نیست اور نیست کا بہت

کیا نقص ہے غیریتِ حقیقی میں کمال

(*)

بعد حمد خالق و نعمت محمد مصطفیٰ

سن حقیقی یکصدوی سلسلہ کا مدعا

چار کرسی اصطلاحی یعنی میں ہوں نور پیر

پیر نور مصطفیٰ اور مصطفیٰ نور خدا

چار مذہب یک شریعت اور طریقت دیوی

ہے حقیقت معرفت سوم چہارم سالکا

چار ہیں فرض و نیت توحید ذاتی اولین

اور صفاتی اور اسمائی و افعالی بجا

تین فرض غسل سے توبہ کراول شرک سے

تب الی اللہ عن ذنوب شتم من اضرار

ہیں تہم کے قرائض تین سو اس کا بیان

مجھ سے کہو تو جو بیا

پنج بنا اسلام کے از روئے باطن ہیں اول

ذکر مولیٰ انکر سے اولیٰ مولیٰ اول

ہو مشاہدہ با تجلی اور مراقبہ با حضور

ہو محاسبہ با حساب اور ہو مجاہدہ با خوا

تیر صفات احکام لویں ہے جو کرے تو آپ کو

سات اوصافِ ذمیرہ سے منزہ اور صفا

ہے حاد اولِ نخیلی دوسرا وصفِ شیع

غیرتِ اکلِ حرام و کینہ و حشرش یا

ہے حمیدہ شش صفت سے مستصفا چھ رکن ہو

حکمت و عفت و شجاعت عدل و تعلم و سخا

علم و ارادت قدرت و سمع و بصر لطف و حیاء
 بوج ایمان ذات ہی مجھ سا اس کے صفیہا
 چار منزلِ با مقام قرب ہیں اوقات خمس
 پنج نیت پنج ذکر اے ساک ساک سہا
 تیس روزہ یعنی ترک چار روزہ و مغتبت
 غفلت انش موزیاں ش مغتبت جہا
 غفلت ان اور موزیاں چار اندوز دان
 تیس نیت نام ہے تیس کے ابدال کا
 یک فتائے نفس اور دیگر فتائے قلب ہے
 پس فتائے روح کو مغرب کے رکعت ادا
 ہو فتائی الشیخ اول پس فتا ہوئی الرسول

پس فنا فی اللہ بقا باللہ ہر رکعت عشا

ہے فنا والاسم فی الاسم و فناء فی روح و جان

فی المسمیٰ گن یہ ۱۰ برکات در فجر صبا

کم خور و کم خواب کن کم گوئی و کم با خلق باش

نہر کے یہ چار رکعت کرا دامت کرقضا

چار رکعت عصر کے ہیں ترک حب و میوئی

ترک عقیبی کی طلب اور ترک کرفض ہوا

حضرت سید محمد شاہ میر ملک دوین

رحمۃ اللہ علیہ فی الصباح و المساء

یوں کئے ارشاد مجھ کو از رہ لطف و کرم

ہے کمالاً تجھ پہ واجب ان فراموش

بِسْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ تجد و امثال

تجد و امثال کے لفظی معنی نو پیدا ہونا مانندوں کا یعنی
ہر لحظہ ایک دنیا فنا ہوتی ہے اور اسی آن میں دوسری دنیا
بعینہ جیسے کہ پہلے تھی ویسی ہی پھر نئی پیدا ہوتی ہے۔

سہ ہر نفس نومی شود دنیا و ماہ بے خیر از نو شدن اندر بقا
آن ز تیزی مٹم شکل آمدہ است چون شرکست تیز جنبانی بد
شاخ آتش را بہ جنبانی بسا در نظر آتش نماید بس دراز

مستمرے می نماید در جسد
مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتی است
باز شد انا الیہ راجعون

عمر کم چون جئے نو ذمی رسد
پس ترا ہر خطہ مرگ جیسے است
صورت از بی صوتی اندر

یعنی جس آن میں کہ فنا ہوتی ہے اسی آن میں پھر بقا
پاتی ہے یہ فعل کچھ ایسی جلدی سے ہوتا ہے کہ فنا معلوم ہی
نہیں ہوتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں وتوری الجبال
تحتہا جاملاک وہی تترسوا السحاب یعنی گمان کرتا
ہے تو کہ یہ پہاڑ ایک جگے جمع ہوئے ہیں حالانکہ وہ گزرتے
جاتے ہیں مانند ابر کے یعنی ایک پہاڑ فنا ہوتا ہے اور دوسرا
پہاڑ فوراً اوس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر قدہ
ہر آن فنا اور ہر آن بقا پاتا ہے ایسا کیوں ہوتا رہتا ہے۔

اس کا سبب یہہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شئی اپنی اصل کے
 طرف رجوع کرتی ہے۔ کل شیئی یورجع الی اصلہا پس ہر وہ
 عالم کا اصل سوائے حق تعالیٰ کے نیستی ہے جو اپنی اصل کے طرف
 پھرتی ہے اور اصل حق کا وجود بھی ہستی ہے اور حضرت وجود
 کے لامتناہی صفات میں اور وہ ایک سکند کے لئے بھی مطلق نہیں
 رہ سکتے ان میں سے ایک صفت محی اور دوسری ممیت ہے
 ان کا فعل ہر آن ہونا چاہئے پس لئے صفت ممیت ہر آن فنا
 کے طرف لے جاتی ہے اور ایسی آن صفت محی بقا کے طرف
 لے جاتی ہے اور جو بخشی کرتی ہے۔ یہہ فعل اس سرعت
 سے پورا ہے کہ چشم ظاہر میں میں اشیاء ایک حالت پر
 معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی مثال بہتے پورے پانی یا چال سے

اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ ایک تہر کے پاس بیٹھو اور غور سے
 دیکھو جہاں تم بیٹھے ہو وہاں پانی تمہارے سامنے سے بہ رہا ہے
 باوی النظر میں پانی ایک ہی حالت پر نمایاں ہے مگر کروڑہا
 پانی کے قطرات تمہاری نظر سے گزر رہے ہیں ان کی جگہ دوسرے
 قطرات تازہ تازہ نو بتولیتے جا رہے ہیں اس لئے پانی اپنی
 جگہ معلوم ہو رہا ہے دوسری مثال جو الہ کی ہے۔ وہ اس طرح
 ہے کہ ایک لوہے کی سلاخ یا ایک لکڑی لو اور اس کے دونوں
 سروں پر کپڑے کی دھجیاں یا تاکا لپٹو گول لٹھو کی طرح اکو
 کرو سین آئیل میں ڈبو کر سلگنا لو اور انٹلیوں کی حرکت سے
 گردش و نہایت تیزی کے ساتھ تو تمہیں ایک آتشین
 گھیرا یا سرکل دکھائی دیکھا حالانکہ وہ سرکل نہیں ہے صرف

دور روشن گولے ہیں جو نہایت تیزی کے ساتھ گردش دینے کی وجہ
 سے دائرہ کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ جو مثال
 حقیقی ہے اس کے فعل کی سرعت کے سبب سے جس کو وجود
 بخشی کہتے ہیں فنا دکھائی نہیں دیتی اور کل یوہ ہونی ^ن شائ
 اور بل ہونی لبس من خلیق جہا ید کا مطلب سمجھ
 میں نہیں آتا اس کی سمجھ کسی صاحبِ سمجھ سے حاصل کر و کل
 شیخی میر جمیع الی اصلہ سے ہر دم اپنی اصل کی طرف کہ
 عدم اور نیستی ہے بالذات میلان حاصل ہوتا ہے لیکن سبب
 اس مدد کے کہ صفت بقائے حق تعالیٰ سے اس کو مدد
 پہنچتی ہے فنا سے محفوظ رہتا ہے اس واسطے کوئی کن اثر
 موجد اور خالق نہ اس سے تخلیق نہیں ہوتا اگرچہ اس ^{اشی}

کو اس کے اصول سے اٹکا ہی نہو اس قاعدے کے تحت ایک
 نئے نئے قنائے صوری یعنی موت کر ڈر ہا جسم لیتی رہتی ہے مگر پھر
 بھی اپنی شکل پر برقرار دکھائی دیتی ہے۔

سوال۔ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آن نیا

جسم پیدا ہوتا ہے تو یہ امر دریاقت طلب ہے کہ زید کبر سے
 کچھ روپیہ قرض لیا اور اس کی لڑکی سے نکاح کیا اور آخر میں
 بکر کو قتل کر دیا تو بتلائے کہ جس آن جس جسم کے ساتھ مذکورہ
 بالامعاملات پیش آئے تھے تو دوسری آن میں وہ جسم باقی
 نہ رہا تو قرض کی ادائیگی۔ نکاح۔ اور قصاص کے متعلق کیا کیا جائے
 کیونکہ دوسری آن میں وہ جسم ہی نہیں جس نے اور جس سے
 یہ معاملات پیش آئے تھے۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو

ثواب اور عذاب۔ نیکی بدی کوئی چیز ہی نہیں۔ کیونکہ جس جسم کے ساتھ گناہ کیا تھا وہ جسم ہی نہیں رہا تو عذاب دوسرے جسم کو دینا یہ صریح ظلم ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

جواب یہ ہے کہ تجدید امثال کے سلسلہ میں حقیقت

کو تبدیل نہیں اور تجلی کو تکرار نہیں۔ یعنی اس فنا و بقا کے حقیقت

ہیں بدلتی کیونکہ فنا و قسم پر ہے صوری اور معنوی۔ فنا کی

صوری ظاہر موت کو کہتے ہیں جس میں ہستی بدل جاتی ہے

اور فنا کی معنوی باطن کی موت ہے جس میں حقیقت نہیں

بدلتی ہے یعنی جو ذات کہ ہے وہ ہمیشہ قائم ہے مگر لباس بدلتا

جاتا ہے۔ ہر موجود کے دو لباس ہیں۔ یعنی فنا اور لہتا۔

یعنی مسیت و محی کا ہر آن ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اس فعل سے

حقیقت میں کچھ غلط نہیں آتا ہے

دمبدم گرتو دل باس بدل پ شخص صاحب باس اچھل
یہہ فنا بقاء ظہور اور وجود اور تجلی و استعار کی رو سے
ہے نہ از روئے حقیقت۔ اس کی تجلی کو تکرار نہیں۔ کیونکہ حق
سبجا نہ و تعالیٰ کی ذات پہلے غیب میں تھی جیسے کہ تجلی کرتی
جاتی ہے ہر ہر تجلی اور ظہور اوس کا تازہ یہ تازہ نو بہ نو ہے
یہ نو پیدا ہونا ناندوں کا ہے جس شے کی صورت سے
تجلی ہوئی پھر مثال میں اوسی شے کی صورت سے تجلی ہوتی
جاتی ہے ہر تجلی تازہ ہے گو دیکھنے میں تجلی اول کے مانند
ہوے

میر و دہر و وجہانے در فنا در ہاں دم دیگر آید جاوے

پس ایسی حالت میں ان معاملات کا تعلق۔ اسی زید
 و بکر سے رہے گا۔ جس کے ساتھ اول مرتبہ معاملہ کیا گیا تھا۔
 سائنس سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے لہذا عالم علوم
 جدیدہ بھی اس مسئلہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَبْيِيحُ التَّوْحِيدِ

مُصَنَّفُهُ حَضْرَتُ پیر و مرشد قبله

بعد از حمد و نعت بدال است سالک که قبل از استغوا در روز
 دارد و در اول به استغفار از جمیع معاصی مشغول شود.
 «استغفر الله من جمیع ما کسره الله قولاً و فعلاً
 و حاضراً و غائباً اللهم اغفر لی و تب علینا انک
 انت التواب الرحیم» روز دوم به کلمه تجمید

سبحان الله والحمل لله ولا اله الا الله
 والله اكبر والاول والاخر لا اله الا الله العلي
 العظيم ^{شود} روز سوم به كلمه شهادت ^{شهادت} اشهد ان
 لا اله الا الله وحده لا شريك له ^{اشهد ان} واشهد ان
 محمداً عبده ورسوله وكلمه توحيد لا اله الا الله
 وحده لا شريك له له الملك وله الحمد
 وهو على كل شيء قدير وكلمه استعاذه اللهم اني اعوذ بك
 ان اشرك بك شيئا وانا اعلم به واستغفرك لما لا اعلم
 هر يك را تا يك پاس مشغولی نماید بعد در پاس آخر كلمه طيبه
 بدل گوید تا وقت عصر بیده دل از غیر حق خالی نموده بسوی
 باطن مرشد متوجه باشد یعنی خطرات ماسوی الشد با کلمه

دو رکعت نافیس مرشد اور اموشتر گرد دو مرشد باید کہ روز سوم
بین المغرب والعشاء بن از ملاحظہ بزرخ کبریٰ و صغریٰ و
کلمہ تجبید و درود چنانکہ روش است مشغولی فرماید۔

۱ اول۔ لا معبود الا الله۔ دوم لا مقصود الا الله

سوم لا فاعل فی الوجود الا الله۔ چهارم لا موجود

الا الله۔ توحید علی و توحید ایمانی و توحید حالی و توحید الہی

حاصل گردد۔ و وقتیکہ بے لا معبود الا الله مشغول

شود از دل جہاد معبودان باطل با کلمہ بکشند و آن در حق مسلمانان

۳ چیز است۔ دنیا و خلق و ہوائے نفسانی۔ یعنی انقیاد

نمیکنم و فرمانبرداری نمی شوم مگر اشد سجائے تعالیٰ را۔ از امور

دنیاوی هیچ چیز را منقاد نیستیم۔ ہر وقت کہ خطرہ از امور دنیا

بیاید و فتح کند و خلق را شریک در عمل نیارد یعنی خطرہ ریاسمہ
 را در عمل راہ ندید اگر بتجاظر در وقت عمل مخلوقے بگذرد کہ بنید
 و بشود مہون محبوب و دوست نہ حق و ہوائے نفس را از مہبودت
 برارد یعنی در ہر چہ خواہش نفس است از جاہ و عزت و خود
 نمائی و عجب و کبر بلکہ جمیع لذات نفسانی از دل مطلقاً دور
 کند بیچ خطرہ از این خطرات در دل جاگردن ندید مگر خطرہ کہ
 بسوی حق تعالی بگشت تا از رتق عبادت بسوی اللہ کلجی قایغ
 گردد۔ ہر چہ خطرہ از خطرات کہ در دل پائندہ شدہ است مہون
 در حقیقت محبوب و دوست۔ چنانچہ حضرت اہل صفا فرمودہ
 اند۔ ما دشغاک عن اللہ فهو صہنامی۔ ہر چہ دور
 بند آئی بندہ آئی۔ و از حدیث صحیح نیز این معنی مستفاد می شود

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "تعس
 عبد الله نيا و تعس عبد الله هه و تعس
 عبد الحميمة ان عطى رضى وان لم يعط استعط"
 بلکه از نص قرآن نیز معلوم می شود "افرايت من اتخذ
 الهه هواه" و علامت صحت این شغل اول آنست که توحيد
 ایمانی بدست آید که بتفرد او صاف الوهیت متیقن گردد چنانچه
 اهل سنت و جماعت میفرمانند که خالق همه افعال جمیع عباد
 حق تعالی است و هیچ اختیار هیچ مخلوقی نیست - چنانچه
 آیة کریمه "و ما یخلق ما یشاء و ینتار ما یشاء
 لهه الخلیفة سبحان الله تعالی عما یشکون"
 اختیار مر غیر حق را اشکر و میفرمانند تعوذ بالله من ان ینزلنا

خود را یا غیرے را اختیار تصور کند خود را مشرک و اند بشرک
 خفی و پنهان بگویند او صاف الوهیت متیقن شد خود را مسلم
 داند. و قتی که این قدر شد لا معبوی الا الله تمام
 گردد و بعد در لا مقصوی الا الله و لا محبوب
 الا الله و لا معشوق الا الله قدم نهند درین وقت
 هیچ مقصود را در باطن خود جا ندید و مقصود سه چیز است
 اول بهشت و ما فیها من القصور - دوم مقامات
 کشفی که اولیا رومی شود از مشغولی مثل کشف قبور یا کشف قلوب
 یا کشف بلاد و غیره از کشف تسبیحی باید که هیچ مقصود نباشد
 مگر کشف ذاتی که عبارت از توحید خاص است و آن در
 عرف صوفیا قنای الشرا گویند و هر مطلب دیگر که در خاطر آید

نفی سازده

درین منزل بود کشف ذکر آت و لی باید گزشتن زان مقامات
 سیوم آنکه تجلیات قربی که اولیای رومی شود مثل ولایت و
 قطبیت و غوثیت و غیر ذلک نیز مقصود نباشد بجز وصال
 حق که عبارت از حضور صاحب معرفت است و آن توحید
 حالی است می باید که هم مطلب و هم مقصد نباشد از آن حیثیت
 که بوجود آن حضور خوش وقت گردد اگر دمی از حضور حق تقاضا
 غافل شود ما تم بر خود انگار دو همیشه طلبش این باشد
 یا وصال خودیده یا فارغ کن از مراد
 و عده فر دار با کن یا چنان کن یا چنین
 علامت صحت این مشغولی آنست که محبت حق سبحانه تعالی

بردل او غالب گرد و چنانکه یک طرفه العین از و غافل نشود
 و بے اختیار بسبب ذکر حالش چنان گردد که گفته
 از بس که خیالت بنظر میدارم در هر چیز نظیر کتم تومی پندام
 و این مقام تلویح است حال و صعقه و فریاد درین جا
 عاشقان را روی میدهد بعد ازین ترقی کند چنانچه مطلب بعض
 رضائے حق باشد چنانکه گفت - در هر فعل و حرکت بسکنت
 طلب رضائے او کند تا جمله افعال و احکام الهی که در جمیع
 تقدیرات حق که بر نفس او یا بر عالم میرود هیچ اعتراض بهیچ
 وجه من الوجوه راه نیابد بلکه هر چه واقع از محبوب شود عین مطلب
 اشخار و "و حقیقتاً المحبته ان نهب کلک من اجبت"
 این جا درست گردد - هر وقت که مرض یا خلل نفس ظاهر شود

چون مطلب محبوب است محظوظ و خوش وقت گردد و نتیجه این
 فکر توحید علمی است که از علم الیقین حاصل گردد و آن آنست
 که بیقین دانند که موجود حقیقی و موثر مطلق نیست مگر خدا و جعل بلا
 و جمله ذوات پر توذات اوست و جمله صفات پر تو صفات
 اوست و جمله افعال پر تو افعال اوست و این مرتباً از احوال
 توحید اهل خصوص است و بعداً مرشد اورا الافاعیل فی
 الوجود لا الله فرماید یعنی لا حرکت ولا مسکن
 فی الموجودات الا الله یعنی لا حول ولا قوة الا بالله
 یعنی لا حول عن شیء ولا قوة علی فعل شیء الا بالله
 تا مدتی عامل شود تا که این معنی در دل قرار یابد و چون ازین
 ظاهر شود جمیع اسماء حسنی مثل لا نافع ولا ضار ولا

معطی و لامانع فی الوجوی الا للہما تا نودونہ اسمائے

صفات تمام مشغولی نماید بعدہ معنی نودونہ اسماء فرماید کہ در موجودات

مشاہدہ نماید مثلاً ہر کجا منع بنید مانع اور ادا ندو یا عطا بنید معطی

اور اشناسد و نفع و ضرر و حرکت و سکنت بالکل اولاً بواسطہ

بعدہ بے واسطہ ازہ شناسد تا آنکہ یہ صحیح فعلی از یہ صحیح موجود مثل

تأثیرات جمادی یا نباتی یا افعال حیوانی یا انسانی ازینہا نداند

بلکہ از حق داند کہ متلبس بلباس کوئی شدہ در مظاہر مختلفہ و اطوار

گونگون می نماید و این جاساکت را مدح و ذم مساوی گردد

بلکہ از ذم بیشتر محظوظ شود و بلاکہ عبارت از رحمت و قہر است

نعمت داند و سہم خا کہ عبارت از دولت دنیا و آخرت

بدن و حفظ نفس است مصیبت انتشار در چنانکہ در حدیث صحیح

وارد شده ^{تالیس} به من مستکمل الایمان من لمر بعد
 البلاء نعمته و اللہ رضاء مصیبه و سنی لالعول لا
 قوه الا باللہ و لا تمترک ذمایة الابان اللہ
 در کائنات مشاهده نماید۔ بل معنی لا موجود الا اللہ این جا
 درست گرد و بعد انشاء اللہ تعالی فتاویٰ تعالی روسے خواهد
 داد که ہر فعل رایے واسطہ از حق خواهد دید بعین الیقین۔
 و علامت قرار تصور مذکور آنست کہ در جمیع موجودات یعنی جماد
 و نبات و حیوان و انسان ہر حرکت و فعل کہ مشاهده نماید
 نقل و تصور حق تعالی بمیدے واسطہ و معانہ اسماء افعال
 حق تعالی در ہر ذرہ از ذرات موجودات کند و بدانکہ ہر علیات
 و سفلیات متحرک ہر حرکت فیض الہی ہستند و او سبحانه قیوم ہست

که همه به او قائم اند چون بوجوب ذکر سابق جز او محبوب نمائند لاجرم
 در هر فعل فعل محبوب مشاهده خواهد کرد و درین وقت لذت از
 هر فعل چنان آید که از فعل مستوق ظاهری پس بالفرض التقید
 اگر کسی دست نام دهد داند که محبوب به این روش محب خود را
 سرفرازی نماید و بیچ وقت در هیچ فعل ظاهری و باطنی از افعال
 محبوب غافل نشود و منتظر باشد که محبوب به محب خود در افعال
 موجودات چه سلوک می کند و به بیچ وجه در هیچ فعل اعتراض
 نکند مگر در فعلیکه مخالف شرع باشد به امر محبوب اعتراض
 کند - سوا از الله در خلاف طبع خود اگر اعتراض کند وقت
 از دست می رود البته تجربه کرده شده است و درین مقام
 وجود موحود در مشاهده جمال و احد حقیقی چنان مستغرق عین جمع

گرد و که جزوات و صفات و افعال و احد حقیقی بچشم باطن چیرے
 دیگر نہ بیند بعدہ در متمہ تجلی افالی بہ این چهار اسم شغولی نماید
 "لا اول الا اللہ لا آخر الا اللہ لا الظاہر
 الا اللہ لا باطن الا اللہ" تا بنظر تحقیق بیاید کہ

حق جان جهان است و جهان جملہ بدن
 توحید ہمیں است و گرشوہ و فن

بعدہ ترقی کند یہ تصور صفات ذاتی یعنی "لا احمی
 الا اللہ لا علیہ الا اللہ لا قدیر الا اللہ لا
 سمیع الا اللہ لا بصیر الا اللہ لا کلیم الا اللہ"
 ہر ایک از اہمات صفات را تا بحدے استعمال کنند کہ در تمام
 موجودات حیات حق را و علم و سمع و بصر حق را مشاہدہ نمایند و

و کیفیت تصور آنست که بدانند که چنانچه آفتاب را نور است -
 «وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ» همی وضع صفات حق تعالی اینست
 نورها دارند. اول نور حیات الهی مشاهده کنند که در جمیع موجودات
 بحسب قابلیت ظاهر شده و حیات حیات اوست لیکن
 هر جا موافق قابلیت ظاهر شود و اعیان ثابتة جمادی و نباتی و
 حیوانی و انسانی قبول فیض حیات الهی نموده و به اعتقاد صوفیه
 رضی اللہ عنہم همه موجودات از حیات او نصیب دارند لیکن
 بعضی جابه صورت طبع برآمد که بخود شعور ندارد و بعضی جاشعور بخود
 دارد و بس و بعضی جاشعور غیر نیز دارد بشدت ضعف و چون نور
 حیات الهی در همه موجودات مشاهده نمود نور علم را به همان طریق
 تصور نماید که یک علم الهی است که در جمیع موجودات ساریست

دهمه موجودات برآن علم عالم اند سبب قابلیت مختلفه
 چنانکه در حیات دانسته شد و وقتیکه علم شد که جز او عالم
 نیست در اراد بچنین تصور کند که بیک اراده الهی جمیع موجودات
 مرید هستند اگر کسی گوید چون همه جا مرید اوست پس اراده
 مختلف از مراد چرا می شود در مخلوقات جوالبش آنست که در
 اراده یی واسطه او اصل بوجه من الوجوه تخلف جائز نیست
 اما در اراده بواسطه مطابق واسطه مراد به ظهور می آید که عادت
 الهی چنین جاری شده و حکمت الهی موافق تقدیر او به
 مقتضای اسماء متفاده او چنین تعاقب نموده است که
 هر اراده موثر نه شود و تحقیق این کلام صوفیه بسیار است
 و بچنین در باقی صفات هر صفت را علل خود نور تصور نموده

منصور باشد تا در جمیع موجودات این صفات مشاهده نماید
 و این مشاهده را بلکه مشاهده افعال را نیز ۳ مرتبه گفته اند.
 اول علم الیقین یعنی بدانکه هر فعل و صفت بالیقین از
 اوست بوجهیکه هیچ شبیه نشود. دوم ^۲ عین الیقین که چشم
 دل هر فعل و صفت که بیند بدانچه آنچه کسی به چشم ظاهری کسی را
 مشاهده می کند. سوم ^۳ حق الیقین که متصف شود که گاه گاهی خود
 که نور خاص حق است که بصورت نفس ناطقه ظاهر شده
 به بیند که عین نور مطلق است و در همه افعال فعل حق داند یعنی
 آنکه خود عین حق است پس فعل حق فعل اوست و فعل او
 فعل حق است و در وقت عین الیقین قرب نوافل متحقق می
 شود و در وقت حق الیقین قرب فرائض متحقق می شود. نوافل

آنکه بنده بسبب اوصاف حق متصرف است و فرائض آنکه
 حق بواسطه بنده قاعلاً است و اینجا نام سالک مستحق می شود
 و تعلق به اخلاق یعنی انصاف به اوصاف محقق گردد و درین
 وقت موجود را وجود او در نظر شهود در نیاید تا غایتی که این
 صفت توحید را نیز صفت واحد بیند و این دیدن را هم صفت
 حق دانند و سستی خود را که موهوم بود در نور ذات حق مطلق محو
 مستغرق بیند و یک لوز وجود مطلق در بواطن جمله اش یابند
 که همه تلبسات روحی و مثالی و شهادی به او قایم اند و او
 متصور به همه صور گشته و اصلاً نام و نشان غیریت به هیچ
 وجه من الوجوه در و راه نیابد معاذ الله اگر بیاید خود را محبوب
 دانسته التجا به حقیقت خود کند تا بر طرف شود - بعد به بروج

به سبب بیع نود و نه نام را استعمال کند و درین وقت مرشد
در تصور لا موجود الا الله ما فرماید که در جمیع موجودات
یک وجود مشاهده نمایند که قائم بالذات است و جمیع اعیان
ثابتة قائم بنور او هستند بلکه عین نورش اند که عبارت از نور
و احدیت است و اعیان خارجه از روح و نفس و بدن همه قائم
بعین ثابتة خود اند و هر عین ثابتة را قائم بذات داند و مراد
از عین ثابتة این جا حصه وجود است که علم تعلق به او گرفت
بودن حیث التعلق با علم معدوم است و من حیث التحق
موجود است و سهون را به اصطلاح صوفیه محققین سر ابر گویند
این جا این معنی مستحق می گردد
در کون و مکان نیست عیان بیک نور به ظاهر شده آن نور به انواع ظهور

حق لذت‌نوع ظهورش در عالم به توحید همین است و اگر وهم و غرور
 این جا ذکر خاصه نقیه شاید بکار آید لا اله الا الله لا اله الا الله لا اله الا الله
 البحت القايم بالذات الظاهر بهذا الاوصاف والاعتماد
 یعنی نیست موجود مگر وجود بحت که قائم بذات خود است و جمیع
 صفات الهی بابت و هشت گانه و اعتبارات کیانی بابت و
 هشت گانه به او قائم اند و او ظاهر شده است بصورت افراد
 آنها من الازل الى الابد و هر آن در افراد بلباس دیگر خود را
 خود می نماید و در گفتن گوئنده حق را داند و دویی را به بیچ وجه راه
 ندید و اینجانب نیز امهات صفات بروجه عنیت بکار می باید داشت
 تا توحید حالی روے نماید که حلل توحید و صف لازم ذات موحده
 گردد و در جمیع موجودات حقیقی چنان بنید که آن موحده خود را

به کمال استیلا مشاہدہ می نماید گاہے خود را در جمیع موجودات
متصرف یا بد به عنایت حاصل چنانچہ قطره در دریا گم شود، همچنین
عین ثابتہ را در بحر وجود محو یا بد جمیع تصرفات حق تصرف
اوست ۵

تو درو گم شو وصال انیت بس

تو مباش اصل کمال انیت بس

بعده در نقش اسم ذات مشغول شود چنانکہ در حلا و ملائک شد
به صورت زنگ آفتاب و یا مہتاب در دل می گروہ باشد یا
عنیت کہ تلم خود را خود بر دل صنوبری کہ منہرے از مرقا ہر اوست
نقش می کند، همچنین مستور باشد تا فانی گردد و تصرف دائمی
یست آید اگر مقدر است بہ بقا روئے نماید و دعوائے انا الحق

انا الحق و سبحانی ما اعظم شأنی دست میدهد و توحید الهی منتصف
 می گردد - چنانچه حق سبحانه بوحدهت خود همیشه موصوف بود
 و هست - بهمان وحدت حقیقت سالك موصوف میگردد و این
 جا سالك بمرتبه جبروت که عبارت از واحدیت است خواهد
 رسید و در توحید عالی سیر او تا ملاوت است و در توحید علمی
 منزه در ناسوت است بده تجلیات و حالات رو می نماید
 که گفتن مجال است - و ایم می باید که در سه پایه ذاتیه مشغول
 باشد -

حی - علیو - قلیو یا سه پایه صفاتیه - سمیع بصیر
 علیم - یا بدم اللہ - اللہ گوید - حاضر ناظر شاهد حق را دانند بلکه
 ناظر و منظور ظاهر و باطن اولی و آخر او را بیند - یا اسمی و دیگر که

در آن خط یا بد بدم بگوید و ایضاً یا بگوید یا اللہ - یا حی یا قیوم
 یا بگوید یا اللہ یا رحمن یا سرحیل بدم بر دل تسمور کند و تصور
 هر یک از مرث معلوم کند - و در وقت حی وجود مطلق بجمع اسماء
 و احدیت تصور کند و در وقت قیوم تلبس به نفس رحمانی بصورت
 بروجه تجدد امثال در نظر آرد و همیشه بلکه هر دم درین مشایده
 باشد و در وقت یا سرحیل کمال جلالت مشایده نماید و
 در وقت سرحیل کمال استجلا به کماله مشایده نماید تا هیچ
 وقت هیچ وجه از حق غافل نشود هر چند اعمال که سبب غفلت
 است کرده باشد - اینجاست که فرمود مر جبال لا تلهیهم
 تجارتهم ولا بیع عن ذکواللہ

سبحان اللہ چه سراسر است که هیچکس محرم نیست بلکه هیچکس

نیرت کہ نامحرم شو و فقہی من فقہد۔

اے برادر چون ساک طرفے از معنی بے نشان دریا
 و دیا پیش می آسند راه جذب و راه سلوک و شیخ مستقامت
 است در تقدیم یکے بر دیگرے در حمان مجذوب ساکک بر ساکک
 مجذوب کہ جمع علیہ اکابر است مستلزم ترجیح تقدیم جذب
 در حق جمیع ساکان نیست۔ بہا کس کہ تقدیم سلوک ویرالفتح
 است از تقدیم جذب بحسب استدلال خاص۔ و مراد ما از جذب
 این جانہ محض کشش خاطر است بجانب غیب و بر طرف شدن
 خطرات و نہ رپودہ شدن از عقل و وظائف شرع و ادب
 بلکہ مراد این جاخرق حجب وجود است تا حقیقیہ محقق و
 نفوذ است سوئے مبداء اول اے احدیت برج قہقری

از راه انا و حاصل جذب تحلیل اجزا است و کشف حجب .
 و مراد از سلوک انصباغ نفس است بکنیفی از کیفیات نفسانی
 و پیدا کردن آن در خویش مثل تحشوع و طهارت و عشق و جز آن
 اما روش جذب آنست که چون ساکت فی الجمله به عالم غیب
 آشنا شد او را فرماید که ذکر زبانی یا قلبی بسیار کند و دیده
 بصیرت را منتظر آن عالم دار و دودل خود را آنجانب متعلق
 گرداند . فقیر شک ندارد که چون چند روز بدان جانب
 متوجه شود تو حید افعالی او را منکشف گردد پس بحال نه فکر
 درمی یابد که عالم و حرکات و سکناات او بمنزله احوال تمایل
 لعبت باز است و آن همه راجع بتدبیر و حدانی است و باز
 بسته به فعل و احوال است و اگر پیش ازین معتقد این معنی بوده است

الحال آثار این بروے ظاہر شوند از توکل و تفویض و عدم
 نسبت موت و حیات و شفا و مرض به اسباب آنها مگر بحسب
 سبب الله و قلت امتحان و اعیضه قویہ و تمسک به اسباب
 و اگر معتقد نہ بود الحال اعتقاد تمام ناشی از وجدان او حاصل
 شود و سحره درین جا حوادث کلیہ اند مثل فقر و غنا و شفا و مرض
 و موت و حیات و جاہ و ضلوع - اما رویت تصریحیت در هر چیز
 از اوراق اشجار و مثل آن نزدیک مادر اصل دامل تو حید
 افعالی نیست - اگر چه بسیار است کہ سالک را حاصل
 می گردد و گاہی اہل ارشاد درین مرتبہ اورا فرمائند کہ
 ذکر کند و ملاحظہ " لا فاعل فی لوجون الا اللہ " متطور وارد
 سازد و تر این معنی بروے غالب آید - اگر چہ اصل ظہور این

نسبت موقوف برین ملاحظہ نیست و صاحب توحید افعالی
 ناسوت را مثل ظل عالم غیب می بیند چنانکہ اگر عاقل بیند کہ
 سایہ متحرک است بطریق بدایت اثبات جسمی کہ اصل سایہ
 است می کند همچنین این درحواوٹ عالم افراد آن تدبیر غیبی
 را کہ عالم ناسوت ظل آنست مشاہدہ می کند و بعد از ظہور توحید
 افعالی - توحید صفاتی ظاہر خواهد شد و مراد از وے مشاہدہ
 آن واحد است در صورتی - پس بدایت اثبات اصلی کند
 کہ ہمہ اختلاف و تشعب دران واقع است و آن اصل را در ضمن
 آن صور می بیند و می شناسد مثل مشاہدہ انسان کلی در ضمن
 افراد انسان یا مشاہدہ شمع در تماثیل مستحذہ از شمع و آن اصل
 را بیز رنگ می داند و رنگ ہائے مختلف مانع بیز رنگی نمی داند

بطریق بداهت نہ فکر۔ این دو مقام متصل اند با ہم و آخریکے
 بادل دیگر مربوط است و از مردمان کہے ہست کہ طول العمر
 بہین جا ماند و عروج ازین جا میسرش نہ شد و آنکہ قوی الحجت
 و ذکی الذہن است بعد ازین حالات متوجہ می شود بر آن اصل
 و ادبغیر انتفات بہ آن صورت مختلفہ بلکہ از آن کثرت نظر پوشد
 و ذہول و رزدوستہ اللہ جاری شدہ است کہ تمام
 توحید صفاتی بر مشاہدہ آن اصل است در ضمن انا کہ
 عبارت از ہولیتہ خود است پس نظر بہ انا نافذ می گردد
 بہ آن اصل و ازین جا پے تراضی نظری پوشد از صورت و آن
 حال را توحید ذاتی میگویم۔ درین مباحث اگر چہ در مبحث
 ذوق الاصل مراد ادا ان چیزے دیگر دارم و ہمانست۔

”کالبرق الخاطف“ - اما توحید ذاتی کہ این جامہ اداست
 مقامے است از مقامات کہ سالک آنجا استقرار می کند
 و بعض سالکان از توحید انعالی بطریق طفرہ بتوحید ذاتی
 می رسند و بتوحید صفاتی و بدین حقیقتہ الحقائق در ضمن
 انا اسلام آشنائے شدند و قلیلاً ما بعد و بعد تکمیل این
 نسبت پے تراخی مندرج می شود بہ نسبت بے نشان و یادداشت
 و ذکر خفیہ و حقیقت آن التفات اجمالی است بہ سوسے حقیقت
 الحقائق یہ چون سالک این جا رسید بروے واجب است
 کہ زمانے دراز آنجا توقف کند و بہ تجرید تمام داشتعال عظیم
 متوجہ بہ این معنی باشد تا اوے را نمایند کہ تعینے خاص
 ازان حقیقت نشوب شدہ برہوئیست وے نزول

فرمود و وے باقی شد بہ آن تعین داین جاراہ جذب
 آخر رسید۔ چون این قسم وحدت بر سالک منکشف شد
 راہ جذب را طے کردہ است معتقد توحید و جود می باشد یانہ
 تفصیلات آنست کہ یکے اولاً توحید صفاتی می یابد و بعد از مانے
 ازان در می گذرد و بتوحید ذاتی می رسد و این معادلہ را
 توجیہہ (اے شہودی) می کند۔ یہ آنکہ تخت مغلوب شدہ بودم
 و قیومیت واجب را بہ نسبت ممکن استجاد دانستہ بودم چنانکہ
 در عالم منام کہے سبج رامی بیند و آنجا ہیج سبج نیست قوت مخفیہ
 وے است بہ شکل سبج ظہور کردہ است و چون ازین مقام
 ترقی کرد و بہ تشریح افتاد آنرا خلاص از ورطہ تشبیہ دانست
 و دیگر ماہر بہین صورت واقع شد و آن را توجیہ کرد بہ آنکہ

نیزول	اسماء الہی نصف اکرہ	لایح	حروف	نیزول	اسماء الکرانی نصف ذکرہ	نیزول	کیفیت
	بدیع		ا		عقل کل		کیفیت
	باعث		ب		نفس کل		
	باطن		ت		طبیعت کل		
	آخر		ث		جوہر کل		
	ظاہر		ج		شکل کل		
	حکیم		ح		لحم کل		
	محیط		خ		عروش		
	تشکوہ		ذ		کرسی		
	عفی		ز		بروج		
	مقصدہ		ر		سمازل		
	ربا		ز		زحل		
	علیم		س		مشتری		
	تقاہر		س		میرج		
	نور		س		شمس		

عالم امر

شمار (۷) سے
(۲۸) تک عالم خلق

عالم حق

شماره	نوع	نوع	نوع	نوع	نوع	نوع	نوع
۱۵	زهره	ض	مصور				
۱۶	عطار و	ط	موصی				
۱۷	قمر	ظ	ببین				
۱۸	کره نار	ع	قالبض				
۱۹	کره هوا	غ	حی				
۲۰	کره ماء	ف	مھی				
۲۱	مرتبہ خاک	ق	مسیت				
۲۲	مرتبہ جادو	ک	عزیزه				
۲۳	مرتبہ نبات	ل	زاق				
۲۴	مرتبہ حیوان	م	مذل				
۲۵	مرتبہ ملک	ن	قوی				
۲۶	مرتبہ جن	و	لطیف				
۲۷	مرتبہ انسان	و	جامع				
۲۸	مرتبہ جامع	ی	رفیع الدرجات				

عالم مشفق

هو هو هو
 بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحکم اللہ الذی ہذا انا لہذا وما کنا لہذا
 لولا ان ہذا انا اللہ وصلوۃ بے نہایت بربرتر کبریٰ میں
 العالم الغیب والشہادت و تحیات بے پایاں
 بر مخاطب لولا کہ لما خلقت الافلاک والہ و انما
 اجمعین۔

اما بعد یعنی از اسرار مخفیہ و اسرار دقیقہ عالم باطن برائے
 طالبان و سرگشتگان بادہ محبت و ولولہ زدگان عشق و پیوستگان
 آتش فراق و ہجر کہ از زبان اوستادان کامل و مرشدان کمال

شنیدہ و از کتاب ہائے معتبر دیدہ بود عمل آورده و معاملہ توش
 معائنہ کرده درین اوراق نوشته شد اکنون در کلام قدسی آمدہ
 است۔ حدیث قدسی۔ "إِنَّ فِي جَبَدِ آدَمَ مَضْغَةً
 وَفِي الْمَضْغَةِ قَوَائِمٌ وَفِي الْقَوَائِمِ قَلْبٌ وَفِي الْقَلْبِ
 سَاوِحٌ وَفِي السَّوِحِ مِثْرٌ وَفِي الْمِثْرِ خَفِيٌّ وَفِي الْخَفِيِّ
 آخْفَى وَفِي الْأَخْفَى" و در کلام مجید آمدہ است۔ "وَفِي أَنْفُسِكُمْ
 أَفَلًا تَبْصُرُونَ" وَهُوَ مَعْلَمٌ أَيْتِمًا لَنْتَهُ وَإِنَّا
 سَأَلْنَا عِبْرَائِيلَ قَائِلًا قَرِيبًا۔ انا عند منكلثرة قلوبهم
 لاجلی۔ روزے از رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم کیے از طالبان
 مطلق پر سید کہ این اللہ گفت بدل انسان کہ لا یسعنی
 اراضی ولا اسمائی ولكن یسعنی قلب عبد المؤمن

پس طالب را باید که خداے را در آسمان و در زمین و بیابان
 و در جنت و در حجره ننگر و بلکہ در باطن خود جوید و بخود جوید -

سر با عی

آن را کہ بچشم جانست ایجان؛ نور بصیر و تعلق لسان است ایجان
 با جمله و بے جمله عجب جانانست؛ در سر چه کہ بنیم همانست ایجان
 یافتن حق شناختن خود است کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ السلام بہ را در خلوت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ را گفت
 کہ یا علی خدا را در خود بشناس - چنانکہ گفت علیہ السلام من
 عرف نفسه فقد عرف ربه (ترکیہ بر نفس و تصفیہ
 بر قلب و تجلیہ بر روح و تجلیہ بر سراست) پس شناختن خود
 شناختن حق است و شناختن حق یافتن خود است تا بہتی

خود به تمام فانی نشود و کمال شناخت میسر نگردد. چنانکه فرمود
 عرفت سر بی بر بی لای عرف غیر الله. هم خورد اخلا
 داند در غیر که گنجد در ان. لیک در یاک غیر جز اعتبار نیست
 و بعد از شناخت محبت پیدامی شود. چون محبت غلبه کرد عشق
 نامند که استیلاک محبت هو العشق. بده در مقام عاشقی
 می رسد بعد از آن در مجر و عشق و برائے حاصل کردن این مقامات
 مرتبه در ان کامل مراتب نهاده اند. چنانکه تزکیه^ط و تصفیه^ط
 و تجلیه و تخلیه^ط. این چهار مراتب است تزکیه دور کردن اوصاف
 ذمیه و اخلاق ناپسندیده است. و کم گفتن و کم خفتن و کم
 با خلق بودنت این نیز از تزکیه است. و تصفیه^ط دل را با ذکر
 و مراقبه صیقل کردنت

سودی حجاب نیست تو ائیمه صاف در

ز لنگار خورده کے بنامید جمال دوست

درد نفی این چهار خواطر نیز تصفیہ است۔ اول خطرہ شیطانی

دوم خطرہ نفسانی۔ سوم خطرہ ملکی۔ چہارم خطرہ رحمانی۔ اول

خطرہ شیطانی میل کردن بر حرام و منہیات و مخالف شرع

و آنچه بدان ماند دوم خطرہ نفسانی میل کردن بر لذات و شهوات

اگر چه حلال باشد۔ یعنی با بدامتنہ لبقاء النفس سے

چرب و شیرین کم دہ این مردود را

زانکہ تن پروردہ رسوا می رود

سوم خطرہ ملکی میل کردن بر طاعات و عبادات و حسنات

و غیر آن۔ چہارم خطرہ رحمانی مایل شدن خاطر بر معرفت و

^۳
 محبت و وحدت و دلوله شوق و ذوق است و تجلیه بر روح
 است که مشاهده حق است درین مقام طالب را در هر لمحده و لحظه
 چندین هزار تجلیات جلالی و جمالی می نماید و ساکنی به ارواح
 خویش مشاهده می کند

هر لحظه به کل دگر آن یار برآید * هر لمحده دگرگون و به کلزار برآید
 این جا لذت و ذوق و سرور عالم می یابد و سر اسر همه شوق
 می گردد و این جا مقامیست که بسیار ساکنی درین مقام
 مانده اند و کار ازین بیشتر است باید که درین منزل قناعت
 نهند و ساکن نشود که "السکون حسن" علی اولیایه
 در اینجا کشف و کرامت و اظهار خواطر است باید که در تصرف نیارد
 و خود را بنگهدارد که مقصود و راع الوار است این جا ماندن کفراست

«مَنْ شَفَاكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ صَنَمَكَ» روح را بقالب
 ظهور دیگر است شخص را بشکل که آن هم اولست و آخر است
 و تخلیه بر سر است که خالی کردن سر است از خود و از مقابله
 و مجادله خود و از مقام سر خود را خالی کردن بیشتر مقام خفی در خفی
 کانیست که گوید زیرا که کارکننده از مقام سر خفی در خفی محوشده
 است کار کنی کند و کار پرستد و چه کند که گوید و که شنود
 فهم من فهم - عزیز من این جا خود در محو و طس در طس و ناپیدا
 و ناپیدائت و بیله تدی و یله صدی است و از خفی خفی الغیب
 است تا آنجا ترسی نه چینی و ندانی زیرا که بر عالم باطن آنهاست
 نیست که در اعابورا است کمال کمال ظهور عین بطون است
 و کمال بطون عین ظهور است (هوالاول هوالآخر هوالظاهر هوالباطن)

نظر عشق بر عین عین است ۵

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر ۶ سوئے اللہ اللہ مافی الوجود

تماشاے خود را به خودی نمود ۷ که خود عاشق و عشق و مستون بود

سالک در اول مرتبه در عشق حسن خیالیت و مقام او

در دماغت و بسته شدن خیال او را تعلق به مرتبه شده

است چون خیال بسته شد بدل افتاد کار دل ذکر است

چنانچه بالارفت چون کار دل تمام شد کار روح می فرماید

و کار روح ذکر قدسی است و مقام مشاهده است چون آن

کار تمام کرد و در حقی کار نیست چنانچه بالارفت بشیر غیب الغیب

است و این جا سالک از تفرقه یجمع در جمع آمد از کثرت بوحده

رسید و از تفصیل به اجمال پیوست و از مقید بمطلق پیوندد شد

کامل گشت هنوز مکمل نیست جمع است جمع الجمع نیست فنا شد
 فنا و الفنا نیست زیرا که در خفی محو شد باز به تنزلات آسودن
 نمی تواند مجذوب گشت ساکن نیست مست گشت هوشیار
 نیست و چون ازین سکر بھو آید و این صحو عین سکر نماید انگاه
 در جمع الجمع رود چنانچه در منازل ترقی کرده است منزل کند و
 آن منزل نیست بلکه ترقی در ترقی است زیرا که بدو آمده است
 و بدو می گوید و می شنود باین تکمیل و بحیران مقام است
 فلین مقام جمع الجمع است و فنا و الفنا است کائنات بائن
 انبیا و اولیاء و مرشدان که دعوت می کردند درین مقام بودند
 که ایشان با حق حق باطل بودند خواب ایشان بیدار نیست و حتی
 ایشان عین هوشیاری است - ان عینی بنا و اولیاء قلبی -

و این جا قایل عین صامت است صامت عین قایل این مقلم
 تکمیل است تا کرا دیند و کرا چنانند منها الاس باب النعم
 و العاشق نشکون ما یجمع - سالک را فناء اول
 صفاتی می شود بعد فناء ذات درین هر دو مرتبه نهاده
 اند چنانکه خدائے تعالیٰ راسخ صفات ذاتیه یعنی اتم و
 ارکان الوهیت و امهات صفات نیز و آن این است
 حیات علم و ارادت و قدرت و سماعت و بصارت و کلام
 پس فناء صفات سالک بصفات الهی یعنی متصف می شود
 بصفات اللہ و آن انیسیت - حیات بحیات حق و علم را بعلم
 حق و ارادت را ب ارادت حق و قدرت را با قدرت حق و
 سمع را با سمع حق و لبصر را با بصر حق و کلام را با کلام حق این جا

اتحاد معنوی میسر می شود که تمیز آن ممکن نیست اگر نظر سالک
 بالتحقیق به آن افتد کما حقہ بدانند و به بیند و بشنود کما حقہ
 و هم خودی و دومی نیست که آن را وجود موهوم و حجاب میگویند
 دور کنند درین مقام سالک از خود فانی و بحق باقی می گردد و بصفا^ت
 نه بذات و این را قریب لواطل گویند چنانکه کلام قدسی است
 اَللّٰهُنَّاسُ سَمَاعٍ وَاَنَا مِسْرَاكٌ - لَا يَنْزِلُ الْعَبْدُ
 يَتَقَرَّبُ اِلَى الْبَلْوَاظِلِ حَتَّى اِحْبَهُ وَاِنْ اَحْبَهُ
 كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَاَبْصَارًا وَاَوْدًا وَاَوْسَانًا وَاَسْرَجًا لِي
 يَسْمَعُ وَاَبْصُرُ وَاَوْدِي وَاَيُّخَذُ وَاَبِي بِطَيْشٍ وَاَبِي بِنَيْطِقٍ
 وَاَبِي بِمِشِي وَاَنْتَا لِي ذَاتٌ مَسْنُوْرٌ بِاَنْتِيْتِ وَاَبِي بِرُوْدٍ وَاَبِي بِصَفَا^ت
 سُبُوْرٍ اَصْفَا^ت بِه سَالِكٌ مِي كَمَنْدِ چنانکه گفت لَهُ سَمْعًا وَاَبِي بِسَمْعٍ

و ساک را نسبت بخود هنوز مقام دومی است. که التوحید
 قطع الاضافات. و چون در مقام فانی رسد اصافت از ساک
 بر خیزد و آن شور ساکیست بر قلب خویش تا آنکه شور محو شود
 نداء انشاء میر نشود. فاینما تولوا فلتم وجهه اللہ ولی
 مع اللہ و وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب و الابن
 هر سلسله این جا بصفت و ذات مستهک و فانی محض گردودین
 مقام صحیحیت که بالاتر از محو است و این جا اصافت و نسبت
 بر خاست. کل من علیها فان. این جا رومی نمساید.
 کل شیء هالک الا وجهه سر برزند. لمن الملک لیوم
 لک الواحد القهار. خود بیان تمام است و کل لیوم
 هو فی شان و ان ربی علی صراط مستقیم و کان

ولم یکن معه شیءٌ - فمائه ذات این جا تمام گشت
و این را قرب فرائض گویند.

۵- به نقش خود است قمره نقاش

کس نیست در میان تو خوش باش

۵- جانان تو با ما بوده چندین چراستموده

آخر تو هم خود بوده الحمد شد یا نعم

حدیث مستفراق امتی علی ثلث و سبعین فترقت

کاهم فی الناس الا واحداً - هفتاد و سه ملت اند مفقار

و دو ملت اهل ضلالت اند و یک اهل هدایت پس طالب ا

باید که خود را تفحص کند که من در کدام فرقه ام و دانستن این امر

مشکل است ایشان را نیز و لائل و بر این باطل اند پس شناخت

برد و نوع است یکے آنکہ خود را در قول و فعل و حال متابعت
 رسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنید چنانکہ در حدیث
 الشریعت اقوالی والظرفیۃ افعالی والحقیقت احوالی
 والمعرفۃ وصالی۔ اگر قال با قال رسول اللہ و حال با حال
 رسول اللہ و افعال بہ افعال رسول اللہ قدم تقدم خود را بہ سیرت آنحضرت
 علیہ السلام باید بدانکہ در ہدایت است و گرنہ در ضلالت و دم
 آنکہ راہ حق تا نہایتی نیست و حد سے نیست پس ہر جا سالک سیر خود
 را حد و نہایت بنید بدانکہ اہل ضلالت است و اگر سیرور اورا
 رود بہ ہیچ منزل فرو نیاید بدانکہ اہل ہدایت است نیز کہ اورا
 نہایتی نیست ہر جا کہ مقام کند بت راہ او باشد چنانکہ ہن شغلک
 عن اللہ فہو صائمک۔ پس طالب بہ ہیچ جا مقیم نہ باشد

دُنمزل نہ کنڈ بسیت

محالست سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفیٰ

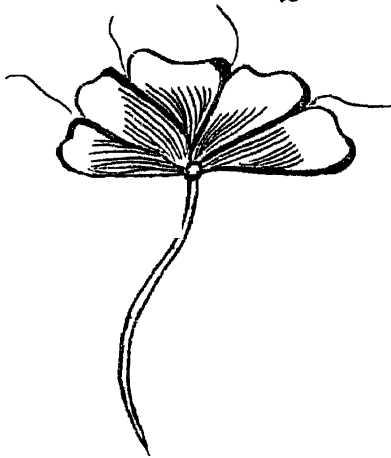
صراط مستقیم راہ توحید است و عشق کمال خبیر آن میسر نہ گردد
مقام حضرت محمدی چنانکہ اول سالک رافنا و الفنا فی اشخ تمام
در متابعت آنحضرت است و آن مقام جبروت است تا کہ راہ
جبروت قطع نکند در لاپوت نہ رسد اگر کسی را بخت فرخ آفتد
اور راہ عشق با متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میسر گردد
و بے این باقی ہمہ نقصان و ضلالت است و شوقی کہ آنحضرت
را با حق بود ازان پر توے و سایہ برین سالک آفتد تمام
کار است بسخمت مرشد کامل۔ اللهم ادر زقنا و

ایا همد با لعشق و الشوق و الذوق تمام است بمج

صفات السدولی التوفیق بالارشاد

تمت رساله حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارنی

قدس سرہ الغزیری۔



قصه

حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

(درستہ ۱۰۰۰)

چشم بہ کشا کہ جلوه دلدار	متجلی است از در و دیوار
نخن اقرب الیہ آیدہ است	دور افتادہ تو از پندار
کل شیء محیط می بسیم	می سرائی بہ سخن موسیقار
تا بکہ در صفات جولانی	ہچو یکچند احمق بر عار
اوبہ پیش تو ایستادہ چہ سرو	سرفرد بردہ تو ز گس و وار
سر ز گرز زوری بہ ہمسر	بہ کشتی در دو چشم پر ز نگار

از پس پوشی و زمین بسیار	از درون دبرون شیب و فراز
پیش تو پرده گیر و از رخسار	شاهد لا اله الا الله
و هو معکم نماید دیدار	شعوب و حبیب الله آیت به نظر
به سراغ تو برکشاید یار	کاروان نجات من روحی
لیس فی الدار غیر ناد یار	این تماشا جو بجز می گوئی
و احدیت رساندت به هزار	احداست او اگر توبه شماری
همه یک آنه است این خرد	همه یک قطره است این دریا
به تن واحد آن سپیدار	اسپ و فیل پیاده و فرزین
شتر و اسپ و فیل و گاو و جمل	می نماید به چشم احوال تو
بلبل و قمری و چکا و کوسا	زاع و طاووس مار و مور و گوس
مستی و شقی و بد کردار	کافر و گبر و مومن و ملحد

وز و جوش و طیور و حیوان دار	هر چه می بینی از حجاد و نبات
از جنیبات و طغیبات انکار	آسمان و زمین تشیب و فرزاز
می کند جلوه با برین اطوار	این همه ذات پاک نزدان است
سوسه عین ایتقین بیابی بار	گر تو علم ایتقین بدست آری
شوی از کائنات بر خوردار	روئے حق ایتقین عیان بینی
صورت خویش را بصورت یار	به همین دیده میگری ظاهر
راحت و رنج و اندک و بسیار	گوئی آنکه نه خود که این همه است
لمن الملک و احد القهار	پس به خود گوی و ز خود شنوی
که خرت باز مانده از رفتار	تو بدین پایه کی رسی هیات
عاشقان را بدست هست اقرار	من طلبنی وجدنی آمده است
زین سبب گفت احمد مختار	من دانی فقدم ای الخت را

گر نمی دید حیدر کرار	من عرف افضله نمی فرمود
بشنوید اے خزان کوه نثار	رض من کان هذا اعمی
در قیامت زلالت دیدار	بهر که این جانید محروم است
بدر آرزو هستی تو دمار	کار کن کار پیش از آنکه اجل
پایه مردی کن قدم بردار	منزل تو نه دوز نزدیک است
شترت است تو گسته مہار	قاطعان طریق در راه اند
ورنه چون ابلهان سمر بخار	انامیسی بگو اگر مردی
بچ فہیدی اے نخو کردار	بہ چہ معنی انانیت کفر است
صن سرائلی بگو پمیر دار	خویش تن را انگو منم یعنی
از نیاش و لیک میم بہار	قل هو اللہ و صف احمد ان
دارد آئینہ دلت زنگار	این سخن در تو کہ کند تا شیر

خواست مرشد ز ایزد و ادا	روزے از روز با کلیم اللہ
پیش از بلبس مفسدان سالار	وحی آمد بر اے ادا کہ برو
رفت پیش آن لعین ناچار	راہ طے کر دو سر بچکم نہاد
کلاسے تو در راہ عشق پاک عیار	گفت خواہم من از تو ارشاد
بر سر تو تہادہ تاج مدار	یعنی ایزد بکے ارشاد م
جست و برجا نشیپ تہجد ترا	زین سخن بچو شعلہ سر چید
طوق لنت بگردن ادبا	گفت من از دم ازل دارم
تو کلیم اللہی نداری عسار	تو ندیم اللہی نداری سنگ
من کجا وکیل این اطوار	من کجا و طریق این احکام
من پانگم پانگ دین ادبار	من ہنگم ہنگ عصمت غار
مفسدان را منم سپہ سالار	راہ در رسم ضلالت از من چکا

اے تو در راہ عشق خوش نماز	بزبان نیاز بازش گفت
نکتہ ہم برائے من بگسار	درس کرو بیان تو میگفتی
لب گو ہر فشان شوکر بار	بہ تکلم در آمد و بک شود
در من بر بنویسی این طمار	گر ز من چشم داری این معنی
این سخن راز من بظاہر وار	من گویا تو ہر چو من نہ شوی
ہر چہ خواہی گو و باک مدار	چون شوی ہر چو من بر دل ان
زخم اور اسپر پوسینہ میار	یعنی اول چو من متوالے مرود
گفت از روئے عجز والا کسا	چون شنید این سخن از دوستی
این سخن از تو اے ملک عیار	راست گفتی درست فہمیدم
می نمایم لولوے شہوار	عین آبیم گر چہ در ظاہر
زانکہ ما شہر بتیم شکر وار	نام خود را کنون چو آیتیم

آب را تو تمام خزاله نگر	ثزاله را عین آب می پندار
خویش تن را تو در میانہ بسین	سد اسلند را از میان بردار
لیک اندر قمار خانه عشق	بیز منصور کس رنه باخت قما
تا تو هستی خدائے در خوابت	چون بمیری تو او شود بیدار
فتمنوا الموت ان کلتو	صدا قین آمده است در اجا
گر بمیری تو پیشتر ز اجل	نکت در بر تو تیر و خنجر کار
مکالم الموت را شود به یقین	همچو سیما بکشتنت دشوار
صیغہ عفا کجا تواند کرد	بوالفضولے اگر رود شبکار
تو نجوف و جازین در گاه	باز می مانی ای خمیرہ شما
از زبانت ہی کنی من و تو	جانن یک ز مانگی ہشدا
عشق گرد دولت فرود شمع	روز روشن نماید شب تا

ذوق و شوق آن چنان عیان بینی
 محو گردی چنان تو از مستی
 دو صفت سرزند ازین مستی
 یا به کل اللسان شود فاشی
 لیک طال اللسان هلاک شود
 و آنچه کل اللسان بود چه شود
 کم نه گردد ز کاشش یک مو
 آنکه او سر بد ز بهت سرست
 نگاه طال اللسان بدهاوش
 میزند موج اندرین معنی
 او خرد نشان چو بلبلان بهار

که شوی مثل من از خود بیزار
 نشناسی کلاه از دستار
 می طرازم به صفحی اظهار
 یا به طال اللسان کن گفتار
 سرو پا گم کند هر دستار
 با سلامت به لیسید بهار
 گم نه گردد ز خرقه اش کتاب
 و آنکه او سر بر د ز بهتیار
 نگاه کل اللسان کن گفتار
 مطلع هم چو مطلع الانوار
 او خموشان چو طبله عطار

غیر او کیت کو سخن گوید	یا خمش برشتید اے دلدار
از بچائی فریب خود خود گشت	حیلوه در قد و در قدم بقاد
تاب در زلف دو سمه بر آبرو	سرمد در چشم و غازه بر رخسار
رنگ آبی آب دریا قوت	بوی در مشک و مشک در آثار
ہست فعل خود است و سخن نظر	خود تماشا و خود تماشا کار
عاشق خود خود است غم و مشق	خود طبری خجی دست و خود بہار
خود شدہ طوطی و خود آئینہ	خود شدہ پیش طوطی آئینہ دار
خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست	خود زند باز باب استخفا
حمد خود از زبان خود خود گفت	تا کہ بر خود شود پذیرفتار
خود ہمیشہ پیام آورد	گشت خود مستتر نمود اقرار
گفت انا احسنہ بلایم	از زبان محمد مختار

لی مع انشد من الی گفت
 رب انی بگوش خود خود نیت
 باز خود گفت کن ترانی را
 خود انا الحق زد از لب نهو
 من نیم او خود است قافسینج
 هست کن یا حیات صرف ام
 روز آدینه بر سر منبر
 کرد توحید از دی آغاز
 مگر آنجا جنید حاضر بود
 آنچه من با او گفته ام نهیت
 گفت بهیاست ای گانه همه

هم خود از لطف سید الابرار
 خود سجود کرد و حسرت دیدار
 بهر چه بهر گرمی بازار
 خود با آمد ز شوق بر سردار
 من نیم او خود است در گفتار
 با همه خیر و شر خود دوار
 گشت شبلی برای خطبه سوار
 که یک است چنه چه صد پترا
 گفت ای پاکباز پاک عیار
 تو عیاشی همی کنی اظهار
 سخن مشرکانه را بگذار

من بھی گویم وہی شنوم	تیرت کس خیر من بہ ہر دو دیار
قم باذنی و قم باذن اللہ	سہر دو یک نعمت است از لیار
خواہ قریب افلش برخوان	خواہ قرب فرافش بہ شمار
تیسرت جز نام فرق زیر دم	زیر دم مینہند سر از یک تار
لوح دل را ز نقش غیر بشوی	خوشتن را خداے خود انکار
لو چشم من از خودی بگذر	زانکہ باشد خودی ز جلا خوار
گر بدین بال پر کنی پرواز	شاہبازی تو جبرئیل سکار
دانکہ غیر تو حدیستستی تو	خوشتن را کنارہ گیر گستاہ
چونکہ لاشرک است حکم خدا	خوشتن را ز شرک پاک ار
شرک و ہمت در حق و جلی	ہر دو را پیش تو کہتم انہار
اے پسر لا الہ الا اللہ	خودہ شرک نغنی میت دار

ہست اشترک جلی رسول اللہ
 گزر شرک جلی خلاص شوی
 چون ازین شرکها خلاص شوی
 آن یکے وقت نزع شبلی را
 کہ بگو لا الہ الا اللہ
 بہ تبسم درآمد و بشگفت
 گفت مستحق من راستغنا
 سالکے بر جنید را پرسید
 بہ حکم در اگر مشرک کیست
 ہر کہ نادیدہ نام او گوید
 دع نفسک تعال را بشنو

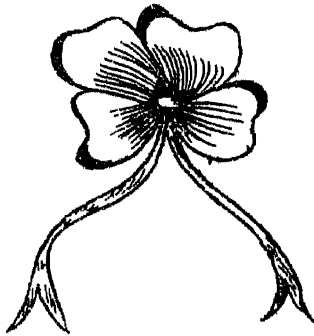
خویشن را ازین شرک ہار
 خویش را از زحی خلاص شمار
 شوی آن وقت صومعی خطا
 گفت اقدو کھ صغار و کبار
 منغرت خواه زایزد غفار
 ہمچو مردے بہار و چہر ہار
 نکشاید ز روی رشوت کار
 کاسے ز سر تا قدم ہمہ ہرار
 گفت کاسی ترہ گوی گو دن
 مشرکست آن فضول نامہار
 اے برا در ز گوش پنیہ ہار

هر که از روی نزد اناختی سر	هست او از جماعت کفار
هر که منکر شود بود مشترک	من ز او چون خدا او بیزار
چون دولتی از میان برداری	تو نمائی و او کند گفتار
دین احمد گزین مسلمان شو	بگزر از خویش و گمبیل این ز نهار
این بت را بشکنی چو ابراهیم	گرد آتش روی شود گلزار
شوهر قول و فعل تبع سلف	غیر باطن به ظاهر بست پیار
شو باطن را بوسیت پروراز	کن نظایر عجب و دیت اقرار
ظاهر خویش پاک کن بوضو	باطن خویش را نماز گزار
پس وضو چیست پاک کردن دل	پاکی دل چیست من از اغیار
حج چه باشد ز خود سفر کردن	به کجا جانبداریست کار
هست قربانی از پس حجت	قطع احکام طبعها یکبار

صفت طبع را چون نفی کنی	رو سے حق بینی از درود یوا
روے بگمانه را که می نگری	آشنا و انامیدت هر بار
تا نکاری بگمانگی را تخم	که دید شاخ آشنای بار
شد جنابت تمام شرک دوی	غسل فرض است بشک ویندا
غسل چه بود بوطئه تو حید	غوطه خوردن نیامدن بکن
چیت تجرید گشتت آزاد	از هزاران هزار یار و دیار
بعد از آن از برادر و خواهر	بعد از آن از تمام خویش و تبار
غم آنها به هیچ نوع مخور	بگذر از جمله و سخن بسیار
ز آنکه داریم ما خداوندی	لطف او سبب بر همه غمخوار
بعد تجرید بایدت تفسیرید	یعنی انداختن شدن هزار
قارخ الدین و تامل دنیا	نکنند فرق افراط و تفريط

دین و دنیا و دوزخ و فردوس
 چھیت تے بہ گزشتن از جملہ
 تورا کن بہ این خزان بسیار
 چہ خدا و رسول و جنت و نار

تمام این منتر لست دادے
 ہست جائے شکیب و جلے قرا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اولیاء عرفان و حد

(مصنف)

پیر و مرشد قبلہ

الحمد لله الذي نزل على عبده الكتاب ولم يجعله
عوجا وصل الله على محمد وآله وصحبه وسلم كثيرا كثيرا.

اما بعد جان اسے بھائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر
ایک سچا غلام مطیع الرسول کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اور اسی سے

ہمارا خطاب ہے غیر سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

اے مبلغ الرسول نیک شمار
یا درکہہ وحدت حقیقی کو

رحمت حق ہو تجھ پہ نسل و ہمار
گہ ویے گہ نہ بھولے تو او کو

ہاتھ سے کار وینوی کرنا
ہنیں چھا طریقہ رہباں کا

دل کو سولا کے یاد میں رکھنا
یا درکھنا مسائل وحدت

خوب مسلک رسول نیرداں کا
دین میں نختگی ہو اور عظمت

مسلہ وحدت وجود کے چند
میں نے لکھے ہیں اس میں دل

حفظ کرو انہیں بھوش تمام
آخری وقت میں آئیں کام

کوئی گر سیکھنا جو چاہے نہیں
ہوں اگر اہل تو سکھاؤ انہیں

مصطفیٰ پر درود اور سلام
احمد انشر میں کراب تو سلام

جان اسے بہانی وحدت کے دو قسم ہیں مطلقہ اور مقیدہ۔

مطلقہ میں وجود غیر کی نفی ہوتی ہے اور مقیدہ میں وجود مثل کی
 پھر وحدت مطلقہ کے دو نشانی ہیں۔

(۱) وحدت الوجود (۲) وحدت الشہود۔

وحدت الوجود کا تعلق عقائد سے ہے اور وحدت الشہود
 کا عمل سے آدمی کے مختلف مراتب ہونے کے وجہ سے ان کے عقائد
 کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ عوام کے عقائد کو خواص کے عقائد
 سے وہی نسبت ہے جو عوام کو خواص سے ہے۔

عوام کے لئے الہ باطلہ کی نفی لا الہ الا اللہ یعنی لا معبود
 الا اللہ کہنا کافی ہے جس سے شرک حلی سے نجات مل جاتی ہے
 اس مرتبہ کا نام شریعت ہے۔ شریعت میں اثبات معبودین
 تشریح ہے۔ اور اثبات الہ واحد تو حید ہے۔ عوام کے لئے

عذاب جہنم سے نجات اور جنت کے نعمتوں سے تمتع دیدار خدا
 اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع شریعت سے
 حاصل ہو جاتی ہے۔ فمن نراهمنا ح عن الناس وان خل
 الجنة فقد فاسنا۔ جو شخص نار جہنم سے بچا اور جنت میں داخل
 ہوا وہ مراد کو چھپ چکا گیا۔ مگر خواص کے واسطے اتباع شریعت کے
 ساتھ علی مرتبہ القرب توجہ الی الغیر بھی شرک ہے۔ یعنی نفع و
 نقصان ہدایت و ضلالت وغیرہ کو غیر حق کی طرف منسوب کرنا
 اس مرتبہ میں شرک ہے۔ مگر شریعت میں ایسا نہیں ہے۔

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر عز و جاہست و گردل و قید

من از حق شناسم نہ از عمر وزید

کیونکہ نافع و ضار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اس
 مرتبہ کا نام طرقت ہے۔ طرقت میں توجہ بقرح تشریک ہے
 اور توجہ بحق تو حید ہے اور یہ شرک خفی ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ
 سے بھی اونچے ہیں۔ ان کے لئے اتباع شریعت و طرقت کے
 ساتھ شرک فی الوجود بھی شرک ہے۔ یعنی وجود میں غیر حق کو
 شریک کرنا اور یہ کہنا کہ وجود وہی۔ ایک وجود اللہ تعالیٰ کا
 اور دوسرا وجود خلق کا اس مرتبہ میں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔
 اس مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔ اس میں اثبات موجودین بشرت
 اور اثبات موجود واحد تو حید ہے۔ اس مرتبہ کا شرک شرک
 اخفی کہلاتا ہے۔ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم
 مشرکون۔ اور نہیں ایمان لائے اکثر اون کے ساتھ اللہ

مگر وہ شرک کرنے والے ہیں۔ اس سے اونچا مرتبہ معرفت کا ہے
 اس مرتبہ میں شہود غیر حق تشریک ہے اور شہود حق توحید ہے
 مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مصرع اس مرتبہ کا پتہ دیتا ہے
 غر۔ ہرچہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔

وحدت الشہود اسی مرتبہ کا نام ہے۔ یہ عمل کا مرتبہ
 ہے۔ یعنی کسب سے بذریعہ شیخ کامل کی غلامی سے حاصل ہوتا ہے
 اور کبھی بے ریاضات شاقہ عنایت ہوتا ہے۔ فی الکلی فضل اللہ
 یوتیہ من لیشاء۔ اور مرتبہ وحدۃ الوجود مرتبہ علم ہے جو عالم
 ربانی کی تربیت پر موقوف ہے۔ وحدۃ الوجود کو ایمان بھی
 کہہ سکتے ہیں جس کی بناء تصدیق خبر پر ہے۔ اور وحدۃ الشہود
 احسان ہے۔ جس کی بناء شاہد ہے پر ہے۔ ایمان اور شہدے

مشاہدہ اور شے ہے۔ ایمان کے معنی تصدیق خبر ہے اور مشاہدہ
 رویت خبر عتہ ہے۔ شریعت ایمان کی تکلیف دیتی ہے اور
 معرفت مشاہدے کی وہاں شہود علمی یعنی علم الیقین ہے اور
 یہاں شہود عینی یعنی عین الیقین ہے۔ علم الیقین کے مرتبہ
 میں جو ایمان کا مرتبہ ہے۔ عین الیقین یعنی مشاہدہ کی ضرورت
 نہیں ہے۔ یعنی ایمان کی تکمیل مشاہدہ پر موقوف نہیں۔
 یوں ہونے بالغیب مومنین و متقین کی صفت کاملہ ہے۔
 کیونکہ ایمان کی تعریف میں مشاہدہ شرط نہیں ہے جیسا کہ اوپر
 معلوم ہوا۔ وحدۃ الوجود کے معلوم کرنے کے واسطے پہلے سمجھ لینا
 ضرور ہے۔ وجود ایک اور ذات دو بوجہ ذیل مسلم ہے۔
 دو ذات یعنی ایک ذات حق کی اور دوسری ذات خلق کی۔

ذات حق وجود محض ہے ان لاً ابدآ اور ذات خلق عدم قابل
 الوجود ہے۔ اور ہر ذات اپنی اپنی صفات کی حامل اور مسند
 الیہ ہے۔ ذات حق چونکہ وجودی ذات ہے وہ ہمیشہ وجودی
 صفات سے موصوف ہے مثلاً حی۔ علیم۔ قدیر۔ مرید۔
 سمیع۔ بصیر۔ کلیم وغیرہ یہ سب وجودی صفات ہیں اور
 ذات خلق چونکہ عدی ذات ہے وہ عدی صفات سے موصوف
 ہے۔ جو وجودی صفات کے اضداد ہیں مثلاً حی کے مقابل
 ممیت۔ علیم کے مقابل جاہل۔ قدیر کے مقابل حادث۔
 قدیر کے مقابل عاجز۔ مرید کے مقابل مضطر۔ سمیع
 کے مقابل اصم۔ بصیر کے مقابل اعمی۔ کلیم کے مقابل
 ابلکم۔ حضرت شاہ کمال الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہر علم
 لفظ بہ لفظ دم بدم میں نہیں ہوں حق موجود ہے
 عاری حیات و علم کیلئے قدرت بے خواست ہوں
 احوال اپنا کیا کہوں میں نہیں ہوں حق موجود ہے
 میں ہوں اہم شواہد حق میں بے بصر بننا ہے حق
 میں گنگن ہون گویا ہے حق میں نہیں ہوں حق موجود ہے
 اگر خلق کی کوئی ذات یعنی حقیقت تہو صرف ایک ذات
 حق ہی کی مافی جائے۔ تو ان عدمی صفات کا کوئی حامل اور
 مستدالیہ نہیں رہتا۔ جب ذات حق حی۔ علیہ ہے تو مردہ
 جاہل و غیرہ کے صفات کس ذات کے طرف مائل کئے جائینگے یعنی
 اول صفات کا موصوت کون ہوگا۔ اور صفات خواہ وجودی ہوں

یا عدنی اولن کے واسطے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی
 صفت اپنے موصوف کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک ذات
 حق ہی کی ہو اور دوسری ذات کی نفعی کی جائے تو لازم آئے گا کہ
 اولن عدی صفات کی حامل بھی ذات حق ہی ہو۔ یعنی اس صورت
 میں کہنا پڑے گا کہ حق زندہ ہے اور حق مردہ ہے لھون باللہما۔
 ذات حق وجود محض ہے عدی صفات سے موصوف نہیں ہو سکتی
 کیونکہ حق زندہ ہے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ تم نے بچوں کا منہ مصلتا
 ہوئے مستاموگا۔ چھی چھی کتا کھا۔ دودھ ملائی میرا تہا کھا جب
 دودھ ملائی اس کے نہنے نے کھائی۔ چھی کھانے کے لئے اوکو
 دوسری ذات یعنی کتے وغیرہ کو دھونڈتا پڑا۔ دوسری ذات
 تہاتی تو چھی بھی تہنے میان ہی کو کھانی پڑتی جب ایک بان نے

اپنے نہیں کو چھی سے بچانے کے واسطے کتے کو تلاش کیا تو
 اگر حق سبحانہ تعالیٰ نے جو ہر نقص و عیب سے منترہ ہے
 اپنے صور علمیہ کو ذات خلق ٹہرا کر تقاضے کی پوٹلی کو خلق کے
 سر رکھا۔ جس کی وہ مستحق تھی تو کیا بید ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسری
 ذات کا ہونا ضرور ہے۔

بیچارہ خراگر چیلے تمیز است

چون بارہی برد عزیز است

ذات حق صفات وجودیہ سے موصوف ہے اور ذات خلق
 صفات عدسیہ سے۔ اب ایک ذات خالق۔ حاکم۔ رب۔ الہ
 ہوئی اور دوسری ذات۔ مخلوق۔ محکوم۔ مرئوب۔ عابد۔
 ٹہری۔ یہی نشاء شریعت کلمہ ہے۔ اور یہی تعلیم کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ کی ہے۔ جس کا اعتقاد و دخول اسلام کی
 پہلی شرط ہے۔ جب تک ذات حق اور ذات محمد یعنی ذات
 خلق کی تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک کوئی دائرہ اسلام
 میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ یعنی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے
 معلوم ہوا کہ یہ ہر دو ذات ایک دوسرے سے حقیقی متنازع
 ہیں۔ کیونکہ ایک ذات وجود محض ہے۔ اور دوسری ذات
 عدم ہے۔ عدم اور وجود میں تباہی کلی ہے۔ اِنْ كَانَ حَقًّا
 فَلَيْسَ خَلْقًا اَبَدًا وَاِنْ كَانَ خَلْقًا فَلَيْسَ حَقًّا اَبَدًا۔ اگر
 ذات حق کو ذات خلق کا عین کہا جائے تو لازم آئے گا کہ ذات
 حق نعوذ باللہ عدم قابل الوجود ہے اور اس کو وجود محض
 تسلیم کیا گیا ہے اور اگر ذات خلق کو ذات حق میں عین کہا جائے

تو لازم آئے گا کہ ذات خلق وجود محض ہے۔ حالانکہ اس کو علم
قابل الوجود مانا گیا ہے وھذا الخلق۔ دو ذات کے ثبوت
میں مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ

علم بالذات علم ماہیات	باخدا اور انزل دو علم بود
کہ بود غیر ذات ماہیات	باہمین ہر دو علم ثابت شد

اسی طرح مولائے روم علیہ الرحمۃ نے دو ذات کے ثبوت
میں ہر ذات کی ایک صفت خاصہ کو لیکر دو ذات کا ثبوت اور
ان میں حقیقی غیریت کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔ گویا کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی تفسیر فرمائی
جے

زندہ معشوق است و عاشق مرگ	جملہ معشوق است و عاشق پردہ
---------------------------	----------------------------

جملہ معشوق است یعنی لا الہ الا اللہ۔ عاشق
 پر وہ یعنی محمدؐ السلول اللہ لا الہ الا اللہ میں جنس معبود
 کی نفی ہے۔ چونکہ معبود کو موجود ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ معدوم
 شے معبود نہیں ہو سکتی لہذا لا الہ جملہ موجودات کی نفی کو
 مستلزم ہے۔ اس واسطے کہ اگر کوئی شے معبود ہوتی تو وہ
 بذات خود موجود ہوتی۔ مگر جملہ موجودات عالم میں کوئی شے
 بذات خود موجود نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ لہذا کوئی
 شے معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ کے۔ یکان اللہ ولو
 لیکن شئیاً غیرہ (بخاری) اور وہ اب بھی اَلان کماکان
 ہے اور یہ لا الہ الا اللہ کی دلیل ہے۔ عاشق
 پر وہ۔ یعنی محمدؐ یعنی جملہ خلق اس پر دگی کے واسطے بمنزلہ

پردہ کے ہے جس کی آڑ میں حقیقتاً پردگی کام کر رہا ہے۔ اس سے دو ذات کا ثبوت ظاہر ہے۔ ایک ذات پردگی کی اور دوسری ذات پردہ کی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ پردہ اور پردگی میں ذاتی غیریت ہے۔ پردگی اور شے ہے اور پردہ اور شے۔ پردگی کو کہیں پردہ نہیں کہہ سکتے۔ ایسے ہی پردہ کو پردگی نہیں بول سکتے۔ ایسے ہی حق و خلق پردگی اور پردہ ہی شیخ اکبر نے اس پردہ کو اسباب سے تعبیر فرمایا ہے۔ مطلب ایک ہی ہے۔ دوسرے مصرع میں مولانا نے اس شبہ کو دفع فرمایا ہے کہ کوئی ہر دو ذات کو غلطی سے موجود و موجود نہ سمجھ بیٹھے اور یہ بتلا دیا کہ

زندہ معشوق است عاشق مردہ

یعنی زندہ صرف معشوق یعنی اللہ ہی ہے۔ اور عاشق یعنی محمد ^ﷺ
 یعنی جملہ خلق مردہ ہے۔ اس واسطے کہ زندگی وجود کی نسبتاً
 پہلی صفت ہے۔ اور مردگی عدم کی پہلی صفت ہے۔ پھر وجود
 حق کی حقیقت ہے۔ جو کبھی عدم یا عدم کی کسی صفت سے
 ازلہ ابداً موصوف نہیں ہو سکتا۔ اور عدم خلق کی حقیقت ہے
 جو کبھی وجود یا وجود کی کسی صفت سے ازلہ ابداً موصوف نہیں
 ہو سکتا۔ ہر اشیا کے عالم جو موجود نظر آتی ہیں۔ وہ صرف
 وجود حق کو عارض ہونے کی وجہ سے جیسے بتقرقا صرورت
 جسمیہ کا ہیولی جسم مطلق سمجھا گیا ہے۔ ایسے ہی تمام صور
 عالم کا ہیولی حقیقتاً وجود حق ہے۔ جیسا کہ اس قوم کا مقولہ
 ہے۔ **اَلْعَالَمُ كُلُّهُ مَجْمُوعُ اَجْزَائِهِ اَعْرَاضٌ وَالْمَعْرُوفُ**

ہو الْوَجُورُ۔ اس واسطے کہ تھائیں ممکنات محض صور علمیہ
حق تعالیٰ ہیں، صور کا نمود بغیر کسی شے کو عارض ہونے کے ممکن
نہیں۔ مرتبہ ثبوت میں علم حق کے ساتھ ثابت نہیں، خارج
میں وجود حق کے ساتھ قائم ہیں۔ وجود حق اپنی علمی صورتوں
کے پردوں میں خود ظاہر ہوا۔ اسی ظہور کا نام خلق ہے، حضرت
شاہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صورت اشیاء سے اپنی ذات حق ظاہر کیا

رنگل سے مہرا پنا نوز جون باہر کیا

وجہ دیکھا اپنا لیکن لباس غیر میں

صانع کامل دیکھو کیا صنعت نادر کیا

ہے ہوا ظاہر و دلیل اس بات کے اثبات پر

نفی سے محبوب ناحق آپ کو کا فر کیا

باوجود بے چگونی آپ کو باچون منسا

مثل محمود و ایاز او کا شفق ہر سر کیا

جون ظہور اپنا کیا درین ظہور خلق کا

یون ظہور اس کا ظہور اپنے کا درین پھر کیا

گنجِ مخفی میں جو کچھ تھا مندرج اور مندرج

آستار اوس کو عجب حکمت سے اوقاف کیا

مکانوں کی رکھ کے اعدام مقید پر نظر

ذات مطلق اون کو منظور آپ کو ناظر کیا

اگر کے اون پر پر تو اندازی النوار وجود

مثل کو خارج میں اون کی دائرہ سائیر کیا

غیب میں معلوم اور خارج میں جو معدوم تھا
 اوس کو با احکام و با آثار خود حاضر کیا
 حضرت تشبیہ تھا مستلزم اظہار خود
 کہ عدم سے خلق کو موجود اور قادر کیا
 تھا کمالِ رومی کا اقتضا جو آپ کو
 امر ایجادی کے مامورات کا آمر کیا
 اقتضائے ذاتِ استعداد اصل اینِ آن
 آپ کو ظلِ لطیفِ مطہر و قاہر کیا
 جو کہا سب اس سے ہے ناسب ہی کب اپنا
 رے دلِ شرکِ خفی کی لوث سے ظاہر کیا
 جس نے بولا سب ہی ہے اس سے کیا بات

جدوجہد اس علم کی تحقیق میں قاصر کیا
جو کیا ہے ان دونوں ضدوں کو عین یکدگر

عرصہ عرفان میں خٹک فہم کو شاطر کیا
کئی ہزار ان ناقص تحقیق رہ گئے اے کمال

فیض حق شہسیر کو اس عالم کا ماہر کیا
جس کے معنی پیدا لینے ظاہر کرنے کے ہیں یا کہو کہ اپنی صورت
علمیہ کو اپنے شیون و صفات کے مشاہدے کے واسطے آئینہ
بنایا۔ خلق اور اہل کے عدم کے آئینہ میں اپنے کو موجود جبل
میں اپنے کو عالم دیکھا۔ مردگی کے آئینہ میں اپنے کو حی۔ عجز
میں اپنے کو قادر وغیرہ وغیرہ۔ **أَلَا شَاءَ عَرَفَ بِأَضْدَانِهَا**
ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین فیض
حسب

قدیس سرہ کی غزل یہاں درج کی جاتی ہے ہر شخص اپنے حصہ
کے موافق اوس سے بہرہ اندوز ہوگا۔ انشاء اللہ سے
موم کی ذات ہے موجود و جود ہی مثلاً

اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلاً

نرمی موم بھی موجود ہے اما ذہنی

موم لے ہاتھ میں اور عقل سے نرمی کو پیا

موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو

الفکاک اس کو نہیں اس سے مجوز قطعاً

موم شکلوں کو دکھایا صفت نرمی سے

ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی و سرا

موم موجود و جود ہی ہوا نرمی ذہنی

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا

لوگ موجود وجودیستی کر قطع نظر

کرین موجود اضافی کے طرف چشم کو وا

موم موجود وجودی ہے نہ اشکال ذلیک

موم کی ہستی سے اشکال ہیں موجود پیا

بلکہ موجود مشہود ہے فی الواقع موم

ذات اشکال سرا سر عدم نسبت منا

سوئے تفریہ کوئی گر جو کرے نسبت موم

گر کہے موم کے تئیں خالق اشکال بجا

اور اصافقت جو کرے موم کی تشبیہ طرف

عین اشکال وہی موم کہے گا نہ سوا

سنگل اغیار سے خود سوم کیا گرچہ ظہور

یاں وجود اور ہے موجود و گرا سے داتا

نین ہے موجود سے مقصود مگر کثرت خلق

حق مطلق ہے عبارت تو وجود یکتا

خلق کو صوفیہ جو کہیں حق کو وجود

ایک ہستی سے دو موجود بھی کہنا ہے روا

پس یقین لیت کہ در عالم ہستی دو وجود

کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابدا

یہہ تمامی ہے بیان وحدت ہستی کا کمال

لیکن از روئے حقائق ہر حق و خلق جدا

میرے استاد مرحوم حضرت حکیم مولوی عنایت اللہ خاں

نور اللہ مسجد فرماتے ہیں سے
 اگر آئینہ ہے عاشق تری زلف مسلسل کا
 نگاہ نازتے او سچا کیا رتبہ سچخیل کا
 تو ہے آئینہ سے ظاہر ترے سے آئینہ کشدن
 یہ سودا گھر کا گھر ہی میں ہو ابدل و مبدل کا
 تری اسے کندن خالص ہی ہے چاشنی جو تھی
 بنا کر چہ لبس سمرن کہیں تعویذ ہیکل کا
 کہیں کنگن کی صورت ہے تری بنا عدا کہیں
 کہیں ہے کلس کا قبہ کسی تاج مکمل کا
 نگہ پڑتی ہے سونے پر ہوا محسوس تو دسونا
 ظہور اس کا ہے چھاگل ہے نہیں ہوتا نام چھاگل کا

منترہ ہے جمال حق کم و کیف و تغیر سے
 ہوا آئینہ کیف و کم تغیر حسن اکمل کا
 تری آغوش سے جانان نکل کر سخت مضطرب
 مگر نقشہ ہر آنکھوں میں ترسے دربار اول کا
 تری محفل سے جو نکھار پریشان اور حیران ہے
 ترسے دہن میں ہر دیوانہ انا الحق یاد کل کا
 حلیم مست آغوش عدم کو ایک دم تو نے
 پھنسا یا لاکے چنگل میں بھلا ہو تیرے چنگل کا
 یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ذات خلق کو ذات حق کے
 ساتھ باوجود حقیقی غیریت کے عینیت حقیقی کی قرابت ازل سے
 ثابت ہے۔ مرتبہ ہویت یعنی احدیت میں عینیت اندماجی

حاصل رہی۔ اور مرتبہ وحدت یعنی مرتبہ علم میں عینیت علمی
 رہی اور واحدیت یعنی عالم تفصیلی میں عینیت علم تفصیلی اب
 خارج یعنی مخلوقیت کے مرتبہ میں عینیت وجودی ہے۔ یعنی
 احدیت میں ذات حق سے مسلوب نہیں۔ اور علم میں اجمالاً
 وتفصیلاً علم الہی سے مسلوب نہیں رہا۔ اب مخلوقیت کے مرتبہ
 میں وجود یعنی ہستی حق لے کر پیدا ہوا کیونکہ حقائق خلقی صور مخفیہ
 ہیں جو بغیر کسی شے کو عارض ہونے کے اس کی نمود ممکن نہیں
 جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ حضرت شاہ کمال الدین صاحب قلم
 کی غزل بھی قابل ملاحظہ ہے۔

صورت سے ممکنات کے جب حق ہوا عیا

ہیں حکمتیں بالعثین اوس کے درمیان

یک یہ کہ خود بصورت اشکال علم خود
 خود ظاہر و عیان ہوا اور باطن و نہان
 پس معنی کلام ہوا الظاہر از نبی
 ظاہر بہ صورت ہمہ حق است بے گمان
 دیگر کہ اس ظہور میں پائے ظہور سب
 خارج میں حکمہا و اثر ہائے ممکنات
 یعنی جو علم حق میں ہے ثابت یہ ممکنات
 از طول و عرض و کیف و کم و قدر غیر آن
 اس واسطے کہ حق ہے بری ان تمام سے
 ذاتاً وجود محض ہے بے چون و بے نشان
 پس وہ وجود محض کہ باقیہ چند و چون

ظاہر ہوا بصورت مادہ بشکل تان

محض از پئے ظہور مہہ ممکنات ہے

از ممکن بطون یہ سراپردہ عیان

صورت جہان کی علم سے تباکی عین میں

جب حق کیا ظہور خود از صورت جہان

شہیر پر زمین مہہ اوست میں کمال

کیتا مہہ از دست کو ثابت نہ ہے بیان

شیخ اکبر نے حدیث الشرح شجرۃ من اللہ استوحات

مکیہ میں اس قرابت کو ثابت کیا ہے شجرۃ لغت میں

رحم کو کہتے ہیں یعنی رحم و رحمت سے مشتق ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ رحم اللہ سے رگوں کی جالی کی طرح جالدار قرابت رکھتا ہے

یعنی جیسے رشتہ داروں کی رگوں میں باہمی قرابت کا جال پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلق کو حق کے ساتھ قرابت قدیمہ ہے کیونکہ خلق اسی کی ذات کے شیون اور اسی کے صورِ علمیہ تو ہیں کہیں باہر سے نہیں آئے یعنی ایسا ممکنات اپنے ثبوت میں ذات واجب کی محتاج نہیں۔ بلکہ اس کے شیون ذاتی ہیں۔ جو بے صل جاعل ذات حق میں مندرج ہیں۔ ع

چودر تاف جملین گل از پیش بود

یہاں طول یا اتحاد کا شبہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ حلول و اتحاد کے واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا شرط ہے تاکہ ایک موجود دوسرے موجود میں حل یا متحد ہو۔ یہاں موجود صرف ذات حق

ہی ہے دوسری ذات خلق ہے جو معدوم ہے اور جو معدوم

محل اتحاد یا علول یا اس کا محدود نہیں ہو سکتا ہے

عینیت وجودی وغیرت حقی

انکار اس دو قول کا پھر جملہ اہمیت

جیسا کہ ہے بیگانگی محض ملحدی

بیگانگی صرف کا قائل ہے مذہبی

باکون غیرت ہے، یہ دو ضد کی جمع میں

ثابت موجدی و محقق حقیقی

واقع ہے فرق و جمع حقیقی کے ضمن میں

کامل میان شرع و حقیقت مطالبہ

آیت حدیث قول مشائخ یہ نظریہ

ناطق ہیں ہم دلائل عقلی و منطقی

اول گواہ عبادہ اور وحدہ دیگر

رکھنا سکوا اذ کو مستوی اے مومن تھی

ہے مخفی غیر حقیقی بلا خلاف

حضرت خدا کی خالق اور اذ کی اذتی

ارسل ہر پیر و انزال ہر کتاب

ہر مومن سعید و ہر کافر شقی

سن یغفر لعیب بھی میسیت حق

کہتا ہے کس کو کفر حق و باطل میں

لا تظرونی آپ جو فرمائے مصطفیٰ

مسا آخرش مگر تو ستائیں اسے چھتی

بے شرع زندہ ہے حقیقت کہے میں غیث
 جن کے سخن کو شرح و حقیقت میں اولیٰ تھی
 ہجرت میں صل و صل میں ہجرت ہے کیوں کہے
 بندہ لواز خسرو اقلیم عاشقی
 ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
 اس کی کرے عقیدہ جامی مصدق
 لی تمخذ بغیرہ آیا کہے ہیں کیوں
 تکمیل کی کتاب میں عبدالحق حقی
 اشیا کا عین میں ہے خدا فی ذوا تھا
 فرمائے شیخ اکبر صوفی مستقی
 من لا یلیون فیہ من العبد و جرب

ماخون فنیہ کی کرے اثبات صادقی

جبراً اگرچہ حال کے غلبہ میں کہہ گیا

لیکن نہ حق ہوا اوحسین انا للحق

واجب قدیم ممکن و حادث اگر جو ہوئے

آوے ہے لازم اوس میں تو قلباً حقاً

مہوارہ نین خاکو سزاوار بندگی

بندہ کونین ہمیشہ خدائی کی لائقی

جو کچھ کہ غیر حق بجمیع الوجوہ ہے

بازات و باصفات ہے معدوم مطلقاً

کہتے ہیں جس کو غیر حقیقی ہم اس کو ہے

الحق یگانگی حقیقی سے ملحقی :

فی الجملہ کماک دلیل سے اس بات میں یقین
 حاصل نہ ہو دے تازہ کرے پیر مشفق
 کتابے اس کو مرشد کامل کہ در ازل
 مقوم میں کیا ہے قصنا جس کے سابقہ
 شکر خدا کہ حضرت شہسیر کو دیا
 ہر شیخ سے سلوک معارف میں نوالہ
 باوصف غیر خلق کو حق جان اے کمال
 کر رفع دل سے اپنے خیالات مابقی
 ہر شے مندج مندج فیہ سے متغائر ہوتی ہے۔ لہذا عنینیت
 اندماجی اور اس حالت میں غیریت علمی شیونی ہر دو زلی ہیں۔ یہ
 نہیں کہ مرتبہ ہوتی میں یہ سلوب عن الذات تھیں۔ بان

خارج میں آنے کے واسطے وجود حق کی محتاج ہیں۔ لہذا ان کے اقتضات اور قابلیت کے پورا کرنے کے لئے جیسا جس حقیقت کا اقتضا تھا وجود حق نے ان صورتوں سے خود ظاہر ہو کر ان کی اقتضا کو پورا کیا۔ جیسا کہ فرمایا اَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا وَاذْهَبْ اَتَاكَ مِنْ كُلِّ مَسْأَلٍ مَخْرُجًا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں سائل کے سوال کو پورا کرتا ہوں اور جو تم نے مانگا وہ میں نے تم کو دیا یعنی خلق کی طلب کے موافق خلق نما بنا یا خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْسَتِهِ یعنی مرتبہ علم میں آدم کی جیسی صورت تھی اسی صورت پر آدم کو پیدا کیا یعنی آدم کی صورت سے خود ظاہر ہوا اور حقیقت انسانی کا جیسا کچھ اقتضا تھا انسانی صورت سے آپ ہی اوس کو پورا کیا۔ ایسے ہی تمام

حقائق ممکنات کے افعال و خواص کو علم الہی نے ان کی صورتوں
 سے جیسا کچھ معلوم کیا عالم خلق میں ویسا ویسا خود بنکر ظاہر
 فرمایا۔ ہر صورت سے اوس کی قانینیت اور اوس کے گنوں
 کو جانچ کر جو علی نقشہ تیار کیا اوس کا نام تقدیر الہی ہے جو
 مٹ نہیں سکتی۔ اور چونکہ اون کے قابلیات کے انتقنائی
 سوال پر نقشہ تقدیر کو مرتب کیا ہے۔ جو ان میں بے جمل
 جاعل ثابت تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی الزام
 ظلم و جبر کا نہیں آسکتا۔ جیسا کہ اس کا قول و انا لکھ من
 کل ما سألتموہا جیسا او پر مذکور ہوا اور نیز فرمایا۔
 وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَهَدَاكُمْ أَكْثَرَ الْجُمُعَاتِ اَلَا جَاءَتْكُمْ سُبُ
 كُوٰهٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ لِيُجِزِيَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْبُلْغِ
 کو ہدایت کرتا۔ یعنی مگر تم نے نہیں چاہا۔ لہذا جو تم نے مانگا وہی

ہم نے دیا۔ ایمان کے طالب کو ایمان اور کفر کے طالب کو کفر سعید کو سعادت اور شقی کو شقاوت۔ وَلَوْ شَاءَ رَبِّي لَأَمَنَّ الْمَوْتِينَ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُلْوُهُ النَّاسُ حَتَّىٰ يَكُونُوا مَوْتِينَ۔ یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین کے تمام آدمی ایمان لاتے۔ کیا پھر تو ان کو زبردستی سے مومن بناتا ہے۔ اسی مضمون کو ابو طالب کے لئے ہدایت کی دعا کے اصرار پر پھر عادہ فرمایا۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ پیارے نبی جس کو دوست رکھتے ہو اس کو ہدایت نہیں کر سکتے یہ کام تو اللہ ہی کا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت کرے۔ تم خدا کی کے گڑھیں جانتے۔ اور قدرت کے استعمال سے ناواقف ہو رہے ہو اگر چاہیں تو ہمارے مین ایسی قدرت ہے کہ ہم روز مین کے

آدمیوں کو ہدایت کر دین اور تمام لوگ مومن بن جائیں۔ مگر
 جب اون کی استعداد اور قابلیت کا اقتضاء ایمان کا نہیں
 تو ہماری عنائے مطلق کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اون کو زبردستی
 سے ہدایت پر لائیں اور جبراً مومن بنائیں۔ تم اون کی اقتضاء
 سے واقف نہیں کہ ہدایت پر آنے والے کون لوگ ہیں۔ وَهُوَ
 اعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت پر آنے
 والے کون ہیں۔ وَكَوْنًا لِلَّهِ فِيهِمْ خَيْرٌ اَلَا سَمِعْتَهُمْ وَاَوْ
 اَسْمَعْتَهُمْ لَتَوَلَّوْهُمْ مَعْصِي ضَوْئًا۔ اگر اللہ تعالیٰ ان
 میں کچھ بھی بھلائی کی قابلیت جانتا تو اون کو کلمتہ الخیر کہہ سکتا
 مگر ان کی ذات میں خیر کی جگہ سفر تھا اس لئے اونہیں کلمتہ
 نہیں سنایا اور بالقرض سناتا بھی تو وہ سنہ موڑ کر مہر جاتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقدیر الہی اور ان کی ذاتی قابلیت کے مطابق ہوئی۔ ہاں اگر ان کی قابلیت جو کہ ان کی فطرت میں سجھل جاہل ہوتے یعنی اللہ کے بنائے ہوئے ہوتے تو البتہ خیر اور شر۔ سعادت و شقاوت وغیرہ وغیرہ کے التزامات جاہل کے سر پر تھوپے جاتے۔ اور وقت اللہ تعالیٰ کے قول مَا أَنَا بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ اور فَلِللَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ وغیرہ کی تاویل مشکل تھی۔ اس دقیقہ کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ تقدیر اور جبر کے مسئلہ میں فحش الحوکی اور ادائے ماہوا لحنی سے کوسوں دور ہیں۔ سب سے بڑا جواب ان کے پاس محکم مالکانہ کا ہے کہ ضرور مالکیت جو چاہے کر سکتا ہے۔ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ جو ارادہ کرتا ہے کر دے سکتا ہے

لَا مَعْقِبَ لِكَلِمَةٍ كُوِيْ اس کے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا
 لَا اِيْسَالَ وَّ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ لَيَسْأَلُوْنَ - کسی کو اس کے
 فعل میں چون و چرا کی مجال نہیں اگر حکم مالکانہ خلقت کو حرف
 گیری سے منع ہے تو ما انا بظلام للعبيد اور فلاح الحجة
 ۲ بالافعة کے فرمانے میں اوس کے عدل اور اقساط کو سرخروئی
 نہیں بلکہ از قسم یک بندگی سزا رہی چارگی رسالت اور جلال
 اور رعب شاہی سے عاجز ہو کر اوس کے ظلم کو عدل کہا جاتا ہے۔
 ایسے ایمان کا دعوئے پاکان خدا کے رو برو کس قدر شرمناک
 دعوئے ہے دل میں وعدہ ظلم زبان پر اقرار عدل صریح نفاق
 ہے۔ ادب مانع جنبش زبان تحرک خفتن مخوف سلب
 ایمان ایسا نہیں مومن صادق بنو۔ دامن الوہیت ظلم و جور

گرد سے بائٹل پاک اور منزه ہے۔ جس کے دل میں جس قدر
 ظلم کا خطرہ ہے اسی قدر وہ دل ایمان سے خالی ہے۔ ایسے
 لوگوں کے روبرو یوم الجزا میں اون کے حقائق پیش کر دئے جائیں گے
 کہ اپنے حقائق کو دیکھ کر جو اعتراض کرنا ہو کر و اس وقت خدا
 کے سوا کیا ہے۔ اس واسطے فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کیونکہ
 اس کا فعل تمہارے ختمہ حقائق کو جھٹلنے والا اور حقیر قابلیت
 کو ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر کس کو سوال کی مجال ہے۔ **أَلَيْسَ
 كُلُّ شَيْءٍ مِّنْهُمْ أَن يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ كَلَّا إِنَّ
 خَلْقَنَا هُمْ مَّا يَعْمَلُونَ** کیا پھر ہر آدمی جنت میں داخل
 کئے جائیگی طع کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہم نے جس شے سے اس
 کو پیدا کیا ہے وہ معلوم کر لیں گے۔ یعنی اپنی حقیقت کو دیکھ کر

سمجھ لیں گے کہ ہم جو دوزخ میں داخل کئے جا رہے ہیں ہماری
 حقیقت کا اقتصادِ دوزخ ہی میں داخل کئے جانے کا عتقا
 اس میں قضا و قدر کا شکوہ اور دخولِ جنت کی طمع بالکل
 بے محل ہے۔ حافظ شیرازی نے اس کا پتہ دیا ہے ۵

مہمان کشت خوشیم گرنیک و گریداست
 حاشا کہ ہیچ شکوہ بود از قضا مرا

یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حق تعالیٰ قادر
 مطلق اور ارحم الراحمین ہے پھر ایسی مخلوق کی جس میں خیر
 کا کوئی ذرہ نہیں تھا اصلاح کیوں نہیں کی گئی اور اگر اصلاح
 کی قابلیت اون میں نہ تھی تو اون کو کیوں پیدا کیا گیا۔ طالع
 انسانی مصلحانِ نبی نوع انسان اس سے متاثر ہیں ۵

اگر بنیم کہ تا بینا و چاہ است
اگر خاموش بہ نشینم گناہ است

وہ تو ارحم الراحمین و رب العالمین ہے۔ اس کا شرعی
جواب تو یہ ہے کہ اصلاح اوس کے فومہ واجب نہیں ہے
اصول کا مسئلہ طے شدہ ہے پھر اوس کو خیر و شر دونوں کو پیدا
کرنا مقصود ہے کیونکہ خیر و شر دونوں اوس کی ذات میں
مضموم ہیں۔ اور اس کے ذاتی شیون میں جہان اوس کی
ذات اپنے مکارم صفات کی حامل ہے وہاں خالق ممکنات
اور اودن کے شرور کو لئے ہوئے جامع خیر و شر ہے اگرچہ
شر اودن کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ وہ خالق ممکنات کی
خصوصیات سے ہے۔ جب تم نے بچے کو گود میں لیا تو اوس کے

ساتھ اوس کے پیٹ کی آلائش و بول و براز وغیرہ بھی تمھارے
 گود میں سوار ہے مگر تمھارا جسم تمھارے کپڑے اوس سے پاک
 ہیں۔ خارج میں آنے کے بعد بول و براز بچے کے طرف منسوب
 ہوتا ہے۔ تمھارا نام کوئی نہیں لے سکتا۔ ایسے ہی مخلوق کے خراج
 میں آنے یعنی پیدا ہونے کے بعد اوس کے شر و بازی سب کے
 طرف منسوب ہوں گے نہ کہ خالق کے طرف اسی واسطے بول
 مسلم نے ارشاد فرمایا۔ **وَاللَّشْرُ كَالسِّبْكِ** یعنی شراب کی
 طرف منسوب نہیں ہے۔ اگرچہ مرتبہ خلق سے پہلے آپ ہی
 اس کے حامل تھے اور مرتبہ خلق میں آپ ہی اس کے خالق
 ہیں۔ اسی واسطے اس کی ذات جامع الاضداد ہے ہادی اور
 مضل خود ہے نافع اور ضار آپ ہی ہے۔ محی اور ممیت خود ہے

قابض اور باسط آپ ہی ہے۔ رحمن اور تہا ر خود ہے وغیرہ
 وغیرہ۔ ایک صفت دوسری صفت کی معرف ہے جیسے علم
 یعنی ذات خلق وجود یعنی ذات حق کی معرف ہے۔ **الْأَسْمَاءُ**
لَعَرَفُوا بِأَصْدَادِهَا۔ اگر شر کو میدان کیا جاتا تو خیر کو خیر
 نہیں کہہ سکتے تھے اور اوس کے اسمائے جلالی معطل رہ جاتے
 تھے بلکہ وہ آپ بھی معطل رہ جاتا تھا۔ صفات کی نفی سے ذات
 کی نفی متکرم ہے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ **الْوُجُودُ إِنِّیْ أَسْمَاءُ**
نَسَبْتُ إِلَى الْحَقِّ قُلْتُ قَائِلًا وَإِذْ أُنْسِبْتُ إِلَى الْحَقِّ
قُلْتُ مُحَمَّدٌ یہ اس قسم کا مقولہ ہے جیسے اس مقولہ
 تو م کے دوسرے تلفوظات ہیں جن کو اول کے اصطلاح میں
 ارشاد شیخ کہتے ہیں مثلاً حرکت ایک نسبت دو۔ ایک طرف

متمیزہ کے دوسری طرف تشبیہ کے۔ ایسے ہی شیخ نے فرمایا
 وجود ایک۔ نسبت در۔ نسبت بہ حق قدیم۔ نسبت بہ خلق مخلوق
 اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وجود دو ہیں۔ وجود حق اور وجود
 خلق۔ ایسا نہیں بلکہ وہی وجود واجب قدیم جب بہ لباس خلق
 ظاہر ہوا تو اس صورت میں اس وجود واجب کو صورت کے
 لحاظ سے حادث کہیں گے۔ جیسے کلام الہی جو صفت نفسی قدیم ہے
 تلبس بہ لغت عرب و نزول کے لحاظ سے اس کو محدث کہا گیا
 وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَنِ مُخَلَّاتٍ إِلَّا كَانُوا
 عَنْهُ مُعْرِضِينَ۔ یعنی جب اون کے پاس خدا کے رحمن
 کا کوئی نیا کلام آتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں چونکہ ہر مقام
 اپنے مقتضایہ کا طالب ہے صورت کا ذاتی اقتضا بلکہ اس کے

قائم بغیر مرنے کے حدوث کا اقتضا ہے۔ اس لئے وجود
 واجب پر تلبس بصورت کی وجہ سے حدوث و امکان تکلیف
 تغذیب بنحیم وغیرہ کے احکام مرتب ہوں گے۔ مگر حفظ مراتب
 کنہی زندقہ کے ہی معنی ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہ فقیر کے بھیس
 میں سیر کو نکلے۔ اوس وقت بادشاہ اگرچہ بادشاہ ہے مگر
 تلبس بصورت فقیر ہونے کی وجہ سے اوس کو بادشاہ یا پادشاہی
 آداب کا مستحق نہیں کہیں گے۔ اس کے متعلق شیخ اکبر نے فتوحات
 میں ایک حدیث روایت کی ہے شہر حلب میں میرے مکان
 میں ابراہیم بن سلیمان نے ایک معتبر اور ثقہ لکڑھارے کو
 مجھے حدیث بیان کی کہ اوس نے ایک سانپ کو مار ڈالا۔ اسی
 وقت اوس کو جن ادھاک لے گئے۔ اور خون کے سردار کے رجبہ

لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ اس نے ہمارے چچا زاد بھائی کو قتل
 کر ڈالا ہے۔ لکڑہارے نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ لوگ کیا
 کہہ رہے ہیں۔ میں تو ایک لکڑہارا آدمی ہوں۔ میرے سامنے
 ایک سانپ آیا میں نے اس کو مار ڈالا۔ جنون نے کہا وہی تو ہمارا
 چچیرا بھائی تھا۔ جنون کے سردار نے کہا اس آدمی کو چھوڑ دو
 اور جہاں سے لائے ہو وہیں پھونچا دو اس کو پکڑنے کا تم کو
 کوئی حق نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ لَقِيَ صُورًا فِي غَيْرِ صُورَتِهِ قَتَلْتَهُ
 فِيهِ فَلَا عَقْلَ فِيهِ وَلَا فُورًا۔ یعنی جس نے اپنی ذاتی
 صورت کو چھوڑ کر کسی غیر کی صورت اختیار کی ہو پھر وہ اوسے
 غیر صورت میں مار ڈالا گیا۔ اوس وقت تک کسی سے دیت لی جائیگی

نہ قصاص۔ تمہارے بھائی نے سانپ کی صورت اختیار کی اور
 سانپ آدمی کا دشمن ہے۔ لکڑہارے نے سردار اجنہ سے
 کہا آپ یہ کیا بات کہہ رہے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلعم سے
 سنا۔ کیا آپ نے آنحضرت کو دیکھا ہے۔ سردار اجنہ نے کہا ہاں
 میں اُن جنوں میں کا ایک جن ہوں جو مقام نصیبین میں آنحضرت
 صلعم سے خود سنا ہے۔ اب اس جماعت میں سے میں ایک
 باقی رہ گیا ہوں لہذا میں اپنے لوگوں میں آنحضرت صلعم سے
 سنے ہوئے کے مطابق حکم کرتا ہوں۔ اگر یہ صورت نذات ہو
 قایم نہیں بلکہ مستحق کے کنایہ ہوں پر سوار ہے۔ مگر احکام
 صورت ہی پر مرتب ہیں کیونکہ یہ صورتیں حق سبحانہ کے
 ظہری خزانہ کی محفوظ صورتیں ہیں۔ ان کے گن ادن کے احکام

بتلانے کے حیلہ سے اپنے فدائی کے اظہار اور اسما کی شوگر۔
 اعلان کا بیڑا اٹھا کر آپ ان صورتوں سے ظاہر ہوا۔
 میرے اوستاد فرما تے ہیں سے
 حسن محضی نے ترے خود آپ ہی بلو کیا
 طالب عشاق ہو کر کو جو جلوہ کیا
 عشق بازی راز تھا جب تک تھا اپنے آپ میں
 ایک سے جب دو ہوئے پھر راز کا افشا کیا
 پردہ داری عاشقوں کی تھا ترا شیوہ قدیم
 آج خود پردہ میں ہو کر محسوس کیوں ہوا کیا
 آپ ہی کھیلا شکار اس بے خبر کی آڑ میں
 چال کے صدقے ترے صیاد بابا کیا کیا

لہذا اس عالم میں صورت ہی کی خدائی اور اوس کے احکام
 ہین وہاں صورت بدلنے سے بادشاہ کا جبروت جاتا رہا اور
 گدائی کی صورت نے کاسٹ گدائی بادشاہ کے ہاتھ میں دیدیا۔
 یہاں صورت بدلنے کی بدولت سانپ کی صورت نے جن کو
 ایک لکڑا ہارے کے ہاتھ سے مفت قتل کرادیا۔ اسی طرح مخلوق
 کی صورت اختیار کر کے واجب الوجود قدیم کو ممکن اور حادثات
 ٹھیرا دیا۔ اور اس پر صورت کے احکام مرتب ہو کر خلاف دوزی
 حکم صورت سے۔ قتل۔ وار۔ قطعید۔ ماسہ جلدہ وغیرہ کی تراویح
 کا مستوجب بنا دیا۔ اس صورت پرستی کے احکام کا نام شریت
 ہے۔ جس کے جبروت نے غوث۔ قطب۔ پیغمبران اور اولیاء العزم
 اولیاء ذوی القلوبین والکلمین و عاشقان جانناز کو اپنی ٹھوکر کا

غلام بنا لیا۔ پھر بادشاہ بادشاہ ہے۔ فقیر فقیر ہے۔ سانپ سانپ
 ہے۔ جن جن ہے۔ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ ہے۔ خدا بندہ ہیں
 ہو سکتا۔ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک اپنی اپنی حقیقت پر قائم
 رہے۔ حقیقت کسی کی نہیں بدلتی۔ حق سچا نہ آقا لے تے تلبیس
 بصورت ممکنات میں اپنی قدرت کا عجیب کمال بتلایا ہے جو مخلوق
 مخلوق کی سمجھ سے باہر ہے۔ حضرت جامیؒ ۱۶ ایشاد

ہے

مکن زنتگنائے عدم تا کنیز خنت

واجب بکلوہ نگاہ عیان ناہا وہ گام

دو چہرہ کم کہ امین ہمیشہ غریب صیت

یر لوج صورت آمدہ ملحوظا خاص عام

ہر ایک ہفتہ ایک زمرہ آ کر

بداشتہ زجلوہ احکام خویش کام

بادہ نہان و جام نہان آمدہ پدید

در جام عکس بادہ و در بادہ عکس جام

بیشیخ فرماتے ہیں: **كُلُّ حَقِيقَةٍ مُتَّصِفَةٍ بِالْوَجُوبِ
فَهِيَ لِأَهْلِهَا فَالْعَالَمُ كُلُّهُ هُوَ لِأَهْلِهِ وَالْحَقُّ الظَّاهِرُ
بِالصُّورَةِ فَهُوَ لِأَهْلِهِ هُوَ الْمَحْدُومُ الَّذِي لَا يَحْدُ
الْمَرْئِيُّ الَّذِي لَا يَمُرُّ لِيَعْنِي كَوْنِي مِّنْ ثَابِتَةٍ جِبِ وَجُودِ مِتَّصِفٍ**

موتی ہے یعنی مرتبہ ثبوت سے مرتبہ خارجی میں آتی ہے اب

وہ عین ثابِتہ وہ نہیں رہی یعنی بلکہ اس کی علمی صورت

وجود سے قائم ہو کر شے ثالث بن گئی۔ لہذا تمام عالم جو مرتبہ

میں تھا اب وجود حق کے ساتھ قائم ہونے کے بعد وہ عالم
 نہیں رہا۔ ایسے ہی حق جو بصورت مخلوقات ظاہر ہوا ہے اب
 وہ حق یعنی منتزہ ہی حالت والا مشبہ عالم ہوتے کے بعد وہ
 نہیں رہا کیونکہ منتزہ ہی حالت میں غیر محدود تھا اب تشبیہی صورت
 میں محدود ہو گیا۔ اور جیسے منتزہ ہی حالت میں غیر مرئی تھا اب
 مرئی ہوا یعنی اب ہر کوئی اس کو دیکھ سکتا ہے سمجھے یا نہ سمجھے۔
 مولانا کمال الدین قدس سرہ فرماتے ہیں سے
 وہی وجود منتزہ کہ بانزراہت خویش

ہوا ہے جلو و نما در شہادت ہر شے

وہی وجود کہ وحدت میں جس کی تھی شہرت

عیان اب اس کی ہے وحدت بکثرت ہر شے

وہی وجود کہ لاحد و لا نہایت ہے

کیا ظہور جسد و نہایت ہر شے

وہی وجود کہ بالذات ہے بلا کم و کیف

لیا تمثیل کیف و کمیت ہر شے

اگرچہ حق تعالیٰ کو بجائے خود مرتبہ علم میں مشاہدہ کا نام

کے حاصل رہنے سے ایجاد و خلق سے استغناء تھا اور ہے مگر خلق کو

بھی مرتبہ ثبوت میں آغوش حق کے اندر مشاہدہ حق کا نشہ

تھا بلکہ ظہور حق و خلق میں خلقت پی گئی۔

دیکھو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کیا فرماتے ہیں: کاش میری

مان مجھے نہ جنتی کاش عمر بکرا ہو تا تو ایں کو کاٹ کر کھا لیتے۔

اسی طرح مولائے روم اوشاد فرماتے ہیں: یہ

بشنوا ز نے چون حکایت می کند
 وز جدایہا شکایت می کن
 حضرت جامیؒ بھی پچھتے ہیں ۵
 خداوند از ہستی سادہ بودیم
 ز بنیم ہستی آزادہ بودیم
 میرے اوستادؒ بھی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ۵
 بے خبر از فنا وہ بودم در عالم
 خالی الذہن از حدوث و از قدم
 فارغ از ہستی و بنیم ہستی
 وز خیال از کجا و کیستی
 من ندانستم کہ فردا اے وجود

این بلا بر سر ہم خواہد فرود

حضرت سعدی بابائے عاشقان کا ارشاد سنو

بدریاد و منافع بے شمار است

وگر خواہی سلامت بر کنار است

عارف شیرازی جو دارالافتائے عرفان کے صدر

ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ سیر دریائے ہستی میں بے شمار

فوائد ہیں یعنی کمال روحانی ولایت و نبوت و شاہی و گدائی

و غیرہ سب کے سب اس ہستی پر موقوف ہیں یعنی بغیر اس

کے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا نہ خیر کا نہ شر کا مگر

اس میں خطرے اور آفات بہت ہیں۔ مراجعت کے بعد پرش

کے جوابات ادا کرنا نہایت مشکل ہے کہ اس بحر ہستی کے

سفر سے کیا کیا تبرکات لائے ہیں وغیرہ لہذا سلامتی کنارہ پر ہی ہے یعنی نیستی میں ع نے غم دزد نے غم کالا ہے

نے غم و اندیشہ سود دزیاں بنائے خیال میں فلاں آن فلاں

ابتداء میں اس مسئلہ کے سمجھنے میں نہایت پریشان کن شبہات سدراہ ہوتے ہیں مگر اس علم کے جاننے والوں کی خدمت میں حسن ظن و عقیدت سے حاضر ہونے اور مداومت استعمال اور شہادت ان حضرات کے چند روز میں یہ مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ بھی اشکال نہیں۔

بڑا اگر اور سب مشکلات کا مشکل کشا مسئلہ و ذات حق و خلق اور یک وجود حق کو ضبط کر لیتا ہے۔ اس کے بعد یک دیدن کا مراقبہ نظری (میں میں ہوں حق موجود ہے) جہاں نہ کی

کوشش کرنا جس شے پر نظر پڑے صورت شے سے ذہول اور
 اس کے بے بنے پر نظر کرتا رہے کہہ این شکل نمودار شدہ
 ہر شے کا ہے پنا وجود حق ہے۔ جس سے اس شے کی نمود ہے
 ابتدا میں صورت شے کو رہائے حق بنائے۔ چند روز میں اگر
 فضل خدا شامل حال ہوا تو حجاب صورت بقدر استعداد مرتفع
 ہوتا جائے گا۔ اور ہر شے میں ہستی حق کی روشنی کا احساس جلد آتا
 اور کشفاً بڑھتا جائے گا۔ جہاں تک سالک کا حصہ ہے اور ایک
 خاص قسم کا سکراہ و غما و قلبی اپنا اثر بین دکھائیگا۔ دوست
 دشمن کا تفاوت اوشھ جائیگا۔ صلح کل کی شان اپنا رنگ چھائیگی
 خلل و ملازمین ایک حالت رہے گی۔ اگر چاہے بھی تو گناہ نبرد
 نمود گا جیسا سیدنا یوسفؑ کے حق میں تو لا آت سماحی

بڑھانے سے وہی ادبِ نبوت کی شرم و حیا مراد ہے
 نہ یہ کہ سیدنا یعقوب کی شبیہ دکھلائی گئی تھی جیسا کہ مفسرون کا
 بیان ہے خدا کے دیکھنے والوں کو آدمی کی صورت سے شرمایا
 نہیں جاتا۔ ادبِ حق اوس کا ہر وقت رفیق ہے۔ پھر چشمِ نبوت
 کی حیا کا کیا کہنا۔ اذنی غفلت اس مرتبہ میں گناہ اکبر ہے چہ
 جائیکہ گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے کا قصد کرنا۔ حسنِ بصریؒ
 کے پاس کوئی شخص مرید ہونے کے واسطے آیا آپ نے فرمایا
 میان کیوں مصیبت میں پڑتے جو تم اب اس مرتبہ میں ہو کہ
 جب تک گناہ تم سے سرزد نہ ہو تب تک لکھا نہیں جاتا جہاں سے
 پاس گناہ کا خطرہ بھی لکھا جاتا ہے۔ **وَإِنَّ تَبْدُ وَمَا فِي
 أَنْفُسِكُمْ أَذْخُولٌ بِجَامِ بَكْرٍ بِاللَّهِ كَوْجُولٌ يُكَلِّفُ اللَّهُ**

لَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا سے منوخی بتاتے ہیں ایسا نہیں کہ قرآن مجید
 ہر سزا دیوں کے لئے ہدایت ہے خواص کے لئے بھی وہی حکم ہے
 قرب الہی کے طرف چون چون قدم بڑھتا ہے ادب اور قیود
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدر مزید ہوتا جاتا ہے۔ بہر حال اس مراقبہ
 میں ادب کہان تک بڑھتا ہے اور زبان الحمد للہ کہان تک
 کہتی ہے سالک کو خود محسوس ہوگا۔ اس مقام میں یہ لوگ
 کبھی عنایت کے غلبہ میں آنا الحاح کا فرہ کھاتے ہیں (وجوداً)
 اور جب غیرت غالب ہوتی ہے تو انا العبد کہتے ہیں۔ حضرت
 خواجہ بندہ نواز فرماتے ہیں۔

ماہیچہ نیم جملہ ماہیم : گہ چون گسیم گہ ہاہیم
 سلطان حقیقتہم لیکن : در کسوت آج محل گدایم

اس میں عنینیت کا بھی اظہار ہے اور غیرت کا بھی۔
 ماہیچ نمیم۔ گدا سیم۔ غیرت ذاتی کا بیان ہے۔ جلد نام۔
 ہمایم۔ سلطان (وجوداً) حقیقی عنینیت کے روسے۔
 حضور اقدس کا اسلام کے ارکان بیان فرمانے کے بعد
 احسان کی تعریف میں کائنات تراکھ فرمانا طریقت اور حقیقت
 کا سبق دینا ہے۔ عبادت رب بفریکانک تراکھ کے عبادت
 شریعت ہے جو مسقط فرض ہے۔ عالم مجبوب اور جاہل
 دونوں اس عبادت میں یکساں ہیں عالم کو اگر فضیلت ہے
 تو صرف علم کی ہے اور عبادت رب کائنات تراکھ کو لے کر
 عبادت اہل طریقت و حقیقت ہے جس کا نام احسان یا شاہد
 ہے۔ اس کا برفل شریعت و طریقت دونوں کے جامع ہوتے

تھے بعد میں بتدریج تفریق ہوتی گئی۔ علمائے طریقت اور شریعت
 جس قدر شرعی خدمات سے مشرف ہوئے گئے احسان سے ان کو
 اسی قدر بے بہرگی بڑھتی گئی۔ اور جو لوگ یاد خدا میں لگے گئے
 انہیں علوم شرعیہ سے غفلت ہونے لگی۔ اس وقت تبلیغ
 ابلیس کو اچھا موقعہ مل گیا ہر دو فریق کو اپنی وحی کا سختہ مشق
 بتالیا۔ وہاں علماء کو احسان فراموش ہوئی یہاں جہاں فقراء
 العلم حمیاب الاکبر کے نعرے مارنے لگے اور اسنادی ہمہ
 دست کی گنیت گانے لگے۔ وہاں غیرت کا شرک پہنچا
 یہاں عنیت کے اسناد کی وبا پھوٹ پڑی اور عالمگیر ہو گئی۔
 علماء اہل طریقت کو زندیق کہنے لگے فقراء اہل علم کو دہلی کے
 قائل ہونے کی وجہ سے مشرک بنانے لگے۔ زمانہ ساتھ ساتھ

ایسے نفوس کو بھی پیدا کرتا رہا۔ جو شریعت اور طریقت دونوں کے جامع رہے۔ یہ حضرات علمائے ربانین کے نام سے موسوم ہوئے۔ چونکہ یہ اچھے لوگ تھے اور اچھوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے۔ حق سبحانہ سب سے اچھا ہے اس لئے وہ ایک فرد ہے۔

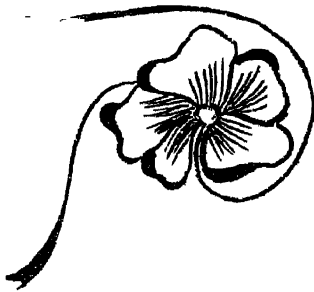
حاصل یہ ہے کہ طریقت جان شریعت ہے اور شریعت جسم طریقت جسم بے جان چوٹیوں کی خوراک ہے اور جان بے جسم سطل محض ہے۔ اب تک حقیقت یعنی یک دانستن اور معرفت یعنی یک دیدن کا بیان تھا اس کے بعد یک شدن یعنی مرتبہ قرب ہے۔ جو حال بلا علم کا مرتبہ ہے اور ناپائیدار حالت ہے۔ حضور اللہ اس کے مستحق لی مع اللہ

وقت فرماتے ہیں اس حالت کو دوام نہیں۔ اولیاء کا کیا کہتا
 ہے۔ سکر: انھی جو بعض اہل جذب کو ہوتا ہے یہ ضرور نہیں کہ وہ
 تہذیب صرف میں ہے سالک کو عام شہادت سے لے کر ہر قدم
 پر عجائبات کا مطالعہ ہے اور ہر قدم پر سکر ممکن ہے یہ ضرور نہیں
 کہ مرتبہ تہذیب صرف میں جا کر سکر اور لاعلمی ہو۔ یوں تو ہر مرتبہ
 میں شریعت سے لے کر طریقت معرفت ہر مرتبہ میں قرب میسر
 ہے اپنے حصہ کے موافق مگر قرب مرتبہ تہذیب جو بغیر صفات اسما
 کے تجلیات کے اور بغیر اعتبارات و تعینات کے تہذیب محض یعنی
 تجلی ذاتی کے قرب سے مشرف ہونا۔ اوس کو شیخ اکبرؒ بوجہ
 لزوم تطل ذات جائز نہیں سمجھے اور شیخ مجددؒ اس کو خاصہ ذات
 اقدس قائم الانبیاء صلعم فرماتے ہیں۔ اور تہذیب اتباع آقاؐ و نامدار

غلامان حضور اقدس کو بھی تابعیت اور غلامی کی حیثیت سے جواز کی امید دلاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ غلام اپنی آقا کی سمیت میں وہاں تک جا سکتا ہے۔ جہاں دوسرے سردار نہیں جا سکتے۔ مگر غلام غلام ہی ہے اس سے بچ نہ سمجھنا چاہئے کہ اولیٰ محمدی دوسرے انبیاء سے فوقیت رکھتے ہیں۔ غلام کی تفصیلت سن و جب نبوت کے مرتبہ سے ٹکر نہیں کھا سکتی۔ چونکہ آپ نے تنزیہی کو جائز رکھتے ہیں۔ اس لئے مجددی طریقہ میں کمالات نبوت کے مراقبہ میں تنزیہ صرف کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔

اصل میں یہ حضرات فیضان الہی کے دریا بے بسیا کے مدد جزر میں ہیں۔ مدکی صورت میں پانی اوپر کھچ گیا گویا خشکی میں رہ گئے۔ اس حالت کا غلم ہوتا ہے اس کا بیان بھی

صاف ہوتا ہے۔ پھر ایک دم سے جبر ہوا گویا پانی اون کے
 اوپر سے پھر گیا۔ اس وقت ہوش و حواس علم عقل سب فنا
 اسی حالت کا نام فنا ہے تاہم ہے اس غرقابی کے کیا احوال
 بول سکتے ہیں۔ کوئی عدم ہی عدم پکارتا ہے اور سچ کہتا ہے کوئی
 وجود ہی وجود کاراگ گاتا ہے اور سچا راگ گاتا ہے۔ صرف تعبیر
 بیان کا اختلاف ہے ﴿وَلَوْ كُنَّا ذُرًّا



وقت آنست که دل واقف اسرار شود
 گنج مخفی چو به بازار ظهور آمده است
 ایچ دانی ز چه زخمیه به صحرای ظهور
 و چه دایم که درین واقعه سرگردانم
 خلق گریز ظهورند چرا محبوب آمد
 چون حجابش تمام آخر میان بر خیزم
 او در آئینه من چهره خود می بیند
 حاصل آنست که این سلبه بجا ایچ است
 او چو خود عارف خود آمد و ما محرومیم
 قدر جوهر نشاسد مگر آن جوهری
 پرده آینه کل از روی دل جان بردار

جائے آنست که دل طالب یدار شود
 عارف آن بر که ز خلوت سوزان شود
 ما رخس ز آئینه کون نمودار شود
 چه عجب گر جگر مریش دل افکار شود
 ایچ دیدی که عجب موجیان ظہار شود
 تا ہر بودید و پستندہ دیدار شود
 خورد بجز واسطہ مطلوب و طیار شود
 دین سخن مشکل اگر است بگفتار شود
 بس نہان از کہ بدو بر کہ پدیدار شود
 کہ صدف بشکند و خود در سہوار شود
 تا ہر ظلمتستی تو اتوار شود

نہایت اختیار کہ امینہ یارا اندہمہ	تو زامینہ بخش بین کہ مہویا ر شود
ہر کہ در بزم بقا جام بقا نوش کند	دست در جہل نا احمی زده بردار شود
عکس حشاہ ساتی چو قدر بر رخ جام	رو بہ نیخانہ کنند اہد و خمار شود
این چچ راز است کہ از پر وہ برون می افتد	ساحل بے خبران واقف اسرار شود
چون بہ پرسیدن بیمار خود آئی سحرے	تندرستان ہمہ زمین واقوہ یار شود
ہر کہ چون نقطہ تہدیکہ قدم از خود بیرون	اندرین دُن رُہ گشتہ چو پر کار شود
این مہمہ بادہ کہ بر جان مہمین پیویدی	دل سترش از ان نیست کہ مہیار شود

(۴)

آستین بر رو کشیدہ ہچو مکار آمدی
 با خودی خود در تماشا سوئے بانار آمدی
 در بہاران گل شہی در صحن گلزار آمدی

بعد از آن بلبل شدی با آله و زار آمدی
 خوشتر را جلوه کردی اندرین آئینه با
 آئینه آسش نهادی خود به اظهار آمدی
 شور منصور از کجا و دار منصور از کجا
 خود زدی بانگ تالین بر سر دار آمدی
 گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا
 خود به خود آزاد بودی خود گرفتار آمدی



ہندسہ الہیہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) نقطہ وہ ہے جس کے اجزائے ہو سکیں یعنی اس کی کچھ
 مقدار نہ ہو اور کیفیت و کمیت سے پاک ہو۔
 مقدار اسے کہتے ہیں جو کم و بیش ہو سکے پس وہ نقطہ
 ہے جو مقدار سے منترہ و میرا ہونہ کبھی کم ہونہ بیش۔ الان
 لکھا کان۔

(۱۲) ظہور نقطہ یعنی اول ما خلق اللہ نوسری یہ نزول اول ہے

(۱۳) کثرت نقطہ یعنی اتنا من نوسر اللہ وکل شیء من

نوسری۔ یہ نزول ثانی ہے۔

(۱۴) خط مستقیم یعنی توحید۔

(۱۵) سطح مستوی یعنی عالم ارواح۔

(۱۶) زاویہ یعنی مذہب۔

(۱۷) زاویہ قائمہ یعنی اسلام۔

(۱۸) عمود یعنی پیغمبر۔

(۱۹) خطوط متوازی یعنی ازل وابد۔

(۱۰) شکل یعنی عالم مثال۔

(۱۱) جسم یعنی عالم شہود۔

- (۱۲) دائرہ یعنی عالم کون۔
 (۱۳) مرکز یعنی وہی نقطہ۔ کل شیء یرجع الی اصلہ۔
 (۱۴) محیط دائرہ یعنی وہی نقطہ جیکہ اپنے اوپر آپ گردش
 میں آیا واللہ علی کل شیء عظیم۔

اصول موضوع

- (۱) اختیار ہے کہ ذات صفات میں ظہور کرے (۲) کن فیکون۔
 (۳) اختیار ہے کہ صفات اسمائے آثار میں جلوہ گر ہوں۔

”علوم مستعار“

- (۱) هو اللہ احد یعنی موجود اصلی ایک سے زیادہ نہیں۔

(۲) اللہ الصمد یعنی موجود اصلی کسی کا محتاج نہیں۔

(۳) لم یلد ولم یولد یعنی نہ تو اس کی اولاد نہ وہ کسی

کی اولاد۔

(۴) ولم یکن لہ کفواً احد یعنی نہ اس کا کوئی شریک

(۵) لیس مثلہ شیء یعنی کوئی شے اس کے مانند نہیں۔

(۶) ہوا اول ہوا الآخر ہوا الظاہر ہوا الباطن۔

”شکل“

ثابت کرو کہ ”الوجوب واحدٌ غیرٌ لیس بہ وجوبی۔“

فرض کرو کہ احد غیر ہے مطلوب یہ ہے کہ احد موجود اصلی نہیں بلکہ
(۱) اصول موضوعہ کے ذات کو تصف بہ صفت خالق کچھ حکم

(۲) اصول موضوعہ کے مخلوق کو منظر اسم خالق سمجھو۔ اب احمد
چونکہ مخلوق ہے لہذا منظر اسم خالق ہے اور چونکہ خالق اسم
صفت ہے اور صفت میں ذات نے بطور کیا ہے لہذا خالق
وہی ذات ہے اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ احمد منظر اسم خالق
ہے اس لئے احمد بھی منظر ذات ہے۔ یعنی وجود احمد عین وجود
ذات ہے اور حکم (۱) علوم متعارفہ ذات ایک سے زیادہ
نہیں پس ثابیت ہوا کہ الوجود واحد یعنی احمد جس کو غیر
فرض کیا گیا تھا موجود نہیں بلکہ وہی ذات موجود اصلی ہے
جو بالضرورة واحد ہے پس معلوم ہوا کہ وجود غیر باطل ہے۔ فقہو
المطلوب

معطلہ کہتے ہیں کہ عالم کا کوئی خالق، صانع نہیں۔
 فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہے مگر اوس کا نام اور صفت نہیں۔
 تنزیہ کا مذہب یہ ہے کہ شریک رکھتا ہے۔
 مشبہ کا اعتقاد ہے کہ خلق کے مثل ہے۔
 یھود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ اوس کی بیوی اور لڑکے ہیں۔
 معتقد معان یہ ہے کہ کفو اور ہمسر رکھتا ہے۔
 جب بندہ مومن نے کہا کہ ”ھو“ تو معطلہ کے عقیدہ سے
 بنیاد ہوا۔ جب کہا ”اللہ“ تو فلاسفہ کے قول سے مبرا ہوا جب
 کہا ”احد“ تو تنزیہ کی روش سے برات حاصل کی جب زبان
 پر لایا ”اللہ الصمد“ تو مشبہ کے مذہب سے دور ہوا جب
 پڑھا ”لعلیٰ و لعلیٰ“ تو یہود و نصاریٰ سے بنیاد کی

جب "ولم یکن لہ کفواً احد" بولا تو معتقد معان سے تبرک کیا
 جو برتر صحو کو پوچھا وہ والہ یعنی عاشق ہے اور جو اللہ کو جانا
 وہ عالم ہے جو احد کو دریافت کرے وہ محب ہے جو صہل کو
 پہچانے وہ عارف ہے۔ جو لم یلدا ولم یولد کا اعتقاد کرے
 وہ عاقل ہے اور جو کوئی "ولم یکن لہ کفواً احد" کی تقدیر
 کرے وہ مومن ہے اور جو کوئی ابن سب معانی کو جمع کرے وہ
 موصوف خالص ہے۔

صاحب اسرار کلمہ ہو سے حصہ لیتے ہیں۔
 صاحب ارواح کلمہ اللہ سے راحت پاتے ہیں۔
 صاحب دل نور احد سے مخلوط رہتے ہیں۔
 صاحب عقل اللہ الصمد کے بید سے نصیب پاتے ہیں۔

صاحب نفس لم یلد ولم یولد کو سمجھنے سے نفع اٹھاتے ہیں۔
صاحب شخص ولم یکن لہ کفواً احد سے مراد کو پھونچتے ہیں۔

چہشتوی سخن اہل حق گو کہ خطاست
سخن شناس ہی دلبر اخطا اینجا است

(۴)

خلاصہ

از حضرت پیر مرشد قبلہ

محقق الحاد و کفر و نبی ادبی است	گر تصوف خلاف شرع نبی است
این تعین ز روی علم آمد	ذات باطن بسوی علم آمد
گفت این را تسین اول	بہر کہ کردہ عقود عرفان حل
وحدت وہم حقیقت احمد	نام این مرتبہ بود بے عد
در حقیقت و مجد باشد یک	پیش آن کس کہ می نثار و شک

<p> معنی اش بود ای ہمام بود بلکہ موجود بہت عین وجود و ز غیر است ایس قہا غیر از وجود خداست این مقصود نیست این ہر دو غیر یکدیگر دو بود لفظاً یک بود معنی آن کیے بہت و بود خواہد بود وحدت ذات را قدم باشد قذا این وحدت مکر نیست لیک حفظ مراتب است ضرور طحہ انرا قوی شود الحاد </p>	<p> ز لغت گر وجود نام بود معنی مصدری نخواہد بود ہم بخود بود لا ست نے از غیر بلکہ در خارج است او موجود پیری از من وجود و ذات اگر چون ترادف کنی قیاس آزا یکت جود است ہم کیے موجود جز کیے دیگرے عدم باشد غیر حق را وجود دیگر نیست جز کیے نیست گر شپس لوز گر ہمہ اوست گوئی بے بنیاد </p>
---	--

قال عارف همه از دست بود	ورنه بے مغز مجمله پوست بود
حال عارف روا بود همه پوست	ز آنکه او نفی غیر کرد ای دست
هر دو این قول عارفان خداست	غیر این وحدۃ الوجود کجاست
حاصل این همه ازین تمهید	نیست موجود نوز بے خورشید
گرچه از بهر نام دو باشد	یک بدان هر دو را نگو باشد
گر کسی هستی دگر گوید	راه گم کرده شکر می جوید
بهر تطل و تطل جدا داند	هر دو را بستی فاواند
هست و تطل و ذی تطل ای قائل	غیریت عنیت بهم حاصل
آن یکے غیریت لحاظ کند	دین دگر عنیت لحاظ کند
گفت آن وحدۃ الوجود بجاست	گفت این وحدۃ الشهود راست
جامعیت ترا اگر باشد	هر دو نسبت درست تر باشد

محباشی بوجہ عینیت	بہ کہ قائل شویٰ بہ غیریت
خطرہ عینیت نگہداری	غیریت را بہ پیش برداری
مذہب جملہ ماسبق باشد	این دو نسبت درست حق باشد
مخداست و کلام خیر نہ گفت	گفت گر عین محض و غیر نہ گفت
مرد نادان دلیہ خبر گوید	ہمچنان غیر محض گر گوید :
جز خدا رہ مدہ بخانہ دل	با خدا باش از ہمہ گسل
دل خود را گمار برا حسد	پند خاطر شنو تو اے احمد

(۵)

ہر بار سخی

گر نبودے ذات حق اندر وجود چہ بوالبشر را کے ملک کرد و سجود
چوں محمد پاک بود از نار و دود چہ ہر کجا رو کرد و جب اللہ بود

شاهان کرم بر من درویش مگر	بر حال من خسته و دل ریش مگر
هر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش مگر

(+)

غزل

خواجه نصیر الدین گراغ دهلوی رح

بیکارم و با کارم چون مدب حساب اندر

گویانم و خاموشم چون خطبه کتاب اندر

گر شادم و گرنه غمگین از حال خودم فافل

می گریم و می خندم چون طفل بخواب اندر

ای زاهد ظاهرین از قرب چه می پرسی

اودرمن و من دروے چون بوجلاب اندر

دریا رو از چشم لب تر نشود ہرگز

این طرفہ تما شب من تشنہ است با اند

در سینه نصیر الدین جز عشق نمی گنجد

این طرفہ عجائب من دریا بجباب اند

زعل

مولانا روم

نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار می گردم

مذاق عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

خدا را رحم کن بر من پریشان دار می گردم

خط کارم گتہ کارم بحال زارمی گروم

شراب شوق می نوشتم بگر دیارمی گروم

سخن مستانہ می گویم دلے ہیشیاری گروم

ہزاران غوطہ باخوردم درین دریا بے پایاں

برائے گوہر معنی بدریا خوارمی گروم

بیاشا با عنایت کن یہ مولانای رومی را

غلام شمس تبریزیم قلندر و امی گروم

(*)

انتظار می رود دل کھنچین صد اصرار کی
وہ کہتے جیتے بکرا بچھایا انکو دور کی

جیتے جی مکر ہوا ہوں زندہ جاوید میں
وہ کہے جس کوں ہمیں نے کہا ہی میرا نام

(*)

بار و گریہ مابہ قصہ آمدیم	ما ازین قصہ بیرون دے شدیم
گر بہ جہنم ایمم آن زندان است	در بہ عالم ایمم آن ایوان است
گر بہ خواب ایممستان و میم	ور بہ بیداری بدستان ریمم
ور بگریمم ابر پر زرق و میم	ور بنجدیمم آن زمان برق و میم
ور بہ خشم و جنگ عکس تہراوست	ور بصلح و عذر عکس مہراوست
ماکہ ایم اندر جہاں پیچ پیچ	چون الف او خود چہ ادا پیچ پیچ
چون الف گر تو مجرومی شوی	اندرین رہ مرد مغرومی شوی
جہد کن تا ترک غیر حق کنی	دل ازین دنیاے فانی بر کنی

(*)

مارانہ مرید ورد خواں می باید	نے زاہد و حافظ قرآن می باید
صاحب دے سوختہ جانے می باید	آتش زدہ بہ قائمان می باید

(*)

عقل گوید دنیا و عقبی بگو	عشق می گوید بجز مولیٰ آنچه
عقل می گوید که خود را پیش کن	عشق می گوید که ترک نش کن
مرد عاشق را نباشد علت	عاشقان این بی نیلے
مذہب عشق از مہدینہا جداست	عاشقان از سبب ولت خداست

(۳)

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود	یکتہ نہادہ فاسق حق مسلمان نشود
تا در کفر سارہ ویران نشود	یک کار قلندر تی ایمان نشود

(۴)

در عالم فقر بے تشامی اوئے	در قصر عشق بے زبانی اوئے
زانکس کہ تراہل قدوق داسرا یزد	گفتن بطریق ترجمانی اوئے

(۵)

<p>کہ برد در دیر می نشانی مارا آن بہ کہ ز خویش وارہائی مارا</p>	<p>کہ جانب کعبہ میدوانی مارا این ہر دو صفت لازمہ ہی مات</p>
(+)—	
<p>ساوس ہاکن و کن ز راتی زان حوض کہ مرتضاشن باشد ساتی</p>	<p>اسے دل میں مشتوق کن در باقی گر پیر و احمدی خوری جام شترآ</p>
(+)—	
<p>کہ ہووے خدا کے مرتبہ کو حاصل بل ہووے خدا منادہ عبد کامل</p>	<p>کہ عبد عروج اور ترقی حاصل بالذات الہ ہووے عاشک کلا</p>
(+)—	
<p>شیشہ نہیں یہ خالی دکھ سہی ہوگی جب فیہ سے عالم شیشہ میں بھی ہوگی</p>	<p>کہ غور خدا اس میں کچھ جلوہ گری ہوگی ساتی تراستی سے کیا حال ہوا ہوگا</p>

عشق میں جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے
 عاشقی اور کسی لگر کام کی مین نام کی ہو
 بزم وحدت میں اوسے بار کہان جبکہ تمیز
 بدکی ہے نیک۔ کی ہے خاص کی ہر عام کی

(۱۰)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چائیس برس تک غاروں میں
 یک روز چمکنے والی تھی سب شاہوں کے دربار میں
 جو فلسفیوں پر حل ہوا اور نکتہ داروں سے کسل نہ سکا
 وہ رازیک کملی والے نے بتلا دیا چنڈا اشار میں
 بزرگ و عمر عثمان و علی بن کرین ایک ہی مشعل کی
 ہم مرتبہ ہیں اصحاب بنی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من تصنیف حضرت خواجه باقی باشد ^{علیہ} _{السلام} رحمۃ اللہ

الحمد للہ کہ حقیقت از آفتاب روشن تر است و جمال وحدت
از مرآت کثرت بہمہ حال در نظر۔ اے ید این رسالہ از حقیقت
تو بسوے تست اگر بچشم ہمت مطالعہ فرمائی چنان دانم کہ از
صورت بحقیقت برسی و بعد وہوم از میان بر خیزد اے سید ^{کے}
از بعد خبر میدہ آن را و جہے بود دیگرے از قرب نشانند گرداند
آن را نیز سببے باشد حقیقت تو کہ بزبان این رسالہ با تو حرف
می زند بر وحدت اطلاع دہد آنچنانہ بعد است و نہ قرب چون
وحدت طلوع فرماید بعد و قرب عین وحدت باشند۔ اے سید

ہر فرقہ با فرقہ دیگر در نزاع و جدال است مگر اہل وحدت کہ ایشان
 با ہمہ یکے اند اگرچہ بیچ کد ام بہ ایشان یکے نیست۔ اے سید اہل
 وحدت از مذہب مختلفہ و متضادہ و مشارب متنوعہ متناقضہ
 مشربے عذب لطیف روحانی و مذہبے عام شامل و جدالی انتزاع
 نمائندہ ایشان را جز این مذہبے خاص و مشربے مخصوص تیر
 باشد چنانکہ در گفتگو در آید و گفتہ شود مشکلم چنین گفتہ و حکیم چنان
 و صوفی چنان اے سید وحدت باطن کثرت است و کثرت
 ظاہر وحدت و حقیقت در ہر دو یکیت اے سید موجود یکیت
 کہ بصورت کثرت موموم می نماید۔ اے سید ترا از وحدت بہ کثرت
 آوردہ اند و از یگانگی بہ دوئی و انمودند بہت حکمے کہ او سبحانہ
 داند و بندگان خاص او نیز بہ اعلام او دانند و ترا چنان ساختند

که از وحدت سابقه خبرنداری و ازان حال اثری در تو پیدا
 بلکه تمام عالم را حق سبحانه و تعالی خبر از وحدت به کثرت آورده
 بعد از این چندین بندگان را بے واسطه بخود آشنا کرده از کثرت
 بوحدت برده و راه و حصول از کثرت بوحدت تعلیم فرموده باز
 بکثرت فرستاده چنانچه ایشان از کثرت بوحدت می دیدند
 و ایشان را مورش شدند که بدیگران تعلیم این طریق نمایند ایشان
 امثال او نموده اعلام این طریق فرمودند هر که بر آن راه عمل
 کرده پیروی آن جماعت نمود از کثرت بوحدت پیوسته وارد
 دو گانگی به یگانگی رسید آن جماعت بزرگوار انبیا و خواص
 اولیا اند و آن راه شریعت و طریقت است انے سید شریعت
 عبارت از نقل چند و ترک چند است که در کتب فقهی بیان

کرده اند و طریقت عبارت از تہذیب اخلاق است یعنی
 تبدیل اوصاف ذمیمہ بہ اوصاف حمیدہ کہ آن را سفر دروٹن
 نیز گویند و تعبیر یہ لو کہ نیز تمانید آن در کتب مشائخ و خصوص
 در کتب امام محمد غزالی تفصیل مذکور است و بعضے از اشغال
 و آداب کہ مشائخ آن را وضع کرده اند داخل طریقت است
 اے سید احکام شرعی کہ بتائے آن اشینیت است بجاہیت
 موصل بوحدت است و سر آن را خداوند و عاصمان او۔
 و پس در ایصال اعمال کہ مر بوط بہ کثرت بود بسوے وحدت
 اشارت است بہ آنکہ کثرت عین وحدت است بقہم اے سید
 نماز روزہ منج و زکوٰۃ و امثال آنکہ مرصل بوحدت اند بجاہیت
 ایصال انہا بوحدت و حقے است کہ عا یصا نند مودی شوند

چنانکہ شرط کردہ اندو معنی اللہ در نیباب ہمہ کس۔ اسم فہم نہ گنبد
 و ہر کس را تا کہ نام معنی بنما طرسد اما آنچہ طالب وحدت را
 نذوریست آنت کہ تصور کند کہ نیست کردم کہ نماز گنہ ارم
 یا روزه گیرم مثلاً برائے حقیقت خود وجود آن یعنی یافت او کہ
 اور اگہ کردہ ام و سچو اہم کہ یہ وسیلہ این عبادت و وحدت کہ
 عین الشارست ظہور نماید لے سید غابد اوست و مہبود اوست
 و غابد در مرتبہ تقید و مہبود در مرتبہ اطلاق و مرتبہ تمیز در مراتب
 از امور عقلیہ است و موجود نیست الا یک حقیقت کہ ہستی صرف
 است بہ فہم۔ اسے سید چون نیک بنگری اخلاق ذمید کہ
 رفع آہنہا در طریقت واجب است ہمہ مہنی و مشرعت است از
 بیگانگی و دوی و اخلاق حمیدہ کہ تحصیل آہ لازم ہمہ مجتہد و علم

از آشنائی و یگانگی - پس طالب وحدت را چاره نیست از شریعت
 و طریقت - اگر سبب اتصال در اول معلوم نباشد در ثانی اگر
 تامل نماید بشرط مناسبت غالباً بفهمد چنانچه اشارت کرده ایم بر آن
 اے سید این همه اذکار و اشغال و مراقبات و توجهات
 و طریق سلوک که مشایخ وضع کرده اند از برای کسب اثبوت مویز
 است - پس بدانکه فاصل میان وحدت که حق است و کثرت
 که علق است جز خیال و تمسیت و پستی و وحدت است
 که بصورت کثرت می نماید و یکے است بسیار در نظر می آید
 چنانچه حول یکے را دو بنید چنانچه نکتہ حوالہ کہ بصورت ابرو
 دیده شود - چنانچه قطره تازله باران کہ شکل خط بنظر آید پس
 وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت یعنی عابد کہ

در کثرت است همان در وحدت است بذات و صفات و
 افعال و آثار۔ اے سید عارفے رفیع المرتبہ فرمودہ کہ دروشی
 تصحیح خیال است کہ غیر حق در دل نمائند الحق۔ خوب فرمودہ چون
 حجاب جز خیال نیست رفع حجاب نیز بہ خیال باید کرد و شب
 و روز در خیال وحدت باید بود۔ اے سید اگر سیادت میجوہی
 واحد شود احد باش و واحد شدن آنست کہ از تو ہم دوی
 بر آئی۔ واحد بودن آنست کہ بر وحدت و در وحدت ہمیشہ
 باشی و تفرقہ خاطر و غم و اندوہ ہمہ از دوی است چون دوی از
 نظر برد و آرام و قرار سیر گردد چنانچہ تا ابد بہ بیخ غم مبتلا نہ گردد
 و در دو جهان آسودہ گردد چہ آسودگی در عدم است۔ اے
 سید چون بہ حقیقت توحید برسی وحدت صفت تو شود وانی

کہ نسبت تو بحق بعد از سلوک ہیج تفریح و تفریح است همان نسبت است
 کہ پیش از سلوک بودہ است بلکہ نسبت تو پیش از وجود و بعد
 از وجود نیز یکیت آرسے دانستے پیدا کر دی و یقینے ہم رسانیدی
 کہ بہ بیچ آب و آتش زائل نہ گردان زائل تا ابد حق موجود است
 و پس وہ ہرگز دیگر سے موجود تشدہ و تو ہم باطل اعتبار سے نہ دانہ
 زید را بیمار سے پیدا شد زید خود را احمد است و از مردم او صاحب
 زید شستیدہ در طلب او شد چون بعدا جہائے خوب بیماری او
 دفع شد عمر بہ بیچ جانہ بود زید بود پس سیرغ قصد سیرغ نمودند
 چون عین بنگاہ رسیدند خود را سیرغ دیدند پس حق سبحانہ و تعالیٰ
 خود را بھفتہائے خود میدانت است این حقیقت ہائے چیز است
 بعد از ان بہ آن معفتہائے خود را اظہار نمود این عالم است

این جا غیر کجاست و غیر کے موجود شد چون بہ حقیقت کار این دانستی
 معلوم تو شد کہ قرب و بعد و مسافت ہمہ از تو ہم است کہ دوری
 بود تا نزدیکی حاصل شود کہ جدائی داشت تا پیوستگی پیدا کند در
 عالم اگر نہ ہر سال فکر کنی غیر حقیقت مطلقہ کہ عین وحدت است
 بیچ چیز نیابی بلکہ بیچ ذاتے و بیچ صفتے و بیچ حثیتے و بیچ وجہے چہ
 خارجی و چہ ذہنی و چہ وہمی ہم نہ رسد کہ غیر اور بود ہمہ اوست
 واد ہمہ است و ہر چہ در ادراک می آید اوست و ہر چہ در ادراک
 نمی آید ہم اوست و آنچه اورا وجود گویند ظہور اوست و آنچه اورا
 عدم گویند بطون اوست اول اوست آخر اوست ظاہر اوست
 باطن اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست
 متشرہ اوست مشبہ اوست اسے سید بدانکہ ہمہ اوست

و از همه پاک است این اطلاق او نسبت به دیگر است غیر آن
 اطلاق که بدان عین همه اوست درین اطلاق بیچ کشفه و عکله
 و فیه نه رسد بحد ما کم الله انفسه این جانب ششهود
 او در مراتب ظهور است و گاه از مراتب بیرون بود و این ششهود
 کمال البرق الخاطف باث دوام مستحیل اوست حصول او و
 عدم و دوام او مقتضای جامعیت انسانست که مظهر اتم است
 اے سید عارف را بالاتر ازین مقامی نیست و درین مقام
 فناے کلی و انعدام صرف است و این از اقسام کلیه قیامت
 است - اے سید این محارف درین مقام تقریب نوشته
 شد آنچه سالک را ضروریست همان فکر و حدت است که بالا
 نوشته ایم باید که شب و روز در آن سعی نماید که کثرت موموم

کہ بعنوان غیریت در نظری آید از نظر سراسر ناقص شدہ مراتب حدت
 شود ساکن چیزیکے نہ بنید و چیزیکے نداند و چیزیکے نخواند۔ اے سید
 طریق ذکر است لا الہ یعنی این ہمہ چیز ہائے کہ مشہور داند
 نیست اندبہ آن معنی کہ گم اندر وحدت ذات و مستہماک
 اندر دے **اللا للہ** یعنی وحدت بصورت این چیز با ظاہر
 است در اشیا پس اد ظاہر اشیا باشد و ہم باطن اشیا جز
 ظاہر و باطن چیز دیگر نیست پس اشیا نباشد بلکہ حق باشد
 نام اشیا بر اشیا اعتباری بود کہ آن نیز عین حق است
 اے سید طریق مراقبہ از کلمات سابقہ بوجہ مختلفہ می توان
 فہمید مراقبہ عبارت از ملاحظہ معنی وحدت است بھر و جب کہ
 توان کرد اگر ملاحظہ الفاظ بہ تخیل آہنا واسطہ تعقل معانی گردد

آن را ذکر گویند الفاظ بر چه بود خواه لا اله الا الله و
 خواه لفظ الله تنها و اگر بے تحیل الفاظ تعقل معانی کنند هر اقبه
 و توجه بود و جوه آن بسیار بود چنانچه از کتب بزرگان معلوم توان
 کرد و مقصود است که معنی وحدت و در دل تکراریه و ذکر لفظ الله
 چنان است که به حقیقت قابیه و توسط تصور مضغه متوجه گشته
 ازین حیثیت پیوسته تصور کن به متوجه گشته ازین جهت که
 آن حقیقت قلبیه منظر حق است تحیل لفظ الله کنند و برده
 اطلاق نمائند ای سید اگر بنمود متوجه بشوی و توانی این توجه
 را درست کرد کار به آسانی صورت می گردد ای سید بدن تو
 صورت و منظر روح است و غیر آن نیست و روح تو منظر و صورت
 حق است و غیر آن نیست و این هر دو صورت بنسبت روحی

مہیوم اند چون اللہ در خیال گوئی و بہ آن حقیقت کہ بصورت
 این دو مہیوم ظاہر است متوجہ گردی دانی کہ من ہمانم
 امید ہست کہ شہود و شہادت و وحدت در کثرت میسر گردد
 و ہر چہ در نظر تو در آید باید بدانی کہ صورتی دارد و روحی
 دارد و حقیقتی دارد چہ صورت اولی کہ ناموت است و
 روح اولی کہ موت است و حقیقت اولی کہ جبروت و لاہوت است
 کہ عبارت از ذات و صفات حق است یعنی وجہ فاص بہ
 آن شے کہ عین حقیقت مطلقہ است . اے سید جبروت
 صفات است و لاہوت ذات است و صفات غیر ذات
 نیست آری در کشف و شہود اعتباراً مخالفی روئے میدہد
 آن در مقام حصول تجلیات صفاتیہ و ذاتیہ است و ماہر این جا

ذات و صفات را در یک مرتبه اعتبار گردد و هم بجهت غنیت
 عالم علم حق است که به تجلی ذات که الف اشارت بذات
 ظهور نموده و علم علین ذات است. - ا - به سید حقیقت مطهر
 ظهورات بے نهایت دارد و اما کلیات او پنج است ظهور
 اول ظهور علم اجمالی است ظهور دوم علم تفصیل ظهور سوم ظهور روح
 روحانیه است ظهور چهارم ظهور مثالیه است ظهور پنجم ظهور صور
 جسمانیه است اگر ظهور انسانی را جداگیری ظهورات کلیه شش
 بود این ظهورات را تنزلات خمس یا سته گویند و حضرت
 نیز گویند - ا - سید انسان جامع همه ظهورات است
 و بیان این جامعیت بوجه کثرت میتوان کرد و باید که بدان
 که حقیقت انسانی در همه مراتب بصورت مناسب آن مرتبه

رارسیدن در اول امر هیچ درکار نیست چون بنیابت الهی
 معنی وحدت در دل نشیند و خیال دومی مرتفع گردد و تراصفی
 روح اهدا و که همه علوم و حقائق بر تو کشف خواهد شد و خفیه
 نخواهد ماند تا کثرت از نظر نه رفقه تو هم دومی باقیست معلوم صحیح
 مشکل که رو نماید چیز روز ریاضت بر خود باید گرفت و انفاس
 را مصروف این اندیشه باید ساخت تا خیال باطل از دل
 بدر رود و خیال حق در آید و بجای آن بنشیند ای سید تا
 این خیال در تو قرار نه گرفته و ظاهر و باطن ترا فرو نگرفته
 به هیچ چیز توجه نباشد چون این خیال قرار گرفت و تفرقه
 فعلی بر طرف شد هیچ چیز ترا مزاحم نخواهد شد چه موجود مایل
 موجود حق را مزاحم نمی تواند شد نسبت حق بمبالم چون نسبت

آب بہ برفت بلکہ نزدیک تر از ان باید دانست یا چون
 نسبت طلا بہ زیور ہا کہ از در است کنند و چون نسبت گل
 بنظر و فہا کہ از گل ساخته و اینہا ہمہ یکسبت اے سید رابطہ
 میان عالم و میان حق ہم کلمہ من بہت چہ عالم از و ناشی
 است و باوے۔ و ہم کلمہ الی چہ عالم لبوے اور ارج است
 و این صدور در جو عہہ در ازل و ابد است و ہم در جمیع
 آفات زمانی چہ در ہر آن عالم بہ حقیقت رود و از حقیقت
 برآید چون موج از دریا و ہم کلمہ فی است چہ عالم در حق
 است و حق در عالم کہ بوجہ او مظهر است و بوجہ این مظهر
 است و ہم کلمہ مع چہ معیت ذاتی و صفاتی و فعلی متحقق است
 بے شبہہ و ہم کلمہ ہو است چہ عالم عین حق است و حق

عین عالم و ہم کلمہ تیس چہ بوجھے عالم عالم است و حق حق
 نہ عالم حق است و نہ حق عالم اسے سید حق بوجھے از ہمہ
 روابط سنزہ است و میان حق و عالم رابطہ تیسست این اعتباراً
 رالاتین گوئند۔ اسے سید ہر کہ حق را بدین وجہ آشنا سد
 حق بوجھے ممکن شناختہ باشد اسے سید اول سماک را بہ اسم
 ظاہر متوجہ باید شد و یقین باید داشت کہ پیداوست بہ
 ہمہ صور و معانی و بیچ صورتی و بیچ معانی نیست کہ جزا و بود
 و این معانی را مکرر نوشتہ ایم و بیجبت تاکید باز نویسیم مقصود
 این است کہ فکر و حدت لازم خود باید داشت و خود را بدین
 فکر گرم باید کرد و چون درین فکر استغراق حاصل شود از اسم
 الباطن نیز بہرہ مندی خواهد یافت اسے سید اگر سالہا بعبادت

و طاعت و اذکار و اشغال اشغال نمائی و از وحدت غافل
 باشی از اصل محرومی اگر چه احوال و کیفیات غریبه رو نماید و اولاً
 دو اوقات جلوه گر گردد اے سید حالے که تو آن را وصل تو هم
 کنی و شمره آن حال علم وحدت باشد بحقیقت آن وصل نیست
 آنچه ظاهر شده در همه و عین همه مرتبه است از مراتب جلوه
 نه مقصود حقیقی که مطلق است و ظاهر در همه و عین یا چیزی
 ظاهر می شود که بوجهی از وجود اشیا مغایرت دارد آن تنملی
 مقصود نیست سرگناه حقیقت معامله چنین باشد اول ترا
 مراقبه مطلق ضروریست تا مسامت نماز اے سید تفرقه
 و جدائی تا زمانے است که همه رایکے نمی دانی و نمی بینی چون
 همه رایکے دیدی از تفرقه و دوئی خلاص شدی وصل عریان

میسر شد۔ اے سید چون ہمہ را دیدی ہمہ نماند بلکہ یکے ماند
 پس اے سید میان تو و مقصود را ہے نیست در اہے کہ
 ہست ہمین است کہ تو اورا جدا از خود و غیر خود میدانی چنان
 دانستی کہ تو نیستی اوست پس راہ نماند و آتادی و معرفت
 نفس و معرفت حق و قائمے مطلق و وصل و کمال قرب اینجا
 حاصل شد و کار تمام گشت۔ اے سید چون بہ این مقام
 رسیدی گا کہ خود را ندیدی اورا دیدی آسودی دنیا و آخرت
 در حق تو یکے شد و فنا و بقا و خیر و شر و کفر و اسلام و موت
 و حیات و طاعت و معصیت عقب ماند بساط زمان و مکان
 در نور دیدہ شد۔ اے سید چون تو تماندی بزیچ چیز نماند
 و ہمہ چیز باہو اندیشہ تو و البستہ است اے سید بدانکہ ہمہ

چیز درست و ایچ چیز بیرون از تو وجودے ندارد و چون خود را
 از ہمہ چیز حالی کردی ایچ چیز نماند۔ اسے سید ترا وجودے
 جز در حق نیست و ہمہ چیز یا در تو موجود اند چون خود را بہ حق
 بردی و دوران دریا کے بلکیر ان اندا حتی لینے یہ این صفہ تھا اگا
 شدی ہمہ چیز یا با تو دوران دریا گم شد اگر نیک درنگری
 بدانی کہ انانیت کہ از تو سر می زند از تو نیست تو این جسم در روح
 نیستی در تمام عالم یک انا گوے است کہ انانیت او از ہمہ جا
 جلوہ گراست اسے سید علامت وصول مطلقہ انت کہ انانیت
 کہ از تو سر می زند بر ہمہ چیز اطلاق یا بدیے تکلف ہمہ چیز بار انا
 توانی گفت اینجا معلوم شد کہ حجاب جز تعین انانیت نیست
 اسے سید یکذات است کہ تمام عالم صفت او است قائم باو

و آن ذات به این صفت ظاهر و پدید است همان ذاتست
 که قدرت خود و قدرتهاست همان ذاتست که ارادت خود
 ارادتهاست همان ذات است که سمع خود و سمعها و بصر خود
 و بصیرها و حیات خود و حیاتها و فعل خود و فعلها و کلام خود و کلامها
 و علی نما و تقیاس و همان ذاتست که هستی خود و هستیهاست هر چه
 بجا لم ظهور آمده در ذات پوشیده بود ذات بصورت او در
 علم خود اولاً و در عین خود ثانیاً جلوه فرمود ذات زنگ او گرفت
 و او زنگ ذات و آنچه پوشیده بود در ذات بلا قطع ذاتها بود
 و همان ذاتست که اول علم خودش و دیگری را بصورت علمها
 جهان شد و همان ذاتست که عین ذات بود که غیرش
 نبود پس آن ذات خود بخود معامله کرد و عاشقی و رزید و

بندگی و خدائی در میان آورد و کارخانه ازلی و ابدی برپا کرد
 سید تو خود را چنان خیال کن که هنوز آنجائی که در اول بودی تا از
 او شوی و دیگر روی تفرقه و غم و بلا نه بینی اے سید روح کو اوست
 که با او زنده و دل تو اوست که به او دانی و بصر تو اوست که باو
 بینی و سماع تو اوست که باوے شنوی دوست او است که باو
 حی گیری و پائے تو اوست که باوے میروی اے سید حیر
 و عیون تو از جزو اعضاء ظاہر و باطن تو اوست که باو ہمہ قوی
 اوست و تویی و منی ہر صفت او است و دیگر در میان نیست
 اے سید توحید صفت واحد است نہ من و لو اگر اوست و تو با
 شترک است نہ توحید اے سید چون تو رفتی قیامت و چون
 او در میان آید بقیامت اے سید سلوک سعی تست در رفع

اثینیت د جذبہ رفقن تست بوحدت اے سید سلوک و جذبہ
 وقتا و لقا کسم ولایت متحقق است باہمہ اثباتیا زمندی
 کن کہ عین مطلوب تو اند بادشمن دوستی ورز کہ او نیز مقصود تست
 و با خود نیز بہ نظر محبت باشی کہ عین محبوبی اے سید انہا در
 سلوک ضرور است اے سید بد و تیک را در دریاے وحدت
 انداز تا آشناے حقیقت شومی اے سید سخن وحدت
 را اگر بسیار گویم اندک است و اگر اندک گویم بسیار است
 ہدایت این معرفت در نہایت مندرج است و نہایت
 اور ہدایت مندرج نہ اور اہدایت است و نہ نہایت تا چند
 گویم و چند نویسم نہ من گویم و نہ من می نویسم حقیقت خود وجود
 در گھمگھم است اے سید چون در خواب شوی تیت کن کہ با علم

بطون می روم در جمع به حقیقت خود می گنم چون بیدار
 شوی بدانکه بعالتم ظهور آدم و از بطون به ظهور منزل نمودم
 و باید که سحر بر خیزی و استغفار کنی و نماز تهجد گذاری و سوره یسین
 اگر یاد داشته باشی در نماز سجوانی که مختار و اجتهائے دین
 و دنیاوی ماست بعد از آن در تفکر و وحدت مشغول باش تا
 نماز صبح برسد چون از نماز فارغ شوی تا آفتاب بر آمدن
 خواه شخاه مستقبل قبله بمراقبه وحدت باید بود چون آفتاب طلوع
 کند چهار رکعت بدو سلام گذارد و سوره یسین یکبار بخواند و اگر
 در چهار رکعت می توانی خواند بهتره همچنین بعد از نماز اگر توانی
 سوره یسین یکبار بخوان که فوائد بسیار دارد و اما در وقت خواندن
 نماز و قرآن مجید فکر وحدت از دست ندهد و بداند که خود عباد

می کند و خود کلام خود می خواند لابد ضرورتاً بگوید که اے حقیقت
 من مرا بخود کبیش و مرا از من بپوش و از دوتی برار اے
 سید بر ساک همه آداب طریقت ضروریست تفصیل آن آداب
 درین رساله کفایت ندارد از اختصار اے که مطلوب است
 اما آنچه اینجا می توان نوشت این است که خواب کمتر کند
 و چون ضرورت غالب شود به این اندیشه که نوشتم خواب
 کم کند و طعام و شراب اندک باشد در شبان روز یکبار بود
 اگر صائم بود بهتر و باید که از پریشانی لغو احترام از کند که اسباب
 دوتی و بیگانهگی و دهم باطل و هر چه در شرع منع است و هر چه
 در طریقت بد است همه این چنین است قاصداً یاد دارد که
 ضروریست اے سید باید که سخن کمتر کنی و در خلوت و در صحرای تنها

مراقبہ ولاحظہ وحدت کردہ باشی اے سید سخن کردن دل را
 خبث آرد و تفرقہ باز دہد و ترا از کسب وحدت و یگانگی غافل
 سازد و جز بضرورت صرف مزین و مختصر گوید وحدت را از اندیشه
 یک لحظہ جدا کن اگر در مجلس نشینی بیشتر متقیہ مشو مبادا غفلت واقع
 شود و سعی کن تا آن کثرت مرآت وحدت شود و متوی گردود در
 احتفائے اندیشہ خود در اہستہ احتی الا امکان سامعی باید بود
 و این کلمات را بہ ہمہ کس نیاید نمود مگر بخصو صمان خود۔ اے سید
 بہ اولاد و غلام و آشتنا و بیگانہ و دشمن و دوست آشنائی بوحدت
 باید کرد و ہمہ را بنظر اخلص و چشم حقیقت باید دید اے سید
 نزاع و جدال مطلق از میان بردار و انکار با کلمہ یا از میان بر طرف
 کن تا وحدت ظہور نماید و بسیار سعی باید کرد تا خشم و غضب ظہور

کندلت کردن و زدن خود چہ گنجایش اور در بہہ یا سہ در باہی
 داشت ورون خانہ و بیرون خانہ با فرزدان و مستحقان و
 بیگانگان آچنان باید کرد اگر کسی با تو بدی کند نہ بہار دل بد نہ
 کنی دہ نہی و اورا خوش سازی و مسکات بدی بہ کیوں کنی و
 این اصل کلی است در طریقت اسے سیدتہا برون دہتہا
 نشستن در جمعیت دخل تمام دارد و حال طالب ازین دو وجہ
 خالی نیست تعلقات ظاہر دیا نہ ارد و اگر نہ ارد و معاملہ او
 آسانست اورا باید کہ از سہ قطع نظر کردہ در خلوت یاد مہرا
 نہشند و بحقیقت متوجہ شود تا زمانے کہ بہ حقیقت منجلی شود و ہم
 دومی بر خیزد آن زمان بہر کش کہ خواہد باشد گنجایش دارد
 و اگر تعلقات ظاہر دارد و حقوق شرعی بہ او متوجہ است باید کہ

بر قدر ضرورت یہ آن پرواز و اما باید کہ احتیاط تمام کند کہ
 خلاف شریعت و طریقت واقع نہ شود و اگر در ملاحظہ وحدت کہ
 حقیقت است بالکلیہ غفلت واقع شود می باید کہ شبہا درین
 کار بسیار بگوشد و در مراقبہ وحدت باشد و روزانہ ہم چند
 ساعت برائے این کار معین کند و روز بروز افزودہ باشد
 تا آنکہ این معنی غلبہ کند و از ہمہ وارہا نند۔ اے سید و فتیکہ معنی
 وحدت غالب آید و لطف الہی ظہور فرماید ہمہ حقوق از تو او
 خواهد یافت و ترا ہیچ خیر و شر و ہیچ کارے نخواہد ماند و کیل
 تو خدا خواهد بود و بجائے تو او خواهد بود و تو در میان نہ۔ اے سید
 صحبت دنیا و صحبت اہل دنیا در طریق سلوک بسیار مضر است۔
 اما کسیکہ گرفتار است یعنی تو انداز ان قطع کرد و ضرورت و احتیاط

تمام باید نمود که واقع نشود چیزی که در شریعت یا طریقت یا حقیقت
 جنگ داشته باشد و اگر تقصیر برود، باید که رجوع نموده مدارک آن
 باید کرد که واقع نشود اے سید در لباس تکلف نباید بود چیزی
 از لباس فقر با خود باید داشت و همیشه حاضر حال باید بود
 و اگر گذشته و آئینده یاد نباید کرد و در ملاحظه وحدت هرگز از دست
 نباید داد اے سید باید که بدانی که هیچ عذابے سخت تر از عذاب
 دوری از حقیقت خودت - ازین مرگ و این غفلت ترسان تر است
 متوجه وحدت باید بود و بدینین باید داشت که همه یکیت و غیر
 یک موجود نیست و هر قدر که این اندیشه غالب است شقاوت
 دور است چوں از هم دوری برآمد قیامت بر و واقع شد
 و در جنت شهود ابد آ باد آسود اے سید این چنین دوستی

بہرچہ در دنیا میسر شدنی است چو نسبت کہ در آن سعی نمی کنی
 و عاقل می باشی قیامتے بر ہمہ کس و ہمہ چیز آمد نیست و آن بوج
 است بوحث اما بعد از ان کہ ظہور کلی واقع شود اگر چہ ہمہ از
 اصل خود پدید آمدہ باشند لذتے کہ باید ہمہ روے ندہد مگر مردے
 کہ این جابر آنها قیامت گزشتہ باشد پس باید کہ سعی کنی
 کہ آن معنی موعود است ترا این جا رونماید تا آسودگی تمام
 حاصل شود و لذتیکہ می باید دست دہد مقصود ہمین است کہ ہم
 دوی بر خیزد و تو تمانی او ماند پس ہمہ اولیا و اولیاء برین اتفاق
 کردہ اند و در کتب الہیت و احادیث نبویہ و کلمات اولیاء
 دلائل برین بسیار است و عظامے ہر فرقہ بوحث قائل اند
 و ہمہ بہ یک بیان برین رقتہ اند کہ غیر حق موجودے نیست عالم

صورت اوست و ظهور اوست و پس بنیاطراست که شواهد این
مطلوب مطلب را در کتابی علیحدہ نوشتہ شود و اندولایے کہ عقل سلیم
استنباط آن کرده آورده شود انشاء اللہ سبحانہ اے سید امر و زک
آخر روز زمانست نزدیک رسید کہ آفتاب حقیقت از مشرق منقر
خلقیت طلوع نماید از انجا کہ پیش از طلوع آفتاب نوار و آثار ظاہر
می شود و اسرار توحید از زبان خاص و عام با اختیار و بے اختیار
فہید و نا فہید سر می زند طالب را باید کہ خود را جمع ساخته از خود
بپوشد کہ حقیقت وحدت کما منعی بروے جلوہ گر شود و بہ گفتگوے
زبانی اکتفا واقع نہ شود اللہ مطلق است و محمد بر حق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ارشاد الطالبین

دمضف حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله رب العالمین علی کل حال و فی کل حین و الصلوٰۃ
و السلام علی رسولہ و علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ

اجمعین۔ ابا بیدارین رسالہ ارشاد الطالبین درخاندان نبوت

کہ مخدوم شاہ میرانجی شمس العشاق و حضرت شاہ برہان الدین

قطب الافاق قدس اللہ سرہ برائے طالبان کامل و مریدان

صداق بطریق تلقین و ارشاد در راه حق سبحانه تعالی تصفیة
 کرده تا در پیری راه باطن آسان شود و احوال سلوک و کثود
 طالب در باطن ترقی به طریقت کند و کشاده گردد و مراد
 بر آید انشاء اللہ تعالی بدان که ای طالب چون یکے بنده از
 بندگان خدا خواهد که معرفت ذات خداے تعالی حاصل کند
 و با واصل شود و صدق در دل او پیدا آید اول سه مرتبه بداند
 یکی عرفان دویم ایمان سویم اسلام عرفان آنکه اول یقین
 به خدایتعالی چنان بیاید که کسی نیست دانا و توانا و قادر و مالک
 بر همه قدرت خود در هیچ باب عاجز نیست در خداوندی او
 نیست او را بر قدرت و صنعت و حکمت او شناس کند این
 عرفان شد بعد ازان بر و ایمان آوردن لازم است ایمان

چگونه ہمارو چنانچہ فرمودہ قولہ تعالیٰ۔ **وَفِعَلِ اللّٰهُ مَا**
يَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَا يَرِيدُ۔

بر حکم آن چنان بدانند کہ آن خدا ہرچہ خواہد قہر کند اگر خواہد
 لطف کند دل در میان دو صفت جلال و جمال حق قرار گیرد
 بحسب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم **الایمان بین**
الخوف والرجا

درین باب حضرت شاہ میر انجی شمس العشاق قدس اللہ
 سرہ دوہرا فرمودہ اندہ اللہ کرے سو ہوئے سمجھی ہے یو چہ
 ایمان ہو کر نار ہنا پھو کنا اللہ کے فرمان۔ درین دانستن
 شک نباشد بعد ازان تسلیم آید کہ معنی اسلام تسلیم است
 چنانچہ فرمودہ اللہ۔ **سلمو تسلیما۔ تسلیم سر عبادت است**

بِرَحْمَةِ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تَسْلِيمٌ چنان باشد
 کہ ہرچہ خدایتعالیٰ بروامر کردہ است بر طاعت و عبادت معرفت
 بہہ را اورا بشرع محمدی علیہ السلام تسلیم باشد قولہ تعالیٰ -
 وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ بِرِکْطَاعَتِ رَسُوْلٍ
 کرد او طاعت خدا کرد یعنی بر حکم خدا و رسول خدا تسلیم باشد تا
 اسلام حاصل شود بدان ای طالب اگر این قدر معرفت در دل
 نیاید ہرگز باطن دل اور روشن نشود اگر ایمان با عرفان و اسلام
 در دل طالب قرار گیرد در ہر ذکر کہ مشغول گردد ملامت نماید
 انشاء اللہ تعالیٰ بعد از ان ذکر شروع کند بر طالبان صادق
 اول ذکر صلی بر اعضای ظاہر اسم اللہ اللہ ثابت کند بر حکم
 اَرْمَنَ کُو وَاللّٰهُ ذِکْرًا کَثْرًا۔

بدیدن شنیدن بجزکت و سکنت در خیال و مقام اسم اللہ اللہ
 موجود نماید و در ظاهر با زبان و گوش و چشم و دست و قدم
 خواه متحرک خواه ساکن با اسم اللہ اللہ مشغول باشد تا حال صفا
 و مقام ناسوت حاصل شود آنرا ذکر قلبی گویند که قوله علیہ السلام ذکر
 لسان تعلقه یعنی ذکر قلبی است بعد از آن ذکر قلبی شروع
 کند برین حدیث الذکر قلبی و سوسته و ذکر قلبی چنانچه دل
 باطن جزا شد هیچ چیز نه نماید بجز او کس را نه بنید اللہ اللہ در
 دل چنان قرار دارد و مستغرق شود و ثبت گردد تا همه غیر
 را فراموش کند درین حال مقام ملکوت حاصل شود انشاء اللہ
 تعالی بعد از آن ذکر روحی شروع کند حد الذکر روحی مشاہدہ
 بر عین صورت ظاهر شے را به بنید تا ازان صورت تصور ظاهر

نظر باطن کشاده نور خدا متعالی را مشاهده کند تا از ان نور خدا را
 به بیند بصیرت باطن کسے را که او توفیق بخشد درین جبروت
 حاصل شود قوله تعالی. **يَهْدِي اللَّهُ لِنُورٍ مِّنْ لِّسَانِهِ يَهْدِي**
إِذْ أَنْذَرَ السُّورَةَ أَذَىٰ مِّنْ مَّوَدَّةِ الْكَافِرِينَ باشد تا درین
 مشاهده نور در دل بنده و جهان بنده محبت تقای حضرت
 رب العالمین زیادہ شود و بر روی اشتیاق و عشق روی نماید
 آنچنان کہ از خودی خود بجزو شود کہ مطلب محبوب به بیند درین جا
 مقام لاهوت حاصل شود و حال بسیار روی نماید و اسرار عیشی
 آید و معرفت کمال و تقاضای جمال و عنایت خود و صاحب ولایت
 گردد انشاء اللہ تعالی بعد از ان ذکر خفی باید تا وصل ذات باری
 بر حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم **الذکر خفی صمعا ننتہ** یعنی خود را

در ذات مطلق فدا کند و این ازار ادرت خدا تعالی است که
 محبت عاشق را از طرف ذات جذب کند و بر باید و در خود حقی
 کند تا وصل ذات خدائی تعالی حاصل آید از آن توحید حقیقت
 حال حقی که قال علیه السلام یعنی خود را در ذات مطلق فدا کند
 و این ازار ادرت الی التوحید حقیقت لا رب ولا عبد درین
 جا از خود بی خود چنان فدا شود که نداند من یا تومی ذوق او بر
 شود و در هر طرف او نماید توله تعالی فاینما تولو قتلوه و حبه الله
 آخر حال او شود درین جا که حالت ظهور ذات وصفات
 معاینه کند و تسلی شود انشاء الله تعالی در بیان مقام سیر
 و طیر بد آنکه این را فهم است طالب را باید که بوجود روحانی
 سیر کند که یکببه و طیر بر عرشش برابر سیر خود برود تا شیطان

راه نیابد و نیز درین جا اشارتست بر که عارفان باشند فهم کنند و هر
 عبادت که کند با وجود نورانی کند این جانبیت با وجود خدا کی
 نیت ندارد و این سیر طریقت است که چون طالب را سیر
 و طیر حاصل شود یعنی جا کشف و کرامت پدید آید چنان نماید
 و سیر حقیقت است آنکه تقاضای پیر خود را قبله سازد و مشاهده کند تا در
 ذات خدا می رسد و موجود بیند تعیین ذات مطلق به بیند این سیر
 انتهاست طالب صادق را دل آئینه شود تا پیر خود در خود
 معبودیکه نماید در خود تصور کند هر شاهد خود قرار دهد و خود عارف
 تسلیم دهد در شاهی خود شاهی است همچون بر اعضا
 روح شاهد است درین معنی با همه و بی همه ذات خدا
 حاصل شود منتهی کامل شود و در میان اولیا جمع و مقام

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آید محبوب گردد و انشاء اللہ تعالی رساله
 ارشاد الطابین ارشاد شاه میر انجی شمس الشاق قدس اللہ
 سرہ تمام شد بعونہ اللہ تعالی۔

الایا ساکن القصر المَعْلٰی

سَدِّفْنِ عَنِ قَرِیْبِ فِی التَّرَابِ

لِنَا مَلِكٍ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ

لِلدِّ وَالْمَوْتِ وَابْنِ الْخَرَابِ

اَلْهٰی تَبِیتَ مِنْ کُلِّ الْمَعَاصِی

بِاخْلَاصٍ سِرْجَاءَ لِلْخَلَاصِی

اَعْلَمْتَنِ یَا عِبَادِ الْمُسْتَغْنِیْنَ

بِفَضْلِكَ یَوْمَ یُؤَخَذُ بِالنُّوَصِی

(مرروی در سلسله حقیقیه عالیه)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

۱- انا من نور الله وكل شيء من نوري.

۲- بخلق الله آبي وعلى صورته

۳- من راني فقد راني الحق.

۴- انا في العرش احد وفي السماء احد وفي

الارض من محمد وفي تحت الثرائي محمود.

۵- كل عالم لم يعمل علمه فهو ابليس.

۶- من عرف الله لا يقول الله ومن قال

الله لا عرف الله.

۷- ان الموصون اخذوا بينهم من الله و

ان المنافقين اخذوا بينهم من الفسهم.

ہو ہو ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ بہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اسے ختم سلّ قرب معلوم شدہ دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

بِسْمِ السَّلَوٰکِ

(مصنفہ)

حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہ

مترجمہ مولوی منظور احمد صاحب ناظر

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ :-

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے
 ذات نے اس کی ہر اک شکل میں کی جلوہ گری
 شکل آدم میں کبھی صورت، جو اس میں کبھی
 اور اس بے چون و بے چگونوں کے شکر کے بعد کہ جو صد ہزار
 چوٹی اور چنگوٹگی میں ظاہر ہوا اور جس کا نتیجہ موجود نہیں ہے
 تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی زندگیوں لاکھوں
 بڑی حیرت اس شکل کی ہیں صد تین لاکھوں
 بلند و پست جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمہ اوست

وہی ہمسایہ ہنشین ہمراہ بے گدا بھی وہی وہی ہوشاہ
 جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع بس وہی ہے ہر جگہ و اند
 درود اس چھیتے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی
 یا منصفیٰ محمد و محمود آپ ہیں ۛ ایجاد کائنات کے مقصود آپ ہیں
 اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی
 پایا ہوا ابو العلاء احراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ
 مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو
 طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی
 کہ چاہے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ
 وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اے بھائی کہ فناے اعظم جو وصول اعلیٰ
 مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔

پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات۔ تیسری

فنا فی الذات۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنی اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات و سکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جانتا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جانتا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کہجی کی حرکت کا تعلق

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جانا ہے۔

کھولنے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے
 اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا
 کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی

ستیا زید نے مجھ کو عمرو نے کر دیا زخمی

سہ دانہ صیاد ازل نے جب کبھی میرا دام پر

اک پرندہ آچھٹنا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہان میں سب کاسب

کر کے اور دن کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

سہ کمان میں تیر ہے دراصل خود اس صید گن کی

کمان ابرو معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنائی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسرو

کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جانتا ہے یعنی ہر ایسی اپنی

اور دوسروں کی صفت کو جو صفات حیات - علم - ارادہ

قدرت - سمع - بصر اور کلام سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں

کی صفت جانتا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے

منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بدولت اس کا وجود

سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جانتا اور ہرگز

اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی

اس بلند پایہ گروہ کے پاس شکر عظیم ہے

ہر زبان سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں

ہے تعجب کان ہی ظاہر ہیں میرے زبانی

نقل ہے کہ جب سلطان العارفين حضرت خواجہ
 بايزيد بسطامي قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا
 کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے
 بايزيد ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوند
 توحید لایا ہوں جو اب آیا ان کُرْ لَيْلَةَ اللَّيْلِ یعنی یاد کر
 دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور
 تیرے پیٹھ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ
 میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں
 نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے
 تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے
 کہ توحید لایا ہوں سے

کسی سچے نے کیا کہدی کی سچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف
ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک
میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہو گا جو ہمیشہ ہی
اس بلا میں مبتلا ہیں :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے :

مَا يُؤْمِنُ الْكَرْهُمُ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُوَ مُشْرِكُونَ

یعنی بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لائے ہیں مگر

در اصل مشرک ہیں ۔

جب تک ای عادت ہی رہی تری بہرہ شیطان منافق ہے تو درپیش نہیں

فنائی الذات سے ساکس کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات
 کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی ساکس جو یہ جانتا
 ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جاننا اور
 دیکھنا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت
 حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام
 کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔
 اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے

غیر اس کا وہم اور پندار ہے

جلوہ زاوہو معکوم کا جمال

کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تے فرمایا ہے۔
 مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے پہچانا
 اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو (یعنی جو شخص کہ اپنے
 آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں
 ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچاں لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

لَعَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعَدَمِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقَدَمِ مِنْ عَرَفَ
 نَفْسَهُ بِالنَّقْصِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْكَمَالِ دنیوی معنی جیسا اپنے نقص و زوال و محدودیت
 و عدم مروتی جہالت مجبوری ناتوانی کریم کو مروتی کمال عالم سوا آتش تعالیٰ کے کمال و قدم حیا و
 دلدادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا وہ پہچانا کسی شے
 کا کمال و مروتی شے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي دُبَّحَانًا مَن لَمَّا نِيَّ رُبَّ رُبِّ كُوَا نِيَّ رُبِّ
 یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ
 کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جاچکا حق نے حق کو پہچان
 لیا

جب ملک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پائیگا
 جب نہ ہوگا تو خدا خود نہ مانا ہو جائیگا
 اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے
 اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم
 کہ خدا شناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے۔

۱۵ بندہ کا کہان مقدور و حوصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔

ساکھ کو پہلے چاہئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے
 اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال
 میں اس قدر استعداد اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور
 ہونے لگے۔

وہ مگن ہے جس صورت بیکری : ہر طرح سے آئینہ میں دیکھ لی
 اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔
 اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنکا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد ساکھ کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام
 پر آنا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جانتا اور ایسا تصور کرنا چاہئے
 کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر
 ہوا ہے۔

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر
 کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر
 طالب و مطلوب بیکھے رکے سب
 تو ہی تو ہے کب سے تیرا کوئی غیر؟
 اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں
 اس لئے وہ خود ہی میں حملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا
 چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے
 اور اس باب میں کوشش اور سعی تبلیغ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود
 بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شے ہے کہ
 آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل و قال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے
 اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔
 اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس
 مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور
 اپنے وجود ہی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔
 یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا
 میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حدودِ جسم صرف اور پابند رہنا چاہئے
 تاکہ خود کو بھول جائے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جانا جائے
 اور حق دیکھا جائے۔

ساکک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے
باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیہ کے
باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا

محو حیرت ہوں کہ جس کو میں "کہا کرتا تھا میں

ڈھونڈتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ میں "اب کیا ہوا

جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ ساکک خود کو بھول گیا۔

تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا

اور وصول حق حاصل ہو گیا

خود ہی شاید خود شہود بھی ؛ غیر اس کا ہے کہیں موجود بھی؟

۵ دن بھر ترے ساتھ تھا خبر کی نہ تھی

شب ساتھ رہا اونگتے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھ کو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا عشوق عیاں تھا مجھے معلوم تھا نہ بلکہ خود مجھ میں تھا مجھے معلوم تھا

میت سمجھا کہ طلب اس کے لادگی مجھے یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم تھا

یعنی بخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نسبت ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے اور یہی ہے انہما اور کمال فقر کا۔

سالک کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے

جس کا کہنا شیوہ ہوا اور فقرائیں : گو معرفت دین نہ ہوا اور کشف یقین

وہ اٹھ گیا درمیان سے اللہ ! : الْفَقْرُ اِذَا تَهَوَّوْا لِلّٰهِ هِيَ

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلکشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کل شیئی کھا لک الہی
 وَجَّهَهُ كُلِّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ اسْتِهَادَهُ هِيَ الرَّجُوعُ إِلَى اللَّهِ
 بِاللَّهِ تَعَالَى بکار از فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبہ کا
 کہ اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہ الاحقار صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ

زخیم مست ساقی دامم کردند	نختمین بادہ کا نذر جام کردند
ز زلف ماہر ویاں دامم کردند	برائے صید مرغ جان شائق
بہم بردند و عشقش نامم کردند	بعالم سر کجا رنج ملامت
مہیا شکر و بادامم کردند	ز بہر نقلستان از لب چشم
عراقی را چہ را بد نام کردند	چو خود کردند از خویشتن فاش

(مولوی منظور احمد صاحب ناظر)

برہ تو دیدہ بد و ختم شدہ عمر و یار نیامدی
 دل و جان بہ آتشِ حیر تو مگر اے نگار نیامدی
 زمیں بہ تم زدہ سوئے تو شدہ قاصد چنے قاصد
 بسر خزان زدہ گلشنم مگر اے بہار نیامدی
 تو بگو کہ دستِ رسم کجا کہ رسم بکوسے تو یار من
 مگر آہ با ہمہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی
 بہ میان باد یہ سہلے نہ بہ زخمِ پنیہ و مرے
 ہمہ حیرتِ جنینِ غمے پے غمین زار نیامدی
 شدہ ساہا بہت بے وفا کہ کسے نیا از نشان
 تلاشِ تربت ناظرت سیر کو ہمار نیامدی

زہے جوشن بہ بزخیر کلف مردانہ می ۔

بہ سرگہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بدون آیم براے مقدرت عالی کتم جارا

چولے جان جہاں باطلوہ جانانہ می آئی

بہ پاہست بقیقہ جاہا از دست میخوارا

چوسے میگردہ باغزہ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیہ بہر ساعت عجبتانے

گدایانہ سی سکاہے گپے شاہانہ می آئی

نودہ آشنا لبہاے نوشین تو یا تلخی

کنوں رگفتگوے تلخ بیساکانہ می آئی

مریض عشق ترا و چہ مرض سحر تو چہ می باشد

تو خود بر جمال او در خنده خصمانه می آئی
 به رنگ زوبهاران سینه ات آتش کرده ناظر
 سرت گرم چرا پس سوسه آتش خانه می آئی

(*)

یا رسن که ستر یا لطف بے کران باشد	با ستر تقصیرم یارم به بیان باشد
تو به بشکنم مردم باز تو به می و رزم	رحمتش نمی دانند این چه و چنان باشد
ایک قیل و قال تو شرح دفتر معنی	ویک علم و حال تو را ز کن و مکان باشد
دارم این سوال ز تو با کمال نادانی	گر چه خامشی دامنم کار عاقلان باشد

هر دمی زمن جریمه سزایان ز تو غمخو

ناظر کله ام آخر شاخ ز محقران باشد

(*)

ترگس کہ ہی بیند بے خود گرانستے	دیدہ است نگاه او حیرت دہ زانتے
یک محشر بتیابی بر دل شد گمان بریاست	این فتنہ کہ بر پاشد از چشم بتانستے
عیب کم لے ز ابد من بندہ تقدوم	گر نمد نظر بازم تقدیر چنانستے
این خرقہ سالوسم صد عیب پوشد	زہدیکہ ہی و دزم نادان بگمانستے
آنگس کہ خیر دارد مہربلب خود زود	افسانہ کہ درد ہر است از خیرانستے
این شعر ترسم کیے ہر لحظہ ز نو دارد	زان مولوی شانی گوشاہ شہانستے

ہم نغمہ رومی ام مانند حزن ناظر
 این پردہ کہ می سخن زان جان جہانستے

(۴)

تا نظر چو بہ دست با الین دارم دست	حقا کہ بصد صدق یقین دارم دست
دست از ہر مطلوب کشیدم بارے	زان روز کہ مقصود چنین دارم دست

ندان روز که صدق دین است مرا	گلزار حبان و حور عین است مرا
مردم بطواف کعبه در زند سفر	آن کعبه و قبله جا الیمن است مرا

(۹۰)

در راه طلب اهل یقین را در یاب	بگزار سیر مکان کین را در یاب
گر طالب صادق پرورش کسے	بگزار ز سبزه و با الیمن را در یاب

(۹۱)

الْحَمْدُ لِلَّهِ مَنْشَى الْفَلَقِ مِنْ عَدَمٍ
 نَشَأَ الصَّلَاةُ عَلَى الْخِتَارِ فِي الْقَدَمِ
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ لِيَمَّا أَبَدَا
 عَلَى حَيْبَاتِكَ خَيْرًا تَخْلُقُ كُلَّ حَيْمٍ
 وَ مَتَّ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَ عَدْلًا
 كَر كَر كَر كَر

قصیدہ

اصحبت زائر اراک یا شمتہ انجف
 تو قبلہ دعائی و اہل نیاز را
 می بوسم آستانہ قصر جلال تو
 گنہ زدہ ہائے چشم مرصع ز گوہم
 رو کردہ امزرجاہہ اکراف سوی تو
 بروئے عارفان تو مفضل گشتہ است
 خصم تو سوخت در تب تبیت جو بوی
 رفت از جہاں کسی کہ نہ پئے پر پئے تو
 ما جنس را چه حد کہ زندلاق حبس
 جنسیت عشق مولا را سبب
 جامی بر آستان تو کا سجا پئے سجود
 بہر نثار ممت دم تو نقد جان بکت
 روی امید سوی تو باشد ز ہر طرف
 و در دیدہ اشک عذر ز تقصیر
 نریش حریم نیر تو باشد ز ہر شرف
 تا گیریم ز حادثہ دہر در کشف
 ابواب کنت کنز بمفاح من عرف
 نایدہ از دنیا تہرت ستون توف
 لب پر نظیر یا اسقا دل پیرا دوسف
 اورا بود بجانب موہوم خود شغف
 حاشا کہ جنس گوہر رخشان پیرا
 ہر صبح و شام بہر صفائی کشد و صف

السلام القیومی تر کو ہر دوریا جوہ	السلام آئندہ تازہ تر ہو کر گھر گھر موجود
السلام آنکھ تازہ دیکھ کر آگے تیا	نور پاکش کس نرسن دا از قدسیا اورا
السلام آنکھ تکھلے غرضاً	مصدقیل تیج تو از اینہ گیتی زدو
السلام آنکھ نامدور کھنکھن	تیز ہنسا راجہ نور تو در چشم شہود
السلام آنکھ ہر قرش بہت نیو	اطلاے آکشن شہب ند ما از زور پو
السلام آنکھ پو شفاعت زحہ	جز کلید رطوبت خلق تو آند کشود
السلام آنکھ تا ہوم درین محنت	در سرم سودای و در جانم تنہا تو بو

صد است می فرستم ہر دم آفر کرام

بوکہ آید یک علیکم در جو صبی سلام

بلغ علی بابک	کشف الہی علیہا
حسب عزیبتی	صلو علی آلہ

دوم حاجی کرمان مالک اخبار شوکت الاسلام پریا بازار علی بیار
(حیدرآباد کن)